

بنگالی دُلھن

پہلا حصہ

پہلا باب

"او بلی - او پچی - او پرچھل - او بنگلی!"

"آتی ہوں - ماں"

ماں نے پکارا - بیٹی قریب آئی - کہنے لگی -

"کیا ہے ماں؟"

ماں نے جواب دیا "جا - گھوش بابو کے گھر سے ایک بیگن مانگ لا"

پرچھل کہنے لگی "مجھ سے تو یہ نہ ہوگا - مجھے مانگتے بڑی شرم آتی ہے"

ماں - تو کھائے گی کیا؟ آج گھر میں کچھ بھی نہیں ہے -

پرچھل - تو خالی بھات کھا لون گی - روز روز مانگ کر کھانا کیسا ؟

مان - تیرے نصیبون مین یہی لکھا ہے - غریب کنگال کو مانگنے مین شرم ہی کیا ؟

پرچھل نے کچھ جواب نہ دیا - مان کہنے لگی -

"اچھا تو چاول چڑھا دے مین ترکاری کی فکر مین جاتی ہون" -

پرچھل - تمھین میرے سر کی قسم - مانگنے نہ جانا - گھر مین چاول ہین - نمک ہے پیڑون مین مرچے لگے ہین - عورتون کے لئے یہی بہت ہے -

مجبوراً مان نے بیٹی کا کہنا منظور کیا چاولون کے نیچے ادھن چڑھا چکی تھی - مان چاتول دھونے گئی -

چاول نکالتے وقت مان نے گال پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگی -

"چاول کہان" بیٹی کو دکھلایا کہ کوئی آدھی مٹھی چاول ہون گے - اتنے چاولون مین تو ایک آدمی کا بھی پیٹ نہین بھر سکتا - مان ایک ٹوکری لیکر باہر چلی پرچھل نے پوچھا - "کہان جاتی ہو" -

مان - جاتی ہون کہین سے چاول ادھار لاؤن گی - نہین تو خالی بھات بھی کھانے کو نہ ملے گا -

پرچھل - ہم لوگون نے نہ معلوم کتنی مرتبہ چاول ادھار لیے مگر پھر دینے کی نوبت نہ آئی - اب کسی سے ادھار نہ لینا -

مان - تو پھر کھائے گی کیا ؟ گھر مین تو ایک پیسہ بھی نہین -

پرچھل - فاقہ کرونگی -

مان - فاقہ کر کے کتنے دنون جیئے گی -

پرچھل - تو مر جاؤن گی

مان - جب مین مر جاؤن تو تیرے جی مین جو آئے کرنا - اپنے جیتے جی تو مین

نہین دیکھ سکتی کہ تو فاقہ کرکے جان دے جس طرح ہوگا بھیک مانگون گی
اور تجھے کھلاؤن گی۔

پرپھلؔ - بھیک مانگنے کی ضرورت ہی کیا - ایک دن کے فاقہ سے آدمی مرتا
نہین - آؤ آج ہم دونون ملکر جنیو تیار کرین - کل بیچ لینگے -

مان - سوت کہان ہے؟

پرپھلؔ - نہ سہی - چرخہ تو ہے -

مان - اور روئی کہان؟

یہ سُنکر پرپھلؔ رونے لگی - مان پھر ٹوکری لے کر چاول مانگنے چلی - پرپھل نے
مان کے ہاتھ سے ٹوکری چھین لی اور الگ رکھدی - کہنے لگی - "وہ مان ہم لوگ
ادھار لیکر کیون کھائین - ہمین کمی کس چیز کی ہے"۔

مان - ہے تو سب کچھ - مگر جب نصیبون مین ہو -

پرپھلؔ - نصیبون مین کیون نہین ہے - آخر مین نے کونسا قصور کیا ہے -
سسرال والے اسقدر مالدار ہون اور مین کھانے کو ترسون!

مان قصور یہی کہ مجھ ایسی نبختی کے پیٹ سے ہوئی - تیرے نصیبون مین
آگ لگی ہے نہین تو تجھے کمی ہی کیا تھی -

پرپھلؔ - سُنو مان - مین نے آج ٹھان لی ہے جب سسرال سے ملے گا
تبھی کھاؤن گی - نہین تو نہین کھاؤن گی - تم کہین سے مانگ جانچکر
اپنے لئے بندوبست کرلو اور کھاپی کر میرے ساتھ چلو - مجھے سسرال
مین چھوڑ آؤ -

مان - یہ کیا - بیٹی - بھلا کہین ایسا بھی ہوا ہے -

پرپھلؔ - کیون؟

ماں - جب تک کوئی بلانے نہ آئے تب تک کوئی سسرال جاتا ہے -

پرچھل - غیروں سے بھیک مانگ کر کھائے اور بے بلائے سسرال نہ جائے؟

ماں - وہ لوگ تو کبھی تیرا نام بھی نہیں لیتے -

پرچھل - نہیں - جن لوگوں کے ذمہ ہماری پرورش ہے اُن سے مانگ کر کھانے میں ذلت نہیں - اپنا مال آپ ہی مانگ کے کھائیں گے اس میں شرم کاہے کی -

ماں خاموش ہو کر رونے لگی - پرچھل نے کہا -

"میری یہ خوشی نہ تھی کہ تمھیں اکیلا چھوڑ کے جاؤں مگر میرا دکھ بٹ جانے سے تمھاری مصیبت بھی کم ہو جائیگی - اسی اب میں جانا چاہتی ہوں"

ماں بیٹی میں بہت سی باتیں ہوئیں - بالآخر ماں سمجھ گئی کہ بیٹی ہی کی تجویز مناسب ہے - ماں نے تھوڑے سے چاول جو موجود تھے پکائے - مگر پرچھل کسی طرح کھانے پر راضی نہ ہوئی - پھر بھلا ماں کیونکر کھاتی - جب ماں نے کھانا منظور نہ کیا تو پرچھل کہنے لگی - "اچھا - تو اب دیر کیوں کریں - دور جانا ہے"

ماں - نے کہا - "آ - تیرے بال تو گوندھ دوں"

پرچھل - نہ - یوں ہی رہنے دو -

ماں نے سوچا کہ اُس کی بیٹی کو بناؤ سنگار کی ضرورت نہیں بیٹی نے یہ خیال کیا کہ "واہ میں سنور کے کیا کسی کو رجھانا ہے" - ماں بیٹی دونوں میلے کچیلے کپڑے پہنے روانہ ہوئیں -



دوسرا باب

بنگال کے جس حصہ مین بارہیندر برہمن آباد ہین وہان ایک موضع بھونانتھ ہے - پرپھل کی سسرال وہین تھی - پرپھل کی حالت جو کچھ ہو مگر اس کا خسر ہربلبھ بہت بڑا آدمی تھا - اس کے پاس زمینداری کے دیہات تھے مکان عالیشان دومنزلہ بیٹھکا - دیوا استھان - ناچ گھر - دفتر کا مکان - پائین باغ - پختہ دیوارون سے گھرا ہوا تالاب - وہ موضع پرپھل کے باپ کے گاؤن سے چھ کوس تھا - چھ کوس پا پیادہ چل کر مان اور بیٹی بھوکی پیاسی کوئی تیسرے پہر اس امیر کے مکان پر پہونچین -

مکان کے اندر جاتے وقت پرپھل کی مان کا ایک ایک پاؤن من من بھر کا ہو گیا تھا - پرپھل کو ایک مفلس کی بیٹی سمجھ کر ہربلبھ اس سے نفرت کرتے ہون یہ بات نہ تھی - شادی کے بعد ایک نیا شگوفہ کھلا تھا - ہربلبھ کو بخوبی معلوم تھا کہ وہ لوگ بالکل غریب ہین - یہ سب جان بوجھکر لڑکا بیاہا تھا -

وجہ یہ تھی کہ لڑکی بے انتہا حسین تھی - ایسی خوبصورت لڑکی اور کہین نہ ملی - اس لیے وہان شادی کی - ادھر پرپھل کی مان خوش تھی کہ ایسے بڑے آدمی کے گھر مین لڑکی جاتی ہے -

جو کچھ اس کے پاس تھا شادی مین صرف کر دیا اسی وجہ سے اب کھانے تک کو محتاج تھی - تقدیر کی خوبی - جو شادی اس ذوق و شوق سے ہوئی اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوا - پرپھل کی مان کے پاس جو کچھ تھا اس نے سب صرف کر ڈالا - مگر اسکے پاس تھا ہی کتنا - وہ رانڈ بیوہ بالکل کنگال ہو گئی پھر بھی خرچ پورا نہ پڑا - انہون

کو پوچی اور سندیش اچھی طرح کھلائی۔ مگر جناتیون کے لیے صرف جوڑے اور دہی
کا انتظام کر سکی۔ پڑوسیون کو بڑا معلوم ہوا۔ کھائے بغیر اُٹھ گئے۔ اس پر پرپھل
کی مان اُن لوگون سے بہت خفا ہوئی بہت سی گالیان سنائین۔ اُن لوگون
نے سخت عوض لیا۔ جس روز بہو کھانا پکاتی ہے اس روز ہرلمبھ نے سمدھن
کے پڑوسیون کو نیوتہ دیا۔ وہ لوگ نہ گئے ایک شخص کی زبانی کہلا بھیجا۔
ہرلمبھ بابو نے ایک بدچلن عورت سے ناتہ کیا ہے۔ بڑون کی بڑی باتین۔
ہم لوگ غریب آدمی۔ ہمارے پاس سوا ذات کے اور کیا ہے۔ بدچلن عورت
کو ذات سے خارج سمجھنا چاہیئے۔ جس کھانے کو اس کی لڑکی ہاتھ لگائے وہ
کھانا ہم نہین کھا سکتے۔

بھری محفل مین اس بات کا چرچہ ہوا۔ پرپھل کی مان اول تو بیوہ تھی
اس کے گھر مین لڑکی کے سوا کوئی نہ تھا۔ عمر بھی کچھ ایسی زیادہ نہ تھی۔ ممکن
تھا کہ یہ الزام سچا ہو۔ ہرلمبھ کو یہ بھی خیال آیا کہ شادی کے روز جناتی کھائے بغیر
چلے گئے تھے۔ پڑوسیون کو کیا پڑی جو جھوٹ بولین۔ ہرلمبھ نے اس الزام
کو سچا سمجھ لیا۔ اور جو لوگ موجود تھے اُن کو بھی یقین آگیا۔ کسی نے نئی بہو کا
چھوا ہوا کھانا نہ کھایا۔ اور چیزین کھائین۔ دوسرے روز ہرلمبھ نے بہو کو اسکی
مان کے گھر بھیج دیا۔ پھر کبھی نہ بلایا۔ نہ کبھی خود خبر لی نہ بیٹے کو خبر لینے دی۔
بلکہ بیٹے کی اور شادیان کر دین۔ دو ایک مرتبہ پرپھل کی مان نے حسب حیثیت
کچھ تحفے بھیجے مگر ہرلمبھ نے واپس کر دئے۔ اسی وجہ سے اس مکان مین جاتے
ہوئے پرپھل کی مان کا قدم نہ اُٹھتا تھا۔

جب اتنی دور آ چکی تھی تو واپس کیا جاتی۔ مان اور بیٹی دونون ہمت
کرکے مکان کے اندر چلی گئین۔ اسوقت زنانے محل کے ایک کمرے مین

کرتا دوپہر کا کھانا کھا کے سو رہے تھے۔ اور گنی (پرپھل کی ساس) پانون پھیلائے ہوئے سر کے سفید بال چنوا رہی تھی۔ اتنے مین پرپھل اور اس کی مان وہان پہونچین۔ پرپھل نے ہاتھ بھر کا گھونگھٹ نکال لیا۔ اس زمانہ مین اس کی عمر کوئی اٹھارہ برس کی تھی۔

گنی نے ان دونون کو دیکھکر پوچھا۔ "تم لوگ کون ہو"۔

پرپھل کی مان نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔ "کیا بتائین ہم کون ہین"۔

گنی۔ کیون۔ آخر بتاتین کیون نہین؟

پرپھل کی مان۔ ہم تمھارے ناتے دار ہین۔

گنی۔ ناتے دار۔ ناتا کیا ہے۔

وہان پر ایک خادمہ کام کر رہی تھی۔ اس کو سب لوگ تارا کی مان کہتے تھے۔ وہ شادی کے بعد بھی دو ایک مرتبہ پرپھل کے مکان پر گئی تھی۔ اُسنے پہچان لیا۔ کہنے لگی۔ "تم نے نہین پہچانا۔ ارے۔ یہ تو سمدھن ہین"۔ اس زمانہ کے نوکر بھی وہی رشتہ مانتے تھے جو مالک سے ہوتا تھا۔

گنی۔ سمدھن۔ کون سمدھن؟

تارا کی مان۔ درگاپور والی سمدھن۔ تمھارے بڑے بیٹے کی بڑی ساس۔

گنی سمجھ گئی چہرے پر نا خوشی کے آثار نمایان ہوے۔ کہنے لگی۔ "بیٹھ جاؤ" سمدھن بیٹھ گئی۔ پرپھل کھڑی رہی۔ گنی نے پوچھا "یہ لڑکی کون ہے!"

---

* ہر گھر مین جو مرد بڑا اور گھر کا منتظم ہوتا ہے اس کو بنگالی زبان مین "کرتا" کہتے ہین۔ اور اُس کی بیوی کو "گنی"۔

یہان کرتا سے مراد ہر لبھ ہے اور گنی سے اسکی بیوی

پرچھل کی ماں نے جواب دیا " تمھاری بڑی بہو "۔
گنی آزردہ ہوکر تھوڑی دیر تک چپ شاٹے ین بیٹھی رہی۔ اسکے بعد پوچھا
" تم لوگ ادھر کہاں آئے تھے۔
سمدھن۔ تمھارے ہی گھر آئے تھے۔
گنی۔ کس لیے۔
سمدھن۔ کیا ہماری بیٹی اپنی سسرال نہ آتی۔
گنی۔ آتی کیون نہین۔ مگر جب ساس سسر بلائین تب آنا واجب تھا بھلے مانسون
کی لڑکیان کہین بے بلائے چلی آتی ہین۔
سمدھن۔ جو ساس سسر عمر بھر نہ بلائین۔
گنی۔ نہ بلائین تو آنا بیکار۔
سمدھن۔ تو پھر کھلائے کون۔ مین لاوارث بیوہ۔ تمھارے بیٹے کی بیوی کو مین
کہان سے لاکے کھلاؤن
گنی۔ اگر کھلا نہین سکتین تو جنا ہی کیون تھا۔
سمدھن۔ کیا تم نے کھانے پہننے کا حساب کرکے بیٹا پیدا کیا تھا اگر ایسا ہی ہے
تو بیٹے کے ساتھ اسکی جورو کے گذارے کا حساب بھی کرلیا ہوگا۔
گنی۔ خوب۔ توکیا تم لڑنے کے لیے آئی ہو۔ معلوم تو ایسا ہی پڑتا ہے۔
سمدھن۔ لڑنے تو نہین آئی تمھاری بہو اکیلی نہ آسکی۔ مین یہان تک پہونچانے
چلی آئی۔ اب تم جانو تمھاری بہو جانے۔ مین جاتی ہون۔
یہ کہکر پرچھل کی ماں گھر کے باہر چلی گئی۔ بیچاری اسوقت تک بے آب ودانہ
تھی۔
ماں گئی۔ مگر پرچھل نہ گئی۔ اسی طرح گھونگھٹ نکالے کھڑی رہی۔

ساس نے کہا۔
"تمھاری ماں گئی۔ تم بھی جاؤ۔"
پریھل اپنی جگہ سے نہ ٹلی۔
گنی۔ جاتی کیوں نہیں۔
پریھل نے جنبش نہ کی۔
گنی۔ کیا مصیبت ہے۔ کیا کسی آدمی سے کہکر تمھیں ہٹانا پڑے گا۔
اس وقت پریھل نے اپنے منھ سے گھونگھٹ ہٹایا۔ گھونگھٹ کے ہٹتے ہی معلوم ہوا کہ ایک چاند نکل آیا۔ آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے۔ ساس نے دل ہی دل میں کہا کہ ہائے ایسی خوبصورت بہو اس گھر میں نہ ہوئی۔ صورت دیکھکر دل کسی قدر ملایم ہوا۔ پریھل نے دبی ہوئی آواز سے کہا۔
"میں جانے کے لیے نہیں آئی تھی۔"
گنی۔ بیٹی۔ میرا کیا بس ہے۔ ہماری یہ مجال نہیں کہ تمھیں گھر میں بٹھائیں لوگ نہ معلوم کیا کیا کہتے ہیں۔ برادری سے خارج کر دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔ اسی لیے تم سے بیخبری اختیار کی۔
پریھل۔ ماں۔ برادری کے ڈر سے کوئی اپنی اولاد کو نہیں چھوڑ دیتا کیا میں تمھاری اولاد نہیں ہوں۔
گنی کا دل اور بھی ملائم ہوا کہنے لگی۔ کیا کروں بیٹی بھائی بند دن کا بڑا ڈر ہوتا ہے۔
پریھل۔ میں بے دھرم سہی۔ آپ کے گھر میں بہت سے شودر کام کرتے ہیں اگر میں بھی اسی طرح کام کروں تو کیا ہرج۔
گنی زیادہ بحث نہ کر سکی۔ کہنے لگی۔

"بیٹی - تو تو تچھی ہے - جیسی اچھی صورت - ویسی ہی اچھی بات چیت
اچھا - تو مین کرتا کے پاس جاتی ہون - دیکھون وہ کیا کہتے ہین -
بیٹی - تم یہین بیٹھ جاؤ - بیٹھو"
پرپھل بیٹھ گئی - اُسی وقت ایک دروازے کی آڑ سے ایک چودہ برس
کی خوبصورت لڑکی جھانک رہی تھی - منھ پر چھوٹا سا گھونگھٹ تھا - اُسنے
ہاتھ کے اشارے سے پرپھل کو بلایا - پرپھل دل مین سوچنے لگی کہ یہ ہے کون
اُٹھکر اس لڑکی کے پاس گئی -

تیسرا باب

جس وقت گنی بدن کو ہلاتی اور اپنے ہاتھ کے چھن کی کیل کو کھڑکاتی
ہوئی کرتا کے کمرے مین پہونچین اس وقت کرتا بابو نیند سے بیدار ہو چکے تھے
ہاتھ منھ دھوکر کپڑے سے پونچھ رہے تھے - گنی اس فکر مین تھی کہ اسوقت
کرتا کے دل کو نرم کرے - دیکھکر کہنے لگی وہ یہ کس نے جگا دیا - مین اتنی تاکید
رکھتی ہون تب بھی کوئی سنتا نہین -
کرتا بابو نے دل ہی دل مین کہا - اس مین کیا شک جگا دینے کے لیے
تمھین کیا کم ہو - ہو نہ ہو اس وقت کوئی کام نکالنے آئی ہین - ظاہرا جواب دیا
مجھے کسی نے جگایا نہین - مین خوب سو چکا - تم اپنا مطلب کہو"
گنی نے بوڑھے غمزون کے ساتھ ہنسکر "وہ آج بڑے مزے کی ایک بات
ہوئی ہے - وہی کہنے آئی ہون"

گنی نے اس طریقہ سے بات کو چھیڑا۔ باتین کرنے مین تنتھ اور کنگن بھی ہلتے جاتے تھے۔ کیونکہ اُس کی عمر کوئی پنیتالیس برس کے قریب تھی۔ گنی نے سارا حال شروع سے آخر تک کہہ سنایا۔ بہو کی چاند سی صورت اور شیرین گفتگو کو یاد کرکے اس کے لیے بہت کچھ کہا۔ مگر وہان کچھ بھی اثر نہ ہوا۔

کرتا کا چہرہ غصہ سے تمتما اُٹھا۔ کہنے لگا۔

"ایسی ڈھیٹ! وہ چماری کی بیٹی میرے گھر آئے ابھی ابھی جھاڑو مار کر نکال دو۔

گنی - جاؤ بھی - ایسی بات کوئی زبان پر لاتا ہے۔ ہزار ہو مگر ہے تو اپنی بہو اور وہ چماری کی بیٹی کیونکر ہوئی لوگون کے کہنے ہی سے ہو گئی؟

گنی نے بہت کچھ کہا سُنا۔ مگر کوئی منتر کارگر نہ ہوا۔ "اس چماری کی بیٹی کو جھاڑو مار کر نکال دو" یہی حکم بحال رہا۔

بالآخر گنی نے کسی قدر بگڑ کر کہا۔ "جھاڑو مارنا ہو تمھین مارو۔ مین اب تمھارے گھر کے کامون مین دخل نہ دونگی"۔

یہ کہتی ہوئی گنی خفا ہو کر چلی آئی۔ جہان پرپھل کو بٹھلا گئی تھی وہان آکر دیکھا کہ پرپھل نہین ہے۔

پرپھل کہان گئی۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ ایک چودہ برس کی خوبصورت لڑکی نے ہاتھ کے اشارے سے اُسے بلا لیا تھا۔

پرپھل وہین چلی گئی۔ جیسے ہی وہ کمرے مین داخل ہوئی اس لڑکی نے کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔

پرپھل - نے کہا۔ "دروازہ کیون بند کر لیا"۔

لڑکی - کوئی یہان آنہ جائے۔ تم سے دو چار باتین کرونگی۔

پرچھل - تمھارا نام کیا ہے - بہن ؟
لڑکی - بہن مجھے ساگر کہتے ہین -
پرچھل - بہن تم ہو کون ؟
ساگر - بہن مین تمھاری سوت ہون -
پرچھل - کیا تم مجھے جانتی ہو ؟
ساگر - مین نے ابھی دروازے کی آڑ مین کھڑے ہو کر سب باتین سنین -
پرچھل - تو آج کل خاص محل تمھین ہو ؟
ساگر - واہ مین خاص محل کیون ہونے لگی - نہ میرے بڑے بڑے دانت نہ کالی کالی صورت
پرچھل - وہ کون ہے ؟ دانت کس کے بڑے بڑے ہین ؟
ساگر - اُنھین کے جو خاص محل ہین -
پرچھل - وہ ہین کون ؟
ساگر - تمھین نہین معلوم - مگر ہان تمھین معلوم کیونکر ہوتا - تم تو یہان کبھی آئی نہین ہو - ہم لوگون کی ایک اور سوت ہے -
پرچھل - مجھے تو اپنی شادی کے سوا صرف ایک اور شادی کی خبر تھی مین سمجھی کہ دوسری شادی تمھین سے ہوئی -
ساگر - دوسری شادی والی وہی ہین - میری شادی کو ابھی صرف تین برس ہوئے
پرچھل - تو وہ دوسری بیوی بہت بدشکل ہین -
ساگر - مجھے تو اسکی صورت دیکھکر رونا آتا ہے -
پرچھل - اسی لیے پھر تم سے شادی کی -
ساگر - نہین - یہ وجہ نہ تھی - مین تم سے کہتی ہون - کسی اور سے نہ کہنا

(ساگر چیکے چیکے باتین کرنے لگی) میرا باپ بڑا دولتمند ہے۔ میرے سوا اُنکے
اور کوئی اولاد نہین اسی دولت کی لالچ مین۔)

پرچھل۔ مین سمجھ گئی۔ زیادہ کہنے کی ضرورت نہین۔ مگر تمھاری صورت
تو بہت اچھی ہے۔ تمھارے ہوتے ہوئے وہ خاص محل کیونکر ہوگئی۔

ساگر۔ میرے باپ کے اور کوئی اولاد نہین۔ وہ مجھے یہان نہین بھیجتے علاوہ
اس کے میرے باپ سے اور کرتا بابو سے بنتی بھی نہین۔ جب کوئی کام
کاج ہوتا ہے تو یہان چلی آتی ہون۔ مجھے یہان آئے ہوئے دو چار دن
ہوے۔ اور بہت جلد اپنے باپ کے گھر پلٹ جاؤن گی۔

پرچھل کو معلوم ہوگیا۔ کہ ساگر بہت ہی نیک بخت لڑکی ہے۔ سوت تھی
تو کیا۔ ایسی سوت سے رنج نہین ہوتا۔

پرچھل نے کہا۔ "مجھے تم نے بلایا کس لئے"

ساگر۔ تم کچھ کھاؤ گی؟

پرچھل ہنس پڑی۔ کہنے لگی "کیون یہ کھانے کا کونسا وقت ہے"۔

ساگر۔ تمھارا چہرہ مرجھا گیا ہے۔ اتنی دور چل کر آئی ہو۔ پیاس بھی معلوم ہوتی
ہوگی۔ کسی نے تم سے کھانے کے لیے نہ پوچھا۔ اسی لئے مین نے تم کو بلالیا۔

پرچھل اس وقت بے آب و دانہ تھی۔ پیاس کے مارے پریشان تھی
مگر جواب دیا۔

گنگی کرتا سے پوچھنے گئی ہین۔ جب تک میری قسمت کا فیصلہ نہ ہو جائے
مین یہان کچھ نہ کھاؤن گی۔ اگر جھاڑو کھانا بدا ہے تو وہی کھاؤن گی اور کچھ
نہ کھاؤن گی۔

ساگر۔ تم یہان کی کوئی چیز نہ کھانا۔ میرے باپ کے گھر سے سندیش آئے ہوئے

بہت اچھے سندیش ہین۔

یہ کہہ کر ساگر تھوڑے سے سندیش لے آئی اور پرچھل کے منھ مین ٹھونس ٹھونس کر زبردستی کھلائے۔ مجبوراً پرچھل کو کھانا پڑا۔ ساگر نے ٹھنڈا پانی پلایا۔ پرچھل کی جان مین جان آگئی۔ اُس وقت پرچھل کہنے لگی "مین تو آسودہ ہوگئی۔ مگر میری ماں بے کھائے پیے مرجائیگی"!

ساگر۔ تمھاری ماں گئین کدھر؟

پرچھل۔ معلوم نہین۔ مگر خیال ہوتا ہے کہ راستہ پر کھڑی ہونگی۔

ساگر۔ مین ایک فکر کرتی ہون۔

پرچھل۔ کیا؟

ساگر۔ برمھ دیدی کو اُن کے پاس بھیجون گی۔

پرچھل۔ برمھ دیدی کون؟

ساگر۔ وہ کرتا بابو کی رشتہ کی خالہ مین۔ اسی گھر مین رہتی ہین۔

پرچھل۔ وہ کیا کرینگی؟

ساگر۔ جاکر تمھاری ماں کو کھلائین پلائین گی۔

پرچھل۔ ماں تو اس گھر کی کوئی چیز نہ کھائین گی۔

ساگر۔ جاؤ بھی۔ کیا مین اتنا نہین جانتی۔ کسی اَور برہمن کے مکان پر اُنکے لیے انتظام ہوجائے گا۔

پرچھل۔ جو مناسب ہو کرو۔ ماں کی تکلیف تو اب برداشت نہین ہوتی۔

ساگر اسی وقت برمھ دیدی کے پاس گئی اور جاکر سب باتین سمجھادین۔

برمھ دیدی فوراً پرچھل کی ماں کی تلاش مین گئین۔

ساگر نے پلٹ کر پرچھل کا اطمینان کردیا۔ پرچھل کہنے لگی۔ "اچھا تو اب

وہی باتیں کرو جو تم نے شروع کی تھیں"۔
ساگر۔ باتیں کیا کروں۔ میں تو یہاں رہتی نہیں۔ اور نہ رہنے پاؤں گی۔ میں مٹی کا سا آم ہوں۔ طاق پر رکھی رہوں گی۔ کھانے کے کام نہ آؤنگی۔ اب تو تم آئی ہو۔ جس طور پر ممکن ہو یہاں ٹھہرنے کا انتظام کرو۔ وہ کلوتی مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتی۔
پرپھل۔ میں آئی تو اسی لئے ہوں کہ یہاں ٹھہروں۔ دیکھوں۔ اگر ٹھہرنے پاؤں۔
ساگر۔ دیکھیں کرتا بابو کیا حکم لگاتے ہیں۔ اگر وہ نہ ٹھہرنے دیں تو فوراً ہی چلی نہ جانا۔
پرپھل۔ نہ جاؤں گی تو کروں گی کیا۔ پھر یہاں کس مطلب سے ٹھہرونگی۔ ٹھہر تو جاؤں اگر ــــــــــ
ساگر۔ اگر۔ کیا؟
پرپھل۔ اگر تمہاری بدولت میرے نصیب جاگیں۔
ساگر۔ یہ کیونکر؟
پرپھل کے ہونٹوں پر کچھ ہنسی آگئی۔ پھر ہنسی جاتی رہی۔ آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ کہنے لگی۔ "وہ بہن تم سمجھیں نہیں"۔ اس وقت ساگر کی سمجھ میں آیا۔ پہلے کچھ سوچتی رہی۔ پھر ایک ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔ "دو تم شام ہونے کے بعد۔ اسی گھر میں آکر بیٹھے رہنا۔ دن کے وقت تو وہ آنہیں سکتے"
ناظرین کو خیال رہے کہ ہم یہ قصہ آج کل کے لوگوں کا نہیں لکھتے ہیں یہ قصہ سو برس پیشتر کا ہے۔ چالیس برس اُدھر بھی کوئی شوہر اپنی بیوی کے پاس دن کے وقت نہیں جاتا تھا۔
پرپھل۔ نے جواب دیا "وہ پہلے جاکر یہ دریافت کرآؤں کہ میری قسمت کا

فیصلہ کیا ہوا ۔ پلٹ کر تم سے ملون گی ۔ خیر نصیبون مین جو بدا ہو
ایک مرتبہ شوہر سوامی سے ملکر جاؤن گی ۔ دیکھون وہ کیا کہتے ہین ۔
یہ کہہ کر پرپھل اُس کمرے سے باہر آئی ۔ دیکھا کہ اُس کی ساس اسکی تلاش
مین ہے ۔ پرپھل کو دیکھکر گنی نے کہا ۔ "بیٹی ۔ تم کہان تھین"
پرپھل ۔ گھر دیکھ رہی تھی
گنی ۔ اچھا گھر بار تمھارا ہی ہے ۔ بیٹی ۔ مین کیا کرون تمھارا سسر کسی طرح
راضی نہین ہوتا ۔
پرپھل کے سر پر بجلی ٹوٹ پڑی ۔ وہ سر پکڑ کر بیٹھ گئی ۔ نئی بہنین سنا تے
مین آگئی ۔ ساس کو بہت رحم آیا ۔ دل ہی دل مین ارادہ کیا کہ ایک مرتبہ پھر
زور لگائے گی ۔ مگر اس کو ظاہر نہین کیا ۔ کہنے لگی ۔
"تو پھر آج کہان جاؤ گی ۔ آج یہین سو رہو ۔ کل چلی جانا ۔
پرپھل ۔ نے سر اُٹھا کر جواب دیا ۔ "جو حکم ہو ۔ کرتا بابو سے ایک بات پوچھ لینا ۔
میری مان چرخہ چلا کر کھاتی ہے ۔ اُس سے ایک آدمی کی بسر بھی نہین ہوسکتی
پوچھ لینا کہ مین اپنے کھانے پینے کا کیا انتظام کرون ۔ مین چوڑی چماری ہی سہی
مگر ہون تو اُن کی بہو ۔ اُن کی بہو کی بسر اوقات کیونکر ہو "
ساس نے کہا ۔ "ضرور رکھون گی" اس کے بعد پرپھل وہان سے اُٹھ گئی ۔

چوتھا باب

شام کے بعد اسی کمرے مین ساگر اور پرپھل دروازہ بند کئے ہوئے چپکے چپکے

باتین کر رہی تھیں کہ اتنے میں کسی نے آکر دروازہ کھٹ کھٹایا۔ ساگر نے پوچھا "کون ہے"

"میں ہون"

ساگر نے چپکے چپکے پرچھل سے کہا "منھ سے نہ بولنا۔ وہی کلوٹی آئی ہے"

پرچھل۔ وہی سوت؟

ساگر۔ ہان۔ بس چپ!

جو آئی تھی اُس نے کہا "اندر اور کون ہے۔ جواب کیون نہین دیتی۔ کسی اور کی آواز معلوم ہوئی"

ساگر۔ تم کون ہو۔ نائین کی بہو کی سی آواز معلوم ہوتی ہے۔

جواب۔ ہان۔ اور کیا۔ مین کیا نائین کی بہو کی طرح ہون۔

ساگر۔ تو تم ہو کون؟

جواب۔ تیری سوت۔ سوت۔ نام مین بہو (اس کا نام مین تارا تھا۔ لوگ مین بہو کہتے تھے اور ساگر کو ساگر بہو)

اسوقت ساگر نے مصنوعی گھبراہٹ کے ساتھ جواب دیا "اری۔ بہن۔ تو ج۔ تم نائین کی بہو کی طرح کیون ہونے لگین۔ اسکا رنگ تو کسیقدر صاف ہے"

مین۔ خوب۔ تو کیا مین اُس سے بھی زیادہ کالی ہون۔ یہ سوتاپے کی باتین ہین۔ اگر چودہ برس کی نہ ہوتی تو معلوم ہوتا۔

ساگر۔ چودہ برس کی ہونے سے کیا ہوگیا۔ تم بھی سترہ ہی برس کی ہو۔ مگر میری صورت شکل تم سے ہزار درجہ اچھی ہے۔

مین۔ باپ کے گھر بیٹھے بیٹھے صورت شکل کو دھو دھو کر پینا۔ کیا کہون مجھ نگوڑی سے رہا نہین جاتا۔ نہین تو تجھے پوچھنے کیون آتی۔

ساگر۔ بہن۔ کیا پوچھتی ہو۔

نین - تو نے دروازہ تو کھولا نہیں - مین تجھسے کہون کیا خاک - سرشام دروازے کیون بند کر لیے
ساگر - مین دروازہ بند کیئے ہوئے وہ ایک سندیش کھا رہی ہون - کیا تم نہین کھاتین
نین - اچھا تو کھا - کھا (نین کو سندیش کھانے کا بڑا شوق تھا) مین یہ پوچھتی تھی
کہ کیا ایک شخص اور آیا ہے -
ساگر - ایک شخص اور کون - اور شوامی
نین - کیا خوب کہین شوامی بھی اور ہوتے ہین - (دوسرے)
ساگر - اگر ہوتا تو اچھا ہی تھا - ہم تم دونون بانٹ لیتے - نیا شوامی تم کو دیدیتے
نین - بس - بس ! ایسی بات زبان پر نہین لاتے -
ساگر - دل مین کہتے ہین -
نین - تیرے منھ مین جو کچھ آتا ہے مجھے کہہ بیٹھتی ہے -
ساگر - مین اب تک یہ نہ معلوم ہو کہ تم پوچھتی کیا ہو مین جواب کیا دون -
نین - مین پوچھتی ہون کہ کیا گھر کی ایک اور بہو آئی ہے -
ساگر - کون بہو -
نین - وہی چماری بہو -
ساگر - چماری - اُس کا حال تو مین نے نہین سُنا -
نین - تو تمھین معلوم ہی نہین - ایک چماری بھی ہم لوگون کی سوت ہے -
ساگر - مجھے نہین معلوم -
نین - ایسی میری بھولی - وہی - وہی جس کے ساتھ پہلی شادی ہوئی تھی -
ساگر - وہ تو برہمن کی لڑکی تھی -
نین - برہمن کی لڑکی ! اگر برہمن ہی کی لڑکی ہوتی تو اس گھر مین بلائی کیون نہ جاتی
ساگر - اگر کل تم کو وہ رخصت کر دین اور نہ بلائین تو کیا تم چماری ہو جاؤ گی -

نین ۔ دیکھو ۔ تو پھر مجھی کو باتین سنانے لگی ۔

ساگر ۔ تو کسی اَور کو کیون برا بھلا کہتی ہے ۔

نین ۔ تو بھاڑ مین جا ۔ مین جاکر ابھی گنی سے کہتی ہون کہ تو بڑے آدمی کی لڑکی نکلکر جو چاہتی ہے مجھے کہتی ہے ۔

یہ کہکر نین تارا عرف کلوٹی دھم دھم کرتی ہوئی وہان سے جانے لگی ساگر نے سوچا کہ یہ ٹھیک نہوا ۔ آواز دی "بہن ۔ بہن ۔ پھر آؤ ۔ قصور ہوا ۔ بہن دروازہ کھولے دیتی ہون" نین تارا خفا ہوگئی تھی ۔ واپسی کا قصد نہ تھا ۔ مگر جی مین آیا کہ چلکر دیکھیے کہ ساگر تنہے سندیش کھارہی ہے ۔ پلٹ آئی ۔ کمرے مین دیکھا ۔ کہ سندیش تو نہین ہین مگر ایک اَور عورت بیٹھی ہے ۔ پوچھا کہ یہ کون ہین ۔

ساگر ۔ پرپھل ۔

نین ۔ یہ کس کا نام ہے ۔

ساگر ۔ ہماری بہو کا ۔

نین ۔ یہ تو بڑی خوبصورت ہین ۔

ساگر ۔ تم سے زیادہ نہین ۔

نین ۔ بہت نہ ستا ۔ تجھ سے اچھی نہین ہین ۔

پانچوان باب

ادھر پہر رات گئے کرتا بابو گھر مین کھانا کھانے تشریف لائے ۔ گنی پنکھا ہاتھ مین لیے ہوئے تھالی کے قریب رونق افروز ہین ۔ مکھی ایک بھی نہین ۔ مگر

عورتون کے سول کے موافق گنی مکھیان اوڑانے کے لئے موجود ہین۔
ہائے۔ وہ کون کمبخت لوگ ہین جو عورتون کے معمولی کام کو مٹائے دیتے ہین۔ گنی کے پاس خدمت کے لیے پانچ عورتین ہین۔ مگر کیا مجال کہ گنی کے سوا کوئی اُسکے سوامی کی خدمت کرے۔ جو کمبخت لوگ اس بات کو مٹانا چاہتے ہین۔ اے آسمان۔ کیا اُن کے سرون کے لئے تیرے پاس بجلی باقی نہین۔
کرتا نے کھاتے کھاتے پوچھا۔ "کیا وہ چماری کی بیٹی گئی"۔
گنی نے منھ بلا بلا کر کہا "رات کو وہ کہان جاتی۔ رات کو اگر کوئی فقیر آجاتا ہے اس کو تو تم نکالتے نہین ہو۔ مین بہو کو کیونکر نکال دیتی"۔
کرتا۔ فقیر ہو تو فقیرون والے مکان مین جاکر رہے۔ گھر مین کیا کام۔
گنی۔ مین کہہ چکی ہون کہ مجھ سے نکالا نہ جائے گا۔ نکالنا ہو تو تمھین نکال دو۔ مگر بہو کیسی خوبصورت ہے کہ ——————
کرتا۔ چماریون کے یہان دو ایک ایسی خوبصورت لڑکیان ہوتی ہین۔ مین نکالنے کی فکر کرتا ہون۔ ارے کوئی ہے۔ ذرا برج کو بلا لا۔
برج کرتا کے لڑکے کا نام تھا۔ ایک خادمہ جاکر برج کو بلا لائی۔ برجیشور کی عمر اکیس بائیس سال کی تھی۔ حسین گبرو جوان۔ باپ کے قریب آکر مودب کھڑا ہو گیا۔ بات کرنے کی ہمت نہ پڑی۔ دیکھکر ہرملبھ نے کہا "بیٹا۔ تمھاری تین بیویان ہین۔ یاد ہے"۔ برج خاموش رہا۔
ہرملبھ۔ پہلی شادی کا خیال ہوگا۔ وہ ایک چماری کی بیٹی ہے۔
برج خاموش۔ بائیس برس کا لڑکا اور باپ کے سامنے۔ کیسا ہی تیز طرار ہوتا مگر اُس زمانہ مین جواب نہ دیتا۔ آجکل جفقد۔ جاہل بیٹا ہوتا ہے اسیقدر لمبی اسپیچ سناتا ہے۔
کرتا کہنے لگے "وہ چماری کی بیٹی۔ آج یہان آئی ہوئی ہے۔ زبردستی ٹھہرنا

چاہتی ہے تمھاری ماں سے میں نے کہا۔ یا تھا کہ جھاڑو مار کر نکال دو۔ مگر عورتوں کا ہاتھ عورتوں پر نہیں اُٹھتا۔ یہ کام تمھارا ہے۔ اور کوئی اس پر ہاتھ نہیں لگا سکتا۔ تم آج رات کو جھاڑو مار کر اُسے نکال دینا نہیں تو مجھے رات بھر نیند نہ آئے گی۔"

گنی کہنے لگی "کیسی باتیں کرتے ہو کوئی عورتوں پر ہاتھ اٹھاتا ہے۔ اس حکم کے آگے میری کون سنتا ہے۔ بہرحال جو کچھ ہو۔ رخصت کرتا تو میٹھی باتیں کرکے"

برج نے باپ کو جواب دیا "جو ارشاد"۔ ماں کو جواب دیا "بہت اچھا"

جواب دیکر برج تھوڑی دیر کے لئے وہاں ٹھٹک گیا۔ اُسیوقت گنی نے کرتا سے مخاطب ہو کر کہا "بہو کو تو نکالے دیتے ہو۔ مگر بہو کھائے گی کیا"

کرتا۔ جو خوشی ہو کرے۔ چوری کرے۔ ڈاکہ مارے۔ بھیک مانگے۔

گنی نے برجیشر سے کہا "رخصت کرتے وقت بہو سے یہی کہہ دینا اُسنے پوچھا تھا کہ وہ کیا کرے"

برجیشر وہاں سے برمھ دیدی کے کمرے میں گیا۔ دیکھا کہ برمھ دیدی مالا جپنے اور پھچڑا اوڑانے میں مشغول ہیں۔ جاکر پوچھا "آج تو نئی خبر ہے"

برمھ۔ کیا نئی خبر۔ ساگر نے میرا چرخہ توڑ ڈالا۔ یہی نئی خبر ہے۔ خیر وہ ابھی بچی ہے توڑ ڈالا۔ توڑ ڈالا۔ اُسے چرخہ کاتنے کا شوق ہوا تھا ——

برج۔ یہ نہیں۔ اور بھی تو خبر ——

برمھ۔ ساگر سے کچھ نہ کہنا۔ تم سب جیتے رہو مجھے اور بہتیرے چرخے مل جائینگے۔ میں بوڑھی ہوئی ——

برج۔ میری بات بھی تو سنو ——

برمھ۔ ہم بوڑھوں کا کیا۔ آج ہیں۔ کل نہیں۔ چرخے سے یہی فائدہ تھا کہ

دو جنیو بنا کر برہمن کو خیرات کرتے تھے - خیر - نہ سہی

برج - میری بات تو سنو - نہین تو تمھارے جتنے چرخے ہو گئے ہین خود انکو توڑ تاڑ کر پھینکدونگا

برمھ - آخر کہتے کیا ہو - کیا چرخے کا معاملہ نہین -

برج - نہ - تم تو جانتی ہو کہ میری دو بیویان ہین -

برمھ - بیویان - رام - رام - رام جیسی ہین ہو - ویسی ساگر ہو - میری جان کھا لیتی ہین کہ کہانی کہو - کہانی کہو - کہانی کہو - آخر مین اتنی کہانیان کہان سے لاؤن -

برج - کہانیون کا ذکر رہنے دو -

برمھ - تم نے تو کہدیا - مگر وہ میری جان کب چھوڑتی ہین - اب کی بار مین نے چڑیا اور چڑے کی کہانی سنائی - تم نے وہ کہانی سنی ہے - اچھا مین سناتی ہون - ایک جنگل مین ایک بڑا سا درخت تھا - اسپر ایک چڑیا اور -

برج - رہنے بھی دو - کہانی چھوڑو - میری بات سنو -

برمھ - تمھاری بات کیا ہے - مین یہی سمجھی کہ تم کہانی سننے آئے ہو - تمھین اور کام ہی کیا رہتا ہے

برج - میری دو بیویان رہتی ہین - اور ایک بیوی چماری ہے - کیا وہ چماری آج آئی ہے

برمھ - واہ چماری کا ہے کو ہے - وہ بھی برہمن کی لڑکی ہے -

برج - آئی ہے ؟

برمھ - ہان -

برج - ہے کہان - ایک مرتبہ اُس سے ملنے کو جی چاہتا ہے -

برمھ - مین تمھین ملا کر تمھارے ماں باپ کی بری بنون - یہ بات جانے دو - چڑیا کا قصہ سنو -

برج - ماں باپ نے مجھے بلا کر خود ہی مجھ سے کہدیا ہے کہ مین اسکو نکالدون

جب تک مین اسکو دیکھہ نہ پاؤن تب تک نکال کیسے دون۔ اسی لئے
تم سے پوچھنے آیا ہون کہ اس سے کہان ملاقات ہوگی ۔
برمھ ۔ سنو۔ مین بوڑھی ہوئی ۔ چاول کھاتی ہون اور کرشن جی کا نام جپتی ہون
اگر کہانی سننا چاہو تو سنا دون ۔ باقی برہمنی یا چماری کے جھگڑون
مین مین نہین پڑتی ۔
برج ۔ نہ معلوم اس بڑھاپے مین تمھین ڈاکو کب پکڑ لے جائین گے ۔
برمھ ۔ ایسی بات نہ کہو ۔ ڈاکوؤن سے بڑا ڈر معلوم ہوتا ہے ۔ اچھا۔ تو ملاقات کروگے
برج ۔ اور نہین تو کیا تمھارا مالا جپنا دیکھنے آیا ہون ۔
برمھ ۔ ساگر بہو کے پاس جاؤ ۔
برج ۔ کیا ایک سوت دوسری سوت سے ملاقات کرائے گی ۔
برمھ ۔ تم جاؤ تو ۔ ساگر نے بلایا ہے ۔ اپنے کمرے مین بیٹھی ہے ۔ ایسی لڑکیان
کہین ہوتی ہین ۔
برج ۔ چرخہ توڑ ڈالا ۔ تبھی اس کی تعریف ہوتی ہے ۔ مین سے بھی کہونگا
کہ تمھارا ایک چرخہ توڑ ڈالے ۔
برمھ ۔ کہان ساگر ۔ کہان مین ۔ اچھا ۔ بس ۔ جاؤ ۔ جاؤ ۔
برج ۔ جاؤن تو ۔ مگر وہ چماری وہان دیکھنے کو ملے گی ۔
برمھ ۔ کیا کہون ۔ بڑھیا کی بات تم سنتے ہی نہین ۔ مالے کا جپنا بھی
رہ گیا ۔ تمھارے دادے کے ترسٹھ بیاہ ہوے ۔ لیکن جب کسی
بیوی نے بلایا ۔ چاہے وہ چودہ برس کی ہو یا چونسٹھ برس کی کبھی
جانے سے انکار نہین کیا ۔
برج ۔ بڑون کی بڑی باتین ۔ اچھا ۔ لو ۔ مین بھی چودہ برس والی کی تلاش

میں چلا۔ یارٹ کر جو نسٹھ برس والی کا پتہ لگاؤں گا۔

برمھ۔ جاؤ۔ جاؤ۔ جاؤ۔ میں مالا نہ چھینے پائی۔ رہو تو سہی۔ میں تمہارا سے کہہ دوں گی کہ تم بڑے شریر ہو گئے ہو۔

برج۔ اچھا۔ کہہ دینا۔ وہ بہت کریں گی۔ دو سارپش اور زیادہ کھائینگی یہ کہہ کر برجیشر ساگر کی تلاش میں چلا گیا۔

چھٹا باب

ساگر کو سسرال میں دو کمرے ملے تھے ایک نیچے تھا دوسرا اوپر نیچے کے کمرے میں بیٹھکر ساگر گلوریاں بناتی بہنوں کے ساتھ کھیلتی یا باتیں کرتی۔ اوپر والے کمرے میں رات کو سوتی تھی۔ دن کو بھی اگر نیند آتی تو وہیں جاکر سو رہتی۔ برجیشر اس وقت اسی اوپر والے کمرے میں گیا۔

وہاں ساگر کو نہ پایا۔ مگر بجائے اُس کے اور یہ کون ہے۔ سمجھ گیا کہ یہی پہلی بیوی ہے۔

کیسا نازک وقت ہے۔ دونوں میں ایسا قریب کا تعلق میاں بیوی ایک دوسرے کا آدھا جسم۔ دنیا میں سب سے زیادہ نزدیکی کا رشتہ مگر نہ کبھی ایک نے دوسرے کی صورت دیکھی۔ نہ کبھی دو باتیں ہوئیں ان دونوں میں باتیں کیونکر شروع ہوں گی۔ پہلے کون بولے گا۔ ایک تو نکال دیئے آیا ہے اور دوسرا نکل جانے کے لئے۔ ہر تجربہ کار ناظرین سے پوچھتے ہیں کہ ان دونوں میں کس طور پر باتوں کا شروع ہونا مناسب تھا۔

جو کچھ مناسب ہو۔ مناسب طریقہ پر کوئی کام نہ ہوا۔ پہلے ان دونوں میں کسی نے بات چیت شروع نہ کی۔ اس کے بعد کسی قدر مسکراہٹ کے ساتھ پرچھل نے دونوں ہاتھ جوڑکر برجیشر کو پرنام کیا۔

برجیشر اپنے باپ کی طرح نہ تھا۔ پرنام لیکر اُس نے پرچھل کو ہاتھ پکڑکے پلنگ پر بٹھادیا۔ اور خود اس کے پاس بیٹھ گیا۔

پرچھل گھونگھٹ نکالے تھی۔ اس زمانہ کی عورتیں آج کل کی عورتوں کی طرح نہ تھیں۔ اس زمانہ پر لعنت۔ ہاتھ پکڑکے بٹھلاتے وقت گھونگھٹ کھل گیا۔ برجیشر نے دیکھا کہ پرچھل رو رہی ہے برجیشر نے بے سمجھے بوجھے۔ توبہ۔ توبہ۔ بائیس برس کی عمر پر لعنت برجیشر نے بے سمجھے بوجھے بغیر پوچھے گچھے جس مقام پر ڈبڈباتی ہوئی آنکھوں سے نکل کر آنسو لڈھکتا ہوا آرہا تھا۔ اُسی مقام کا۔ توبہ۔ توبہ۔ برجیشر نے جھپٹ کر بوسہ لے لیا (مصنف تو بوڑھا ہوا اُس کو لکھتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ مگر خیال ہوتا ہے کہ نئی تہذیب کے نوجوان ناظرین اس کتاب کو یہیں تک پڑھکر بند کردینگے)۔

جس وقت برجیشر ایسے غیر مہذب سنگین جرم میں آلودہ ہو رہا تھا۔ اور مصنف کو ایسی بات لکھنے کا ملزم بنانے کا باعث ہو رہا تھا۔ اور جس وقت پرچھل دل ہی دل میں خیال کر رہی تھی کہ منھ چومنے سے بڑھکر ثواب کا کام دنیا میں کسی نے نہ کیا ہوگا۔ اس وقت دروازے کی طرف کس نے منھ بڑھایا۔ منھ پر کسی قدر ہنسی نمایاں تھی۔ جس کا منھ تھا غالباً اُس کے گہنے کی جھنکار ہوئی تھی۔ برجیشر نے اُدھر نگاہ کی۔ دیکھا کہ پیارا پیارا چہرہ کالے گھونگروالے بال چھوٹا سا گھونگھٹ۔ گھونگھٹ کے اندر

کنول سی آنکھیں۔ پتلے پتلے سرخ ہونٹوں پر نہایت ہی خوش آیند مسکراہٹ۔
برجیشر نے پہچانا کہ ساگر ہے ساگر نے اپنے شوہر کو ایک قفل اور کنجی دکھلائی
برج کچھ نہ سمجھا۔ لیکن تھوڑی دیر میں سمجھ گیا کیونکہ ساگر نے باہر کی طرف سے
دروازہ بند کر کے زنجیر چڑھادی اور قفل ڈال دیا۔ قفل بند کر کے وہ دھم دھم وہاں
سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ برجیشر کہتا ہی رہا۔ وہ کیا کرتی ہو ساگر۔ یہ کیا کرتی ہو ساگر۔
ساگر نے ایک نہ سنی۔ وہاں سے بھاگتی ہوئی گئی اور برمھ دیدی کے پلنگ پر
جا کر لیٹ رہی۔

برمھ دیدی۔ کہنے لگی۔ کیا ہے۔ ساگر بہو۔ کیا ہوا۔ یہاں آکر کیوں لیٹ رہی۔
ساگر بات ہی نہیں کرتی۔

برمھ۔ کیا تجھے برج نے نکال دیا۔

ساگر۔ نکالی نہ جاتی تو تمھارے یہاں کیوں آتی۔ آج میں تمھارے ہی ساتھ
سوؤں گی۔

برمھ۔ اچھا۔ سوؤ۔ سوؤ۔ مگر دیکھنا۔ ابھی پھر بلانے آئے گا۔ میرے شوہر بھی
اکثر یوں ہی مجھے نکال دیتے تھے اور پھر بلا لیتے تھے مجھے غصہ بھی آتا تھا
مگر ہم عورت ذات۔ نہ گئے چین نہ رہے چین۔ ایک روز ایسا
ہوا کہ

ساگر۔ ایک کہانی سناؤ۔

برمھ۔ کون سی کہانی۔ چڑیا والی کہانی سناؤں۔ تو کیا اکیلی سنے گی وہ
نئی بہو کہاں ہے۔ اسے بلا نہ لو۔ دونوں کو سنادوں۔

ساگر۔ میں اس وقت انھیں کہاں ڈھونڈھتی پھروں۔ میں اکیلی ہی
سنوں گی۔ تم کہو۔

برمھ دیدی ساگر کے پاس لیٹ کر چڑیا دالی کہانی کہنے لگی - کہانی شروع ہوتے ہوتے ساگر سو گئی اُس کے سونے کی خبر برمھ دیدی کو نہ ہوئی وہ ایک گھڑی وہ کہانی کہتی رہی - جب معلوم ہو گیا کہ سننے والی سو گئی تو مجبوراً افسردہ خاطر ہو کے اُس نے قصہ ناتمام چھوڑ دیا -

دوسرے روز تڑکے تڑکے ساگر نے جاکر قفل کھول دیا - پلٹ کر بوڑھی برمھ دیدی کے کانوں کے پاس چرخہ لیکر گھر گھر چلانے لگی -

قفل کھولنے سے کھٹ کھٹ جو ہوئی تو اُس کی آواز پربھل اور برجبھن کے کانوں میں پہونچی - پربھل بیٹھی تھی اُٹھ کر کھڑی ہو گئی - اور کہنے لگی -

"ساگر نے زنجیر کھول دی - میں جاتی ہوں - مجھے بیوی سمجھو یا نہ سمجھو مگر اپنی لونڈی سمجھکر مجھے یاد رکھنا"

برج - ابھی نہ جاتا - میں بھی کرتا سے ایک مرتبہ کہہ کر دیکھ لوں -

پربھل - کہنے سے کیا اُن کی رائے بدل جائیگی -

برج - نہ بدلے نہ سہی میں اپنا کام خود کروں گا - تمھیں بلا وجہ چھوڑنے سے میں گنہگار ہوتا ہوں -

پربھل - تم نے مجھے نہیں چھوڑا - ایک دن کے لئے مجھے اپنے پلنگ کے پاس جگہ دی - میرے لئے یہی بہت ہے میں ہاتھ جوڑتی ہوں کہ مجھ ایسی دکھیا کے واسطے اپنے باپ سے بگاڑ نہ کرنا اگر تم بگاڑ کروگے تو مجھے بڑا رنج ہوگا -

برج - کم سے کم مجھے اتنی فکر تو ضرور کرنا چاہیئے کہ وہ تمھارے کھانے کپڑے کا بندوبست کر دیں -

پربھل - انھوں نے میرے سر سے ہاتھ اُٹھا لیا - میں اُن سے بھیک بھی

لون گی - ہان اگر تمھارے پاس کچھ ہوگا تو مین تم سے مانگ لون گی۔
برج - میرے پاس کیا ہے - ہان یہ انگوٹھی ہے - اسے لیتی جاؤ - ضرورت پر اس کو بیچ کر اپنا کام نکالنا - مین ایسی فکر کرون گا کہ خود چار پیسے پیدا کرون - جس طور پر ہوگا مین تمھارے کھانے کپڑے کا انتظام کرونگا۔
یہ کہہ کر برج نے اپنی انگوٹھی اُتار کر پرچھل کو دیدی - پرچھل نے اُس کو اپنی انگلی مین پہنتے وقت کہا "اگر تم مجھے بھول جاؤ"۔
برج - سب کو بھول جاؤن گا - مگر تم کو کبھی نہ بھولون گا۔
پرچھل - اگر اس کے بعد مجھے پہچان نہ سکو۔
برج - تمھاری صورت کبھی نہ بھولون گا
پرچھل - مین اس انگوٹھی کو ہمیشہ اپنے پاس رکھون گی - فاقے کرکے مرجاؤنگی مگر اس کو نہ بیچون گی - اگر کسی موقع پر تم مجکو نہ پہچانوگے تو مین تم کو یہی انگوٹھی دکھاؤن گی - اس مین لکھا کیا ہے۔
برج - میرا نام کھدا ہے۔
دونون رو رو کر ایک دوسرے سے رخصت ہوئے
پرچھل جب نیچے اُتری تو ساگرا ور نبین سے ملاقات ہوئی - نبین کمبخت نے پوچھا۔
"دلہن - کل رات کہان سوئی تھین"
پرچھل - جو تیرتھ کرتا ہے وہ اس بات کو اپنی زبان سے نہین کہتا۔
نبین - اس کا کیا مطلب۔
ساگر - تیری سمجھ مین کیا خاک آئے گا - کل انھون نے مجھے نکال باہر کردیا اور خود دلہن کی پیچھی نہین - دیکھتی نہین ہو کہ مردوے نے خوش ہوکر اپنی

انگوٹھی نذر کردی۔
مین تارا نے انگوٹھی جو دیکھی تو اس کے تن بدن مین آگ لگ گئی جل کر
کہنے لگی "بہن تمھین معلوم ہے کہ کرتا بابو نے تمھارے سوال کا کیا جواب دیا"
پریھل اس بات کو بھول بھی گئی تھی۔ کیونکہ برجیشر نے اس کی بہت خاطر
کی تھی۔ پریھل نے پوچھا۔
"کس سوال کا جواب"

مین - تم نے پوچھا نہ تھا کہ مین کھاؤن گی کیا۔

پریھل - تو پھر اس کا جواب کیا ملا

مین - کرتا بابو نے کہا ہے کہ چوری کر کے ڈکیتی کر کے کھائے۔
"دیکھا جائے گا" یہ کہکر پریھل رخصت ہوئی۔ اور کسی سے بات نہ کی۔
کھڑکی کے راستے مکان سے باہر آئی۔ ساگر پیچھے پیچھے چلی گئی۔ پریھل نے اس سے
کہا۔ "بہن۔ مین آج رخصت ہوتی ہون۔ اس گھر مین قدم نہ رکھون گی
جب تم اپنے باپ کے گھر جاؤ گی تو وہان تم سے ملون گی"۔

ساگر - تم میرے باپ کا گھر جانتی ہو۔

پریھل - اگر نہین جانتی ہون تو دریافت کرون گی

ساگر - تم میرے باپ کے گھر آؤ گی؟

پریھل - مجھے اب شرم ہی کا ہے کی۔

ساگر - تمھاری مان تمھارے لئے منتظر کھڑی ہین۔
ساگر نے بتلادیا کہ باغ کے پھاٹک پر پریھل کی مان کھڑی ہے۔
پریھل وہین مان کے پاس چلی گئی۔

ساتواں باب

پرپھل اور اس کی ماں دونوں اپنے گھر پلٹ آئیں ۔ جانے آنے میں پرپھل کی ماں کو بڑی تکلیف ہوئی ۔ جسمانی تکلیف سے زیادہ روحانی تکلیف ہوئی ۔ واپس آنے کے بعد پرپھل کی ماں کو بخار آنے لگا ۔ شروع میں ہلکا ہلکا بخار رہا ۔ مگر بنگالی عورت ۔ خاص کر برہمنی ۔ اور برہمنی بھی بیوہ اس نے بخار کو بخار نہ سمجھا ۔ دونوں وقت کا نہانا ۔ اگر مل گیا تو کھانا بدستور قائم رہا ۔ پڑوسی ترس کھا کر کچھ دیا کرتے تھے اسی سے کھانا چلتا تھا ۔ رفتہ رفتہ بخار نے زور پکڑا ۔ اب وہ بستر سے اٹھنے کے قابل بھی نہ رہی ۔

اس زمانہ میں دیہات میں دوا علاج کا کوئی انتظام نہ تھا ۔ بیوائیں تو الکثر دوا کھاتی ہی نہ تھیں ۔ بخار بڑھا ۔ بڑھتے بڑھتے سرسام ہو گیا ۔ چند دنوں بعد پرپھل کی ماں کو اس دنیا کے جھمیلوں سے نجات مل گئی ۔

وہی پڑوسی جنھوں نے جھوٹ موٹ کا عیب لگایا تھا مرنے کے وقت آکر موجود ہو گئے اور اس کا کریا کرم کیا ۔ ایسے وقت دشمنی مٹ جاتی ہے ۔ خاصکر بنگالیوں میں یہ وصف ضرور پایا جاتا ہے ۔

پرپھل تنہا رہ گئی ۔ محلہ والوں نے آکر کہا " تم کو چوتھی کا شرادھ کرنا ہوگا " پرپھل نے کہا " میں بھی چاہتی ہوں کہ پنڈ دان کروں ۔ مگر سامان کہاں پاؤنگی " پڑوسیوں نے جواب دیا ۔ " تم کو فکر کی ضرورت نہیں ہم لوگ سب انتظام کئے لیتے ہیں " کسی نے نقد دیا ۔ کسی نے جنس دی ۔ شرادھ کا سارا انتظام پڑوسیوں نے کر لیا ۔ ایک پڑوسی نے پرپھل سے پوچھا ۔



... خیال مین آتی ہے۔ تمھاری مان کے شرادھ مین تمھارے ... کو بلانا مناسب ہے یا نہین"۔

پرپھل نے جواب دیا۔ "بلانے کے لئے جائیگا کون"۔

محلے کے دو آدمی مستعد ہوگئے۔ ہر کام مین وہی سب سے آگے ہوتے تھے۔ اُن کو اس بات کا مرض تھا۔ پرپھل نے کہا۔ "تمھین لوگون کے کہنے سے ہمین عیب لگایا گیا اور ہم سے وہ گھر چھوٹ گیا۔ اُن لوگون نے جواب دیا۔ "اب اُن باتون کو جانے دو۔ ہم لوگ اُس کا دفع دخل کرین گے۔ تم لاوارث یتیم ہو۔ تم سے ہم کو کسی قسم کا رنج نہین"۔

پرپھل نے منظور کیا۔ وہ دونون آدمی ہر بلبھ کو بلاوا دینے کے لیے گئے۔ ہر بلبھ نے کہا۔

"تمھین نے تو سمارھن کو بیادھرم کہہ کر برادری سے الگ کیا تھا۔ اور پھر تمھاری ہی زبان سے ہم یہ بات سنین"۔

اُنھون نے جواب دیا۔ "اروسیون پروسیون مین اکثر لڑائی ہوجاتی ہے۔ مگر وہ الزام بالکل بے بنیاد تھا"۔ ہر بلبھ دل کا صاف آدمی نہ تھا۔ اس نے خیال کیا۔ "یہ لوگ بڑے چالاک معلوم ہوتے ہین۔ غالباً اُنھون نے اُس چماری کی بیٹی سے کچھ روپیہ پایا ہے۔ اسی لئے اب اسکی طرفداری کرتے ہین۔ یہی بات ہے۔ مگر اس لڑکی نے روپیہ کیونکر پیدا کیا۔ بہرحال ہر بلبھ نے بلاوے مین جانے کی بات تک نہ سُنی۔ بلکہ وہ پرپھل سے اور بھی ناراض ہوگیا۔

برجیشر نے بھی یہ باتین سنین۔ اُس نے دل مین سوچا کہ کسی روز شب کو جاکر پرپھل سے ملون گا۔ اور اُسی رات پلٹ آؤنگا۔

پرپھل کے پروسی مایوس واپس آئے۔ پرپھل نے حسب دستور اپنی ماں کا شرادھ کیا۔ برہمن کھلائے۔ برجیشر جانے کا موقع ڈھونڈھ رہا تھا۔

آٹھوان باب

پھول متی نائن کا مکان پرپھل کے مکان سے قریب تھا۔ پرپھل خوبصورت جوان۔ رات کو اکیلی رہنے میں خوف بھی ہے اور عیب بھی رات کو کسی نہ کسی اور عورت کا پاس ہونا ضروری۔ اس کام کے لیے پرپھل نے پھول متی سے خواہش کی پھول متی بیوہ تھی اور ایک اور بیوہ بہن کے سوا اُس کا کوئی نہ تھا وہ دونون بہنین پرپھل کی ماں کو بہت مانتی تھین۔ اسی لیے پرپھل نے پھول متی سے یہ خواہش کی اور اُس نے منظور کر لیا۔ جس روز پرپھل کی ماں کا انتقال ہوا اُسی روز سے پھول متی شام کو آکر رات بھر پرپھل کے ساتھ رہتی تھی پھول متی کا چال چلن کیسا تھا۔ اس کا حال معصوم پرپھل کو پورے طور پر معلوم نہ تھا۔ پھول متی پرپھل سے کوئی دس برس بڑی تھی۔ صورت شکل بھی خراب نہ تھی۔ بنی ٹھنی بھی رہتی تھی۔ ایک تو چھوٹی قوم کی لڑکی دوسرے بیوہ۔ تیسرے صورت دار۔ لوگون نے اس کا چلن بگاڑ دیا۔ اُس موضع کا زمیندار برآن چودھری تھا۔ اُس کا گماشتہ درلبھ اکثر اس موضع مین زمینداری کا کام کاج کیا کرتا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ درلبھ پھول متی پر ریجھا ہوا ہے۔ اور پھول متی بھی اس پر مٹی ہوئی ہے۔ پرپھل کے کانون مین بھی اُس خبر کی بھنک پڑی تھی۔ مگر وہ گرتی گیا۔ اور کوئی اُس بات پر اتنی

نہ ہوا کہ اپنا گھر بار چھوڑ کر رات کو پرجل کے مکان میں آکر رہے۔ پرجل نے دل میں خیال کیا "وہ خراب سہی۔ اگر میں خراب نہ ہونگی تو مجھے کون برا کہے گا"

پھول متی تین چار روز تک پرجل کے مکان میں آکر سوئی۔ شرادھ کے دوسرے روز پھول متی کسی قدر دیر کر کے آرہی تھی۔ راستے میں ایک آم کا پیڑ تھا اس کے نیچے ایک جھاڑی تھی۔ اسی جھاڑی کے قریب پھول متی چلی گئی وہاں ایک مرد کھڑا ہوا تھا۔ وہ مرد وہی درلبھ تھا۔

درلبھ لال کنارے کی دھوتی پہنے۔ ہونٹوں پر پان رچائے پھول متی کو دیکھکر ہنستے ہوئے بولا "کیوں۔ آج"

پھول متی۔ نے جواب دیا۔ "ہاں۔ آج ہی اچھا ہے۔ تم دوپہر رات گئے پالکی لیکر آجاؤ۔ میں دروازہ کھول دوں گی۔ مگر خبردار۔ دیکھو۔ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہونے پائے"

درلبھ۔ اس کا کچھ اندیشہ نہ کرو۔ مگر وہ شور نہ مچائے۔

پھول متی۔ تم پکڑ تو لے جاؤ پھر سب ٹھیک ہو جائے گا جس کے کنبے میں کوئی نہیں جو دانہ دانہ کو محتاج ہے۔ وہ کھانا پائے گی۔ کپڑا پائیگی گہنا پاتا پائے گی۔ روپیہ پیسہ پائے گی۔ سہاگ پائے گی۔ پھر بھلا وہ ٹھہرنے گی کیوں نہیں۔ یہ میرا ذمہ۔ مگر اتنا خیال رہے کہ گہنے پاتے میں میرا بھی حصہ ہے۔

اس طور پر باتیں ختم ہوئیں۔ درلبھ اپنے گھر گیا اور پھول متی پرجل کے پاس گئی۔ پرجل کو ان باتوں کی ذرا بھی خبر نہ ہوئی۔ وہ اپنی ماں کا خیال کرتی ہوئی بیٹھ رہی۔ ماں کے لیے جس طرح روتے ہیں اس طرح روئی۔ رد کر

جس طرح روز سو جاتی تھی اُسی طرح سو گئی۔ آدھی رات کو ڈرلیچہ نے دروازے میں آہستہ آہستہ دھکا دیا۔ پھول منی نے دروازہ کھول دیا۔ ڈرلیچہ نے پرپھل کا مُنھ باندھا اور پکڑ کر زبردستی پالکی میں ڈال دیا۔ پالکی کے کہار چپ چاپ پالکی لیکر چل دئے۔ پھول منی بھی ساتھ ساتھ روانہ ہوئی۔

اس کے تھوڑی ہی دیر بعد برجیشر اس خالی مکان میں پرپھل سے ملنے کے لیے آیا۔ سب سے پوشیدہ برجیشر رات کو آیا تھا۔ ہائے۔ وہاں کوئی نہ تھا

ہم کہہ چکے ہیں کہ کہار پالکی لے کر چپ چاپ روانہ ہوئے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ یہ غلط ہے۔ اس میں شک نہیں کہ کہاروں کا معمول ہے کہ آواز لگاتے ہوئے چلیں۔ مگر اس موقع پر اُن سے خاص طور پر منع کر دیا گیا تھا کہ آواز منھ سے نہ نکالیں۔ اگر آواز ہوتی تو بڑا گڑبڑ ہو جاتا۔ ایک اور سبب بھی تھا۔ اس زمانہ میں ملک کا کوئی راجہ نہ تھا۔ مسلمانوں کی حکومت جا چکی تھی۔ انگریزوں کی حکومت پورے طور پر جمی نہ تھی۔ ملک کے اس حصہ میں خشک سالی کے سبب سے بہت سی خلقت تباہ ہو چکی تھی۔ سب پر طرہ دیبی سنگھ کا ٹھیکہ تھا۔ یہ وہی دیبی سنگھ ہے جس کے ظلموں کا بیان اڈمنڈ برک نے پارلیمنٹ ہال میں اس فصاحت سے کیا تھا کہ سُننے والی لیڈیوں کو غش آ گیا تھا۔ اگر آج سو برس بعد بھی وہ اسپیچ پڑھی جاتی ہے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ بارہندروں کا ملک انھیں مصیبتوں میں گرفتار تھا۔ بہت سے ایسے مظلوم تھے کہ اُن کو کھانا کیا۔ رہنے تک کو جگہ نہ ملتی تھی جن کے پاس کھاتے کو نہ رہتا تھا دوسروں کا مال لوٹتے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جس گاؤں میں دیکھو چوروں اور لٹیروں کا گروہ موجود۔ یہ کس کی مجال تھی کہ اُن کو سزا دے۔ مسٹر گڈلیڈ۔ رنگ پور کے اول کلکٹر تھے

فوجداری کا کام انھیں کے سپرد تھا - انھون نے ڈاکوؤن کی گرفتاری کے لیے بہت سے سپاہی روانہ کئے مگر وہ سپاہی کچھ نہ کرسکے -

ڈرلبھ نے پرچھل پر ڈاکہ مارا - مگر وہ خود خوف زدہ تھا کہ کہین ڈاکو آکر اُس پر ڈاکہ نہ ڈالین - پالکی کو دیکھکر ڈاکوؤن کا حملہ کرنا کوئی عجیب بات نہ تھی اسی خوف سے کہار چپ چاپ چلے جاتے تھے - شور وغل نہ ہونے پائے اسی خیال سے ڈرلبھ نے اور آدمی ساتھ نہ لئے - پالکی کے ساتھ صرف دو شخص ڈرلبھ اور پھول منی - اسی طرح ڈرتے ڈراتے چار کوس کی راہ طے ہو گئی -

وہان سے ایک بڑا بھاری جنگل شروع ہوا - کہارون نے نہایت خوف زدہ ہو کر دیکھا کہ سامنے سے دو آدمی آرہے ہین - رات کا وقت مگر تارون کی روشنی مین راہ دکھلائی پڑتی تھی - اُن دونون آدمیون کی شکل بھی نظر پڑی - کہارون کو معلوم ہوا کہ دو شخص جم کی طرح آرہے ہین - کہارون مین بات چیت شروع ہوئی -

۱ - کہار - دو آدمی ہین -

۲ - کہار - رات کو جب جنگل مین گھوم رہے ہین تو بھلے آدمی نہین ہو سکتے -

۳ - کہار - دونون بڑے تگڑے جوان ہین -

۴ - کہار - کیا ہاتھون مین لاٹھی نہین دیکھتے ہو -

۱ - کہار - ڈرلبھ بابو کیا کہتے ہین - اب تو آگے پاؤن نہین اٹھتا آج ڈاکوؤن کے ہاتھون سے جان گئی -

ڈرلبھ - غضب ہو گیا - بڑی مصیبت ہے جس بات کو مین ڈر رہا تھا وہی آگے آئی -

دو آدمی جو آرہے تھے انھون نے راستہ پر لوگون کو دیکھکر ملنا آواز

سے پوچھا۔ "وہ کون ہے رے"۔

کہاروں نے پالکی تو وہیں پھینکی اور "باپ رے باپ" کہتے ہوئے جنگل میں گھس گئے۔ ڈرلیھ بھی انھیں کے پیچھے پیچھے بھاگا۔ پھول منی یہ کہتی ہوئی کہ مجھے کہاں چھوڑے جاتے ہو۔ انھیں کے پیچھے پیچھے گئی۔

دو آدمی جو آرہے تھے اور جن کی وجہ سے یہ دس آدمی بھاگ کھڑے ہوئے وہ محض مسافر تھے۔ دونوں ہندوستانی۔ نوکری کی تلاش میں جا رہے تھے رات کو قریب ختم دیکھکر چل دئے تھے کہ سویرے سویرے کچھ دور نکل جائیں کہاروں کو بھاگتا ہوا دیکھکر ان دونوں نے قہقہہ لگایا۔ اور پھر اپنی راہ چلے گئے۔ مگر کہاروں یا ڈرلیھ یا پھول منی نے مڑکر نگاہ نہ کی۔

پرپھل نے پالکی پر بیٹھے بیٹھے آہستہ آہستہ کوشش کرکے اپنا منھ کھول لیا تھا۔ آدھی رات کا وقت۔ چیخنے سے سننے گا کون۔ اسی خیال سے اس نے غل نہ مچایا۔ اگر وہ چیختی اور کوئی سنتا بھی تو ڈاکوؤں کے خوف کے مارے اس کے پاس تک کون پھٹکتا۔ پہلے تو ڈر کے مارے پرپھل بدحواس ہوگئی تھی رفتہ رفتہ اسے خیال آیا کہ اگر اس وقت ہمت سے کام نہ لیا تو پھر رہائی مشکل ہوگی۔ جس وقت کہار پالکی پھینک کر بھاگ کھڑے ہوئے اس وقت پرپھل کو خیال ہوا کہ کسی نئی آفت کا سامنا ہوا۔ آہستہ آہستہ پالکی کے پٹ کھولے۔ تھوڑا سا منھ بڑھا کر دیکھا کہ دو آدمی آرہے ہیں۔ اس نے آہستہ آہستہ پھر پٹ بند کر دئے۔ تھوڑی سی جگہ جو پٹوں کے درمیان تھی اس کی راہ سے دیکھا کہ وہ دونوں آدمی راہ راہ چلے گئے۔ اس وقت پرپھل پالکی سے باہر نکل آئی۔ دیکھا کہ کسی طرف کوئی نہیں۔

پرپھل نے سوچا کہ جو لوگ اسے پکڑے لئے جاتے تھے وہ ضرور پلٹ کر آئینگے

اگر راہ رہ گئی تو ممکن ہے کہ پھر اُن کے ہاتھ آجائے۔ اس سے یہی بہتر ہے کہ جنگل میں چھپ رہے۔ جب دن نکل آئے گا۔ اُس وقت جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا۔

یہ سوچ کر پرپھل جنگل میں گھسی۔ تقدیر سے اُدھر نہیں گئی جدھر کہار گئے تھے۔ جنگل میں کچھ دور جاکر کھڑی ہوگئی۔ تھوڑی دیر میں صبح ہوئی۔

صبح کو پرپھل جنگل میں اِدھر اُدھر پھرنے لگی۔ اتنی ہمت نہ پڑی کہ راستے آجائے۔ ایک جگہ دیکھا کہ ایک بہت پتلی پگ ڈنڈی جنگل کے اندر گئی۔ پرپھل اُسی پر چل دی۔ گھر پلٹ جانے میں بھی اندیشہ تھا کہ کہیں پھر ڈاکو پکڑ نہ لے جائیں۔ شیر بھیڑئے اگر کھالیں تو ہرج نہیں مگر پھر ڈاکوؤں کے ہاتھ میں نہ پڑے۔

اُس پگ ڈنڈی پر پرپھل بہت دور نکل گئی۔ کئی گھڑی دن چڑھ گیا مگر کوئی گاؤں نہ ملا۔ وہ پگ ڈنڈی بھی ختم ہوگئی۔ آگے کسی طرف راستہ نہیں۔ ہاں دو ایک پرانی اینٹیں اِدھر اُدھر نظر پڑیں دل کو کسی قدر ڈھارس ہوئی۔

اور آگے بڑھکر زیادہ اینٹیں نظر آئیں۔ جنگل بھی بہت گھنا معلوم ہوا تھوڑا دور آگے پرپھل کو پرانی عمارت کا کھنڈر نظر آیا۔

اینٹوں کے ایک ڈھیر پر کھڑی ہوکر پرپھل نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ دیکھا کہ دو ایک کمرے اب بھی ثابت ہیں۔ خیال آیا کہ اس میں انسان اگر رہنا چاہے تو رہ بھی سکتا ہے۔ اُن کمروں کے دیکھنے کے لیے پرپھل اُس کھنڈر میں داخل ہوئی۔ دیکھا کہ سب کمروں کے دروازے کھلے ہیں کوئی انسان نظر نہ آیا۔ انسان کے رہنے کے کچھ نشان پائے گئے تھوڑی

دیر بعد کسی انسان کے کراہنے کی آواز پرچھل کے کان میں پڑی ۔ اُسی آواز کی جانب پرچھل ایک کمرے میں گئی ۔ دیکھا کہ ایک بوڑھا آدمی پڑا ہوا کراہ رہا ہے ۔ بوڑھے کا سوکھا ہوا جسم ۔ خشک ہونٹ ۔ حلقوں میں دھنسی ہوئی آنکھیں ۔ گہری گہری سانسیں ۔ پرچھل کو خیال ہوا کہ یہ انسان مرنے کے قریب ہے ۔ وہ اُس کے بستر کے قریب جاکر کھڑی ہوگئی ۔

بوڑھے نے خشک گلے سے یہ الفاظ کہے ۔ "بیٹی ۔ تم کون ہو ۔ کیا کوئی دیوتا ہو جو مرتے وقت میری مدد کے لئے آئی ہو"۔

پرچھل ۔ نے جواب دیا ۔ "میں لاوارث ہوں ۔ راہ بھول کر ادھر آنکلی تمہارا بھی کوئی والی وارث نہیں معلوم ہوتا ۔ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو کہو"۔

بوڑھا ۔ اس وقت تم بہت کام کرسکتی ہے ۔ مجھے سرکیشن کی ایسے وقت انسان کا منھ دیکھنے کو مل گیا ۔ مارے پیاس کے دم نکل رہا ہے پانی پلاؤ ۔

پرچھل نے دیکھا کہ بوڑھے کے مکان میں پانی کی کاسی بھی ہے ۔ اور کاسی میں پانی بھی ہے ۔ پانی پینے کا برتن بھی ہے ۔ صرف پانی دینے والا کوئی شخص نہیں ۔ پرچھل نے بوڑھے کو پانی پلایا ۔

پانی پی کر بوڑھے کے حواس کسی قدر ٹھکانے ہوئے اس نے رفتہ رفتہ کچھ باتیں پرچھل سے کہیں جن کا مختصر طور پر یہ مطلب تھا ۔

بوڑھا بشنو ہے ۔ اُس کے عزیز و اقارب کوئی نہیں ۔ ہاں ایک بشنوی تھی ۔ جب بوڑھا قریب مرگ ہوا تو بشنوی اس کا مال اسباب لے کر وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی ۔ بوڑھا بشنو ہے ۔ وہ جلایا نہ جائے گا ۔ بلکہ دفن کیا جائے گا ۔ یہی اُس کی خواہش تھی ۔ بوڑھے کے کہنے کے مطابق

بشنوی نے اسی مکان کے ایک حصہ مین قبر کھود رکھی ہے۔ پھاوڑا اور کدالا اسی مقام پر پڑے ہین۔ بوڑھے نے پرہیل سے یہی درخواست کی "جب مین مرجاؤن تو مجھے اُٹھاکر اسی قبر مین رکھ دینا اور مٹی ڈال دینا"

پرہیل نے منظور کیا۔ اُس کے بعد بوڑھا کہنے لگا۔

"کچھ روپیہ پیسہ ابھی میرے پاس ہے۔ بشنوی کو اس کی خبر نہ تھی۔ اگر معلوم ہوتا تو وہ اُس کو بے لیے نہ جاتی۔ جب تک وہ روپیہ مین کسی کو نہ دے جاؤن اُس وقت تک میرا دم نہ نکلے گا۔ اگر کسی کو بغیر دیے ہوے مرگیا تو بھوت ہوکر روپیہ کے قریب پھرون گا۔ مجھے نجات نصیب نہ ہوگی۔ ارادہ تھا کہ وہ روپیہ بشنوی کو دے جاؤن مگر وہ پہلے ہی بھاگ گئی۔ اب مجھے اور کوئی آدمی کہان ملے گا۔ وہ روپیہ مین تمھین کو دیے جاتا ہون میرے بچھونے کے نیچے تختے بچھے ہوئے ہین۔ اُن تختون کو اُٹھانا نیچے ایک سرنگ نظر آئے گی۔ اور وہین پر ایک سیڑھی بھی لگی ہوئی ہے۔ اسی سیڑھی سے نیچے اُترنا۔ روشنی ساتھ لے لینا تہ خانہ مین اسی طرح کا ایک کمرہ نظر آئے گا۔ اس کمرے کے بائین جانب تلاش کرنا۔ روپیہ مل جائے گا"

پرہیل نے حتی الامکان بوڑھے کی خدمت شروع کی۔ بوڑھے نے کہا۔ "اس مکان مین ایک مویشی خانہ ہے وہان گائین بندھی ہین۔ اگر گائے کا دودھ لے آؤ تو کچھ مجھے کھلاؤ کچھ تم خود کھاؤ"

پرہیل نے تعمیل کی۔ دودھ لاتے وقت دیکھ آئی کہ ایک مقام پر قبر کھدی ہوئی ہے اور پھاوڑا اور کدالا وہین پڑے ہوئے ہین۔

دوپہر کے بعد بوڑھے نے قضا کی۔ بوڑھا دبلا پتلا آدمی۔ بدن سوکھ کر ڈھانچا ہو گیا تھا۔ پرچل کے بدن میں کسی قدر طاقت بھی تھی۔ اُس نے بوڑھے کا مردہ لے جاکر اُسی قبر میں رکھ دیا اور اوپر سے مٹی ڈال دی۔ اس کے بعد قریب کے کنوئیں پر جاکر نہائی آدھی دھوتی پہنے رہی آدھی دھوپ میں سکھالی تھوڑی دیر بعد بیٹھ کر آوارگی لائے کر بوڑھے کی دولت کی تلاش میں چلی اس کے یہ خیال نہ کیا کہ اس دولت کا لینا مناسب ہے یا نہیں بوڑھا تو اسکو دے ہی گیا تھا۔ علاوہ اس کے پرچل مفلس اور مصیبت زدہ بھی تھی۔

نواں باب

پرچل نے بوڑھے کا مردہ اُٹھاتے وقت اس کا بستر اُٹھا کر جنگل میں پھینکدیا تھا اُسیوقت دیکھا تھا کہ واقعی اُسکے بچھونے کے نیچے تختے پڑے ہوئے ہیں۔ لمبائی چوڑائی میں کوئی تین ہاتھ ہوں گے۔ فرش پر جمائے ہوئے تھے پرچل نے گدالے سے وہ تختے نکالے۔ نیچے تاریک تہ خانہ معلوم ہوا نیچے اُترنے کے لیے سیڑھی بھی نظر آئی۔

جنگل میں لکڑی کی کیا کمی تھی۔ صحن میں کچھ لکڑی کے چیلے پڑے ہوئے تھے۔ پرچل نے اُٹھا کر تھوڑے سے چیلے تہ خانہ میں پھینک دیئے اُس کے بعد اِدھر اُدھر ڈھونڈھنے لگی کہ کہیں چقماق تو نہیں ہے۔ بوڑھا آدمی۔ تمباکو ضرور پیتا ہوگا۔ جب سے سر والٹر ریلے نے تمباکو کا پتہ لگایا۔ اس وقت سے ایسا کون بوڑھا ہے جس نے اس کمبخت۔ اس غمناک۔ اس بے مزہ۔

اس ناقابل برداشت زندگی کو بغیر تمنا کو ختم کیا ہو۔ اگر کوئی بوڑھا ایسا ہو تو ہمارے نزدیک اس کا مرنا مناسب نہ ہوا۔ اس کو چاہیئے تھا کہ چپ چاپ دنوں اور زندہ رہ کر اس دنیا کی بے انتہا مصیبتوں کو جھیلتا۔

ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے پرچیل کو چقماق مل گیا۔ مویشی خانہ سے وہ کچھ پیال اٹھالائی۔ چقماق سے پیال جلایا اور اسی سیڑھی کے ذریعے سے نیچے اتری کھاٹ و سے اور گرا لے کو پہلے ہی نیچے پھینک دیا تھا۔ دیکھا کہ اچھا خاصہ تہ خانہ ہے۔ جو چیلے نیچے پھینک دئے تھے اُن کو جلایا۔ روشنی ہو گئی۔ بائیں جانب پرچیل زمین کھودنے لگی۔

کھودتے کھودتے ایک مرتبہ "ٹھن" سے آواز ہوئی۔ پرچیل کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ سمجھ گئی کہ کسی گھڑے یا کلسے پر گرالا پڑا۔ یہ دولت یہاں کیونکر آئی اور دراصل اس کا مالک کون تھا۔ اُسکا حال پیشتر بیان کر دیں بوڑھے کا نام کرشن گوبند داس۔ قوم کا کایستھ۔ ایک بشنوی پر دل جو آگیا تو خود بھی بشنو کا بھیس بنا کر اس کے ساتھ بندرابن گیا۔ وہاں طرح طرح کے کھجرو۔ خوشرو۔ خوش گلو بشنوؤں کو دیکھ کر بشنوی کا دل ان لوگوں کی خدمت پر مائل ہوا۔ کرشن گوبند کا ماتھا ٹھنکا کہ بشنوی کی یہ عقیدت کوئی نیا گل کھلائے گی۔ وہ اُس کو لے کر وہاں سے پھر بنگالہ کو واپس آیا۔ کرشن گوبند اس زمانہ میں غریب تھا۔ نوکری کی تلاش میں مرشد آباد گیا۔ وہاں نوکری مل گئی۔ مگر اُسکی بشنوی کے حسن کا شہرہ نواب کے کانوں تک پہونچا۔ ایک حبشی خواجہ سرا نے بشنوی کے پاس اس غرض سے آمدورفت شروع کی کہ اس کو بیگم بنائے۔ بشنوی بھی لالچ میں آکر راضی ہو گئی۔ جب کرشن گوبند کو اس کی سن گن ملی تو کچھ کھٹکا اور وہاں سے بشنوی کو لے کر بھاگ کھڑا ہوا۔ مگر جائے کہاں۔ کرشن گوبند نے خیال کیا

کہ اُس دُرِ بے بہا کو آدمیون کی بستی مین رکھنا خطرے سے خالی نہین۔ نہ معلوم کب کون اوڑا لیجائے۔ اسی فکر مین بابا جی اس بشنوی کو ساتھ لیکر دریا کے پار پہونچے اور وہان سنسان مقام ڈھونڈھنے لگے۔ پھرتے پھرتے اُس کھنڈر مین کرشن گوبند کا گذر ہوا دیکھا کہ اس دُرِ بے بہا کو چھپا کر رکھنے کے لیے یہ مقام نہایت موزون ہے۔ عزرائیل کے سوا اور کسی کو پتہ نہ ملے گا۔

نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے وہین قیام کیا ہے ہر ہفتہ کرشن گوبند بازار سے کھانے پینے کی چیزین خرید لاتا تھا۔ بشنوی کو وہان سے کہین جانے کی اجازت نہ تھی۔

ایک روز کرشن گوبند ایک کمرے مین چولھا کھود رہا تھا۔ مٹی کھودتے کھودتے ایک اشرفی نظر پڑی۔ اُس نے اور گہرا کھودا تو روپیون سے بھرا ہوا ایک گھڑا ملا۔

اگر اس قدر روپیہ نہ مل جاتا تو کرشن گوبند کی وہان بسر نہ ہوسکتی۔ اتنا روپیہ پاکر وہ بے فکری سے دن کاٹنے لگا۔ مگر اس کو ایک نئی فکر پیدا ہوگئی۔ اس کو خیال ہوا کہ ایسے پرانے مکانون مین بہت کچھ دولت ہوتی ہے۔ اس غرض سے وہ آئے دن اِدھر اُدھر زمین کھودا کرتا تھا بہت دنون اسی خبط مین وہ زمین کھودا کیا کچھ نہ ملا۔ سال بھر کے بعد اس تفاق مین ایک روز کیا دیکھتا ہے کہ کوئی شئے چمک رہی ہے۔ لپک کر اسے اُٹھایا۔ دیکھا تو اشرفی۔ چوہون نے زمین کھودالی تھی اسی مٹی کے ساتھ یہ اشرفی اوپر آگئی۔

لیکن کرشن گوبند چپکا بیٹھ رہا۔ بازار کے دن کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ دن آیا تو بشنوی سے کہا "میری طبیعت بہت خراب ہے۔ آج تم

بازار سے سودا خرید لاؤ"۔ بشنوی صبح کو بازار چلی گئی۔ باباجی نے خیال کیا
کہ اتنے دنون کے بعد اس کو سیر کا موقع ملا ہے۔ بشنوی جلد واپس
نہ آئی گی۔ کرشن گوبند نے بشنوی کی غیر موجودگی مین جاکر تہ خانہ بین
کھودنا شروع کیا۔ وہان اشرفیون اور جواہرات سے بھرے ہوئے
بیس کلسے برآمد ہوئے۔

گذشتہ زمانہ مین اس حصہ ملک مین نیل دھج خاندان کے
راجہ حکومت کرتے تھے۔ اُس خاندان کا آخری راجہ نیلامبر دیو تھا
نیلامبر کے محلات اکثر قصبون مین تھے۔ اس مقام پر بھی اس کا ایک محل تھا
یہان بھی وہ سال مین دو ایک ہفتہ قیام کرتا تھا۔ بنگالے کے بادشاہ نے
نیلامبر پر فوج کشی کی اُس نے یہ خیال کیا کہ اگر پٹھانون نے اسکی دارالسلطنت
کو چھین لیا تو اس کے بزرگون کا خزانہ اُن کے ہاتھ لگ جائیگا۔ اسی خیال
سے اُس نے اپنا خزانہ وہان سے ہٹاکر خفیہ طور سے اس مقام پر پہونچادیا
یہ کارروائی اس ترکیب سے کی گئی کہ سوا نیلامبر کے کسی کو پتہ نہ تھا کہ
وہ خزانہ کہان رکھا گیا۔ جنگ کا نتیجہ یہ ہوا کہ نیلامبر قید ہوگیا اُسکا خاتمہ
کیونکر ہوا اس کا حال کسی کو نہین معلوم۔ وہ پھر اپنے راج مین واپس نہ آیا
وہ خزانہ جہان تھا وہین رہ گیا۔ وہی خزانہ کرشن گوبند کے ہاتھ لگا۔
اشرفیان۔ ہیرے۔ موتی۔ اور اور جواہرات بے شمار تھے۔

کرشن گوبند نے اُن کلسون کو پھر بدستور زمین مین گاڑ کر رکھ دیا۔
بشنوی کو کانون کان اس دولت کی خبر نہ ملی۔ کرشن گوبند تھا بھی بڑا
کنجوس۔ اُس نے کبھی ایک اشرفی بھی اُس خزانہ سے لیکر خرچ نہ کی۔ اب
وہ بے انتہا دولت پر تھقل کے ہاتھ لگی۔ کلسون کو وہین حفاظت سے

دُکھکر پھول پھولی اوپر آئی تھکی ماندی بھی تھی پیال پر لیٹ کر سوگئی۔

دسوان باب

یہان پر تھوڑا سا حال پھول متی کا بیان کردیں۔ وہ جان کے خوف سے ہرنی کی طرح دُرلبھ کے پیچھے دوڑتی ہوئی چلی۔ ڈاکوؤن کے خوف سے دُرلبھ آگے آگے بھاگتا چلا جاتا تھا دُرلبھ آگے نکل گیا۔ پھول متی چلا چلا کر کہتی جاتی ہے کہ ”ارے ٹھہرو۔ ارے ٹھہرو۔ مجھے چھوڑ کر نہ چلے جانا“ مگر دُرلبھ یہ کہتا ہوا کہ ”ہائے باپ رے ہائے وہ آگئے“ کھائیں خندق پھاندتا ہوا بے تکان بھاگتا چلا گیا۔ بیچارے کی بری حالت تھی۔ دھوتی کا کاچھا کھل گیا۔ ایک پاؤن کا جوتہ نہ معلوم کہان رہ گیا۔ چادر ایک خاردار جھاڑی مین اُلجھ کر اس کی بہادری کے پھریرے کی طرح ہوا مین اُڑنے لگی۔ اُس وقت پھول متی نے چلا کر کہا۔ ”اوی نگوڑے مردوے شوہر تون کو بہلا کر لایا اور اب ڈاکوؤن کے ہاتھ مین چھوڑے جاتا ہے“ یہ سُنکر دُرلبھ کو پورا یقین ہوگیا کہ پھول متی کو ڈاکوؤن نے پکڑ لیا۔ اُس نے جواب نہ دیا بلکہ اور تیزی کے ساتھ بھاگنے لگا۔ پھول متی نے پھر کہا۔ ”اے کمبخت۔ اے موذی۔ اے نگوڑے۔ اے مونڈی کاٹے!“ یہ کہتی ہی رہی دُرلبھ نگاہ سے اوجھل ہوگیا۔ پھول متی کا کوسنا خواہ مخواہ بند ہوگیا۔ اُس نے رونا شروع کردیا۔ روتی جاتی تھی اور دُرلبھ کی سات پشتون کو بہت ہی بھونڈے لفظون مین یاد کرتی جاتی تھی۔

پھول متی نے دیکھا کہ ڈاکو کہین بھی نہین ہین۔ تھوڑی دیر ٹھٹک کر

سوچنے لگی - رونا ، وقوف کیا - نہ ڈاکو آئے اور نہ دُولہہ نظر پڑا - وہ جنگل سے باہر نکلنے کی راہ تلاش کرنے لگی - ایسی ہوشیار عورت کے لئے راستہ کا ڈھونڈھ لینا کون بڑی بات تھی باہر آکر وہ بڑے راستے پر پہونچ گئی - جب اِدھر اُدھر کسی کو نہ دیکھا تو وہ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی - دُولہہ پر اُس وقت بہت ہی خفا تھی -

کچھ دن چڑھے پھول منی اپنے گھر واپس پہونچ گئی - دیکھا کہ اُس کی بہن الکمنی گھر میں نہیں - نہانے گئی ہے - پھول منی نے چپ چاپ دروازے بھیڑ دئے اور جاکر لیٹ رہی - ساری رات آنکھوں میں کٹی تھی - لیٹتے ہی سو گئی -

اُس کی بہن نے آکر اُسے اُٹھایا اور پوچھنے لگی - "اری - تو اس وقت آئی"

پھول منی نے جواب دیا - "کیوں - میں گئی کہاں تھی" -

الکمنی - اور کہاں جائیگی - برہمنی کے یہاں سونے گئی تھی - اتنے دن چڑھے تک نہ آئی - اسی لیے پوچھتی تھی -

پھول منی - تجھے سوجھتا تو ہے نہیں - صبح سویرے تیرے سامنے میں آئی اور جاکر لیٹ رہی - کیا تو نے نہیں دیکھا -

الکمنی - یہ کہتی کیا ہے - تیری راہ دیکھتے دیکھتے میں تین مرتبہ اس برہمنی کے یہاں تیری تلاش میں گئی - وہاں تو تھی ہی نہیں - اور بھی کوئی نہ تھا - اری ہاں پھول آج کہاں گئی -

پھول منی (کانپ کر) چپ - چپ بہن چپ - اس بات کو زبان پر نہ لانا -

الکمنی - (خوف زدہ ہوکر) کیوں - کیا ہوا کیا -

پھول منی - وہ بات کہنے کی نہیں ہے -

لکھمنی۔ کیون۔
پھول منی۔ ہم لوگ چھوٹے آدمی ہین۔ دیوتاؤن یا برہمنون کی باتون سے ہم سے واسطہ کیا۔
لکھمنی۔ بہن۔ کہتی کیا ہے۔ آخر پرپھل نے کیا کیا۔
پھول منی۔ پرپھل اب ہے بھی۔
لکھمنی۔ (اور خوف زدہ ہوکر) اہن یہ تو کیا کہہ رہی ہے۔
پھول منی۔ (نہایت آہستگی سے) دیکھ خبردار کسی سے نہ کہنا۔ کل رات کو اُس کی مان آکر اُسے لے گئی۔
لکھمنی۔ کیا۔!؟
لکھمنی کا جسم تھر تھر کانپنے لگا۔ اس وقت پھول منی نے ایک انوکھا قصہ گڑھ لیا۔ تین پہر رات گئے پھول منی نے دیکھا کہ پرپھل کی مان اپنی بیٹی کے بستر پر بیٹھی ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا کہ مکان مین زور سے آندھی آئی آندھی کے بعد وہان کوئی نہ تھا۔ پھول منی غش کھاکر گر پڑی۔ وغیرہ وغیرہ اس قصہ کو ختم کرکے پھول منی نے بہت اصرار کے ساتھ لکھمنی سے کہا کہ "خبردار۔ خبردار۔ یہ بات کسی کے سامنے زبان سے نہ نکالنا۔ دیکھ تجھے میرے ہی سر کی قسم ہے کسی سے کہنا نہین!!"
بہن نے جواب دیا "نہ۔ کبھی زبان پر نہ لاؤنگی۔ بھلا یہ بات کسی سے کہنے کی ہے!" مگر بہن کے پیٹ مین بات کیونکر رہتی۔ اسی وقت چاول دھونے کے بہانے گھر سے نکلی اور گھر گھر جاکر اس قصہ کو نمک مرچ ملاکر بیان کیا۔ ہان۔ اتنا ضرور کیا کہ ہر شخص سے فرداً فرداً اتنی تنبیہ کردی کہ یہ حال کسی پر ظاہر نہ کیا جاے۔ اس حماقت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ خبر بہت جلد مشہور ہوگئی۔

حتیٰ کہ ایک مختلف صورت مین پرچھل کی سسرال تک پہونچ گئی اس مختلف صورت کا حال آیندہ بیان کیا جائیگا۔

گیارھوان باب

صبح اُٹھ کر پرچھل سوچنے لگی کہ اب کیا کرون۔ کہان جاؤن۔ یہ جنگل بیابان رہنے کے قابل نہین۔ یہان تن تنہا کیونکر رہون گی۔ اگر جاؤن بھی تو کہان۔ کیا گھر پلٹ جاؤن۔ وہان سے ڈاکو پھر پکڑ لے جائین گے۔ جہان کہین جاؤن یہ دولت کیونکر ساتھ لے جاؤن۔ اگر اور آدمیون سے اُٹھوا لے جاؤن گی۔ تو سب کو خبر ہو جائے گی اور چور اور ڈاکو مجھسے چھین لین گے۔ یہ بھی نہ سہی تو اُٹھانے والے آدمی کہان ملین گے۔ اگر آدمی مل بھی گئے تو اُنھین کا کیا اعتبار مجھے مار کر یہ سب دولت چھین لے جانے مین کتنی دیر لگتی ہے۔ اتنا بڑا خزانہ دیکھکر ایسا کون شخص ہے جس کی نیت ٹھکانے رہے گی"۔

پرچھل بہت دیر تک اسی طرح سوچتی رہی۔ بالآخر یہی طے کیا کہ تن بہ تقدیر اب فاقہ کشی برداشت نہین ہوتی۔ یہین رہونگی۔ میرے لیے جیسا درگاپور ویسا یہ جنگل وہان بھی مجھے ڈاکو پکڑے لئے جاتے تھے بہت ہوگا یہان سے بھی وہ پکڑ لے جائین گے"۔

یہ دل مین ٹھان کے پرچھل گھر کے دھندھون مین مشغول ہوئی۔ مکان مین جھاڑو دی۔ مویشیون کو چارہ دانہ دیا۔ پانی پلایا۔ پھر رسوئین

کی فکر ہوئی - پکائے گی کیا - برتن چاول - دال - دہان کچھ نہ تھا - پرپھل ایک اشرفی لے کر بازار کی تلاش میں چلی - جو حالات بیان ہو چکے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ پرپھل کی ہمت غیر معمولی تھی -

اس جنگل میں بازار کہاں ہے؟ پرپھل نے خیال کیا ڈھونڈھ لونگی - جنگل میں پرپھل نے ایک پگ ڈنڈی تلاش کی اور اسی پر چل دی -

جاتے جاتے ایک مقام پر پہونچی جہاں جنگل بہت گھنا تھا - وہان اس کو ایک برہمن نظر پڑا - برہمن جنیئو پہنے تلک لگائے - سر منڈائے ہوئے رنگ صاف شریف وضع - عمر میں ادھیڑ - پرپھل کو وہان دیکھکر اس برہمن کو تعجب ہوا پوچھا

"بیٹی - کدھر جاؤ گی"؟

پرپھل - بازار جاؤنگی -

برہمن - ادھر بازار کہان -

پرپھل - تو پھر کدھر ہے؟

برہمن - تم آئی کہان سے ہو؟

پرپھل - اسی جنگل سے -

برہمن - کیا تم اسی جنگل میں رہتی ہو -

پرپھل - ہان -

برہمن - تو پھر تمھیں بازار کا راستہ نہین معلوم

پرپھل - مین نئی آئی ہوئی ہون

برہمن - اس جنگل مین کوئی اپنی خوشی سے نہین آتا - تم کیون آئین؟

پرپھل - مجھے بازار کی راہ بتلا دیجیے -

برہمن - یہان سے ایک پہر کی راہ ہے - تم تنہا نہین جا سکتین - راستے

مین چوروں اور ڈاکوؤں کا بڑا خوف ہے۔ تمھارا اور بھی کوئی ہے

پرپھل۔ اور کوئی نہین۔

برہمن دیر تک پرپھل کی صورت دیکھتا رہا۔ دل ہی دل مین خیال کیا "اس لڑکی مین سب اوصاف معلوم ہوتے ہین اُسے آزمائین تو سہی"۔ ظاہرا کہا "تم اکیلی بازار نہ جانا۔ ورنہ آفت مین پھنس جاؤگی یہان میری ایک دوکان ہے۔ اگر تمھارا جی چاہے تو دال چاول خرید سکتی ہو"۔

پرپھل نے جواب دیا "اس سے بہتر اور کیا ہوگا۔ مگر آپ تو صورت سے برہمن پنڈت معلوم ہوتے ہین"۔

برہمن۔ برہمن پنڈت طرح طرح کے ہوتے ہین۔ بچہ تم میرے ساتھ آؤ۔

یہ کہکر وہ برہمن پرپھل کو ساتھ لیئے ہوئے اور بھی گھنے جنگل مین داخل ہوا۔ پرپھل کو کسیقدر خوف معلوم ہونے لگا۔ مگر اس جنگل مین وہ مقام کون ہوسکتا ہے جہان خوف نہ ہو۔ پرپھل نے دیکھا کہ وہان ایک کوٹھری ہے۔ قفل پڑا ہوا۔ اور کوئی وہان آدمی نہ آدم زاد۔ برہمن نے قفل کھولا پرپھل نے دیکھا کہ دوکان تو نہین ہے مگر اس کوٹھری مین برتن بھانڈا۔ دال چاول۔ نمک تیل سبھی کچھ موجود ہے۔ برہمن نے کہا "تم اپنی جتنی چیزین لیجاسکو لیجاؤ"۔ پرپھل سے جتنی چیزین اٹھ سکتی تھین اُس نے لے لین۔ اور پوچھا کہ قیمت کیا دینی ہوگی۔

برہمن۔ ایک آنہ

پرپھل۔ پیسے میرے پاس نہین ہین۔

برہمن۔ روپیہ ہو دیدو۔ باقی پیسے لے لو۔

پرپھل۔ میرے پاس روپیہ بھی نہین۔

برہمن - تو بازار کیا لیکر چلی تھین -
پرچھل - ایک اشرفی ہے -
برہمن - دیکھون -

پرچھل نے اشرفی دکھلائی - برہمن نے دیکھ کر واپس کردی اور کہنے لگا "اتنا روپیہ میرے پاس نہین ہے کہ اس اشرفی کا خردہ دیسکون چلو تمھارے ساتھ تمھارے گھر چلتا ہون تم مجھے وہان پیسے دے دینا -
پرچھل - میرے گھر مین بھی پیسے نہین ہین -
برہمن - اشرفیان ہی اشرفیان ہین - خیر - کچھ ہرج نہین - چلو مین تمھارا گھر دیکھ آؤن - جب پیسے ہون مجھے دیدینا - مین جاکر لے آؤنگا -

پرچھل کا ماتھا ٹھنکا کہ اس ہوشیار برہمن نے تاڑ لیا کہ اس کے پاس بہت سی اشرفیان ہین - اور اسی لالچ مین اس کا گھر دیکھنا چاہتا ہے - جو جو چیزین پرچھل نے خریدی تھین وہ رکھ دین اور کہنے لگی - مجھے بازار ہی جانا پڑیگا - مجھے کپڑون کی ضرورت بھی ہے"

برہمن ہنس پڑا کہنے لگا "بیٹی - تم سمجھتی ہو کہ اگر مین تمھارا گھر دیکھ لونگا تو تمھاری اشرفیان چرا لونگا - تو کیا تم نے یہ خیال کرلیا کہ بازار جانے سے مجھے ٹال دوگی - اگر مین تمھارا ساتھ نہ چھوڑون تو تم کیا کرسکتی ہو"

ہائے مصیبت! پرچھل کا جسم کانپ اٹھا!

برہمن نے کہا "مین تمھارے ساتھ دغا نہ کرونگا - مجھے برہمن پنڈت سمجھ یا جو کچھ سمجھو بہرحال مین ڈاکوؤن کا سردار ہون مجھے بھوانی پاٹھک کہتے ہین"

پرچھل کو کاٹو تو بدن مین لہو نہین - بھوانی پاٹھک کا نام اس نے درگاپور مین بھی سنا تھا کہ بڑا ہی مشہور ڈاکو ہے - اس کے خوف سے سارا ملک

کانپتا تھا۔ پرپھل کے منہ سے بات نہ نکلی۔

بھوانی نے کہا۔ "اگر یقین نہ ہو تو دیکھ لو"

یہ کہہ کر اُس نے کوٹھری سے ایک نقارہ باہر نکالا۔ اُس پر کچھ ضربیں لگائیں چشم زدن میں پچاس ساٹھ کالے کالے جوان لاٹھیاں باندھے ہوئے آکر موجود ہوئے اور بھوانی سے عرض کرنے لگے۔

"کیا حکم ہوتا ہے؟"

بھوانی نے کہا۔ "اس لڑکی کو پہچان رکھو۔ میں نے اس کو اپنی زبان سے بیٹی کہا ہے۔ تم سب اس کو بیٹی کہنا اور میری طرح دیکھنا۔ تم لوگ اس کا کوئی نقصان نہ کرنا اور نہ کسی دوسرے کو اس کا نقصان کرنے دینا۔ اچھا۔ اب تم لوگ رخصت ہو"

اجازت پاتے ہی وہ ڈاکوؤں کا گروہ وہاں سے غائب ہو گیا۔

پرپھل حیرت میں آ گئی۔ تھی بڑی زود فہم۔ فوراً سمجھ گئی کہ ایسے شخص کی تابعداری ہی مناسب ہے۔ کہنے لگی "چلئے میں اپنا گھر آپ کو دکھائے دیتی ہوں" خریدا ہوا سامان لیکر پرپھل روانہ ہوئی۔ پیچھے پیچھے بھوانی پاٹھک چلا۔ اُس مکان میں پہونچ کر پرپھل نے سب سامان رکھ دیا اور بھوانی کو بیٹھنے کے لیے ایک آسنی دی۔ کرشن گوبند کے پاس ایک پھٹی پرانی آسنی تھی۔

بارھواں باب

بھوانی پاٹھک نے پوچھا۔ "اسی کھنڈر میں تم نے اشرفی پائی تھی؟"

پرچھل - جی ہان

بھو - کتنی اشرفیان ؟

پر - بہت سی -

بھو - ٹھیک بتاؤ کتنی - اگر گڑبڑ کرو گی تو میرے آدمی آکر کھود نکالینگے

پر - میں گنے ہین -

بھو - اتنی دولت لیکر تم کیا کرو گی ؟

پر - اپنے دیس کو لے جاؤن گی -

بھو - حفاظت کرسکو گی ؟

پر - اگر آپ مدد کرینگے تو ممکن ہے -

بھو - میری پوری حکومت اس جنگل مین ہے - جنگل کے باہر میرا اس قدر اختیار نہین - اگر تم اپنی دولت اس جنگل سے باہر لے گئین تو مین اس کی حفاظت نہ کرسکونگا -

پر - تو مین اس دولت کو لے کر اسی جنگل مین رہون گی - لیکن آپ حفاظت رکھین گے ؟

بھو - ہان - مگر تم اتنی دولت لیکر کرو گی کیا ؟

پر - لوگ دھن دولت لیکر کیا کرتے ہین -

بھو - عیش کرتے ہین -

پر - مین بھی عیش کرونگی -

بھوانی پاٹھک ہون ! ہون ! کہہ کر ہنس دیا - پرچھل کو حیرت ہوئی اس کو متحیر دیکھ کر بھوانی نے کہا

"بیٹی - تم نے نادان بچون کی سی بات کہی اسی پر مجھے

ہنسی آگئی۔ تم نے تو مجھ سے کہا تھا کہ تمھارا کوئی نہیں ہے۔
تو پھر کس کو ساتھ لیکر عیش کروگی۔ تنہائی مین دولت سے عیش
نصیب نہیں ہوتا"۔

پرچھل پر سکوت کا عالم تھا۔ بھوانی کہنے لگے۔
"سنو۔ دنیا مین دولت پاکر کوئی عیش کرتا ہے۔ کوئی ثواب
کے کام کرتا ہے اور کوئی جہنم کی راہ صاف کرتا ہے۔ تم
عیش نہیں کرسکتین کیونکہ تمھارا اور کوئی نہیں۔ تم ثواب کے
کام کرسکتی ہو۔ نہیں تو جہنم کی راہ صاف کرسکتی ہو۔ بولو۔
کیا کروگی"۔

پرچھل تھی بڑی ہمت والی۔ کہنے لگی "یہ باتین تو ڈاکوؤن کے سردار
کی سی نہیں ہین"۔

برہمن۔ نہ۔ مین محض ڈاکوؤن کا سردار نہیں ہون۔ بہرحال تم کو مین نے بیٹی
کہا ہے۔ اب تمھارے لیے جس بات مین بھلائی دیکھون گا وہی کہونگا۔
اس سرمایہ سے تم عیش نہیں کرسکتین کیونکہ تم اکیلی ہو۔ ہان۔ اس کی
بدولت بہت کچھ عذاب یا بہت کچھ ثواب کے کام کرسکتی ہو۔ بولو۔
تم کس طریقے کو پسند کرتی ہو۔

پر۔ اگر مین یہ کہون کہ مین عذاب ہی کے کام کرون گی۔

برہمن۔ تو مین اپنے آدمیون کے ہاتھ یہ سب دولت تمھارے ساتھ کر کے تم
کو جنگل کے باہر بھجوا دون گا۔ اس جنگل مین میرے بہت سے اشخاص
ایسے ہین جو اس دولت کے لالچ مین تم کو گنہگار ہونے مین مدد دین گے
بہرحال اگر تمھاری یہی راے ہو تو مین تم کو یہان سے اسی وقت رخصت

کر دینے پر مجبور ہون گا اس جنگل مین میرا اختیار ہے۔
پر۔ جب آپ اپنے آدمیون کے ہاتھ میری دولت بھجوا دین گے تو میرا نقصان ہی کیا ہوگا۔
بھوانی۔ کیا تم دولت کو بچا سکوگی؟ تم حسین بھی ہو اور جوان بھی۔ ممکن ہے کہ ڈاکوؤن کے ہاتھ سے بچ جاؤ۔ مگر حسن اور جوانی کے ہاتھون تمھارا بچاؤ مشکل ہے۔ گناہ کے کامون سے سیری نہ ہوگی مگر دولت ختم ہو جائیگی۔ کتنی ہی دولت کیون نہ ہو اگر اس کے لٹانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد غائب ہو جائیگی۔
پرپھل۔ اس کے بعد کیا ہوگا؟
بھوانی۔ اس کے بعد جہنم کا راستہ صاف ہو جائے گا۔ ہوس کبھی پوری نہین ہوتی۔ وہی جہنم کا راستہ ہے۔
پرپھل۔ بابا۔ مین گرہست کی لڑکی ہون۔ گناہ نہین جانتی۔ مین گناہ کے راستے پر کیون جانے لگی۔ مین بہت محتاج ہون۔ اگر روٹی کپڑا مل جائے تو یہی میرے لیے بہت ہے۔ دھن دولت لیکر مین کیا کرون گی۔ آپ یہ سب لے لیجیے اور میرے لیئے ایسی فکر کر دیجیے کہ بیگناہی کی حالت مین مجھے ایک مٹھی اناج مل جایا کرے۔
بھوانی نے دل ہی دل مین پرپھل کو سراہا۔ ظاہرا کہا۔
”دولت تمہاری ہے۔ مین نہ لونگا“
پرپھل کو سخت تعجب ہوا بھوانی اس کے دل کی کیفیت سمجھ گیا۔ کہنے لگا۔
”تم یہ سوچتی ہو کہ یہ شخص ڈاکہ مارتا ہے۔ دوسرے کا مال اوڑاتا ہے۔ اور اس پر ایسی باتین بناتا ہے۔ مین ان باتون کا

جواب ابھی نہ دونگا - اگر تم گناہ کے کام کرنے لگو تو ممکن
ہے کہ مین تمھاری یہ دولت لوٹ لون - فی الحال مین
اس کو نہ لون گا - مین تم سے پھر پوچھتا ہون کہ تم اس
دولت کو لیکر کیا کرو گی"

پرپھل - آپ تو بڑے سمجھ دار اور عقلمند معلوم ہوتے ہین - آپ ہی مجھے
ہدایت کرین کہ مین اس دولت کو لیکر کیا کرون -

بھوانی - ہدایت کرنے مین پانچ سات برس صرف ہون گے - اگر تم چاہو
تو مین ہدایت کرسکتا ہون - مگر اس عرصہ مین اس دولت کو ہاتھ
نہ لگانے پاؤگی - تم کو کھانے پینے کی تکلیف نہ ہوگی - جو جو چیزین
ضروری ہون گی مین بھیج دیا کرونگا - مگر میری ہدایتون پر پوری طرح
عمل کرنا پڑے گا - کوئی عذر نہ سنا جائے گا - بولو - منظور ہے -

پرپھل - اور رہنا کہان ہوگا -

بھوانی - یہین - اس مکان کی تھوڑی بہت مرمت کرا دیجائیگی -

پرپھل - تو اسی مکان مین تنہا رہنا پڑے گا

بھوانی - نہین - مین دو عورتون کو بھیج دون گا - وہ تمھارے ساتھ رہین گی
کوئی اندیشہ کی بات نہین - اس جنگل مین میرے پورے اختیارات
ہین میرے ہوتے ہوئے تم پر کوئی آفت نہین آسکتی -

پرپھل - آپ مجھے ہدایت کیونکر کرینگے ؟

بھوانی - تم لکھنا پڑھنا جانتی ہو -

پرپھل - نہین -

بھوانی - تو پہلے لکھنا پڑھنا سکھاؤنگا -

پرپھل نے منظور کیا۔ اُس کو بڑی خوشی ہوئی کہ اس خوفناک جنگل میں ایک شخص اُس کا حامی و مددگار ہو گیا۔

بھوانی پاٹھک نے اُس کھنڈل سے باہر نکل کر دیکھا کہ ایک شخص اُس کا انتظار کر رہا ہے توی ہیکل آدمی گٹھا ہوا بدن۔ گالوں پر ٹھپا ہیں۔ بھوانی نے اس سے پوچھا۔ "رنگ راج۔ یہاں کیسے"

رنگ راج۔ آپ کی تلاش میں۔ آپ یہاں کیسے۔

بھوانی۔ جس چیز کی اتنے دنوں سے تلاش تھی وہ مل گئی۔

رنگ۔ راجہ

بھو۔ رانی!

رنگ۔ اب راجہ رانی ڈھونڈھنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ انگریز لوگ راجہ ہوتے ہیں۔ کلکتہ میں ایک انگریز ہے جسے لوگ ہیسٹنگز (وارن ہیسٹنگز) کہتے ہیں اُس نے خوب حکومت جمائی ہے۔

بھو۔ میں اُس طرح کا راجہ تلاش نہیں کرتا۔ میں جس چیز کی تلاش میں تھا اُس کا حال تو تم کو معلوم ہے۔

رنگ۔ تو کیا آپ کو وہ چیز مل گئی۔

بھو۔ وہ چیز یوں دستیاب نہیں ہوتی۔ تیار کرنا پڑے گی۔ پر میشر لوہا پیدا کرتا ہے۔ اور انسان اس سے خنجر بنا لیتا ہے۔ مجھے لوہا اچھا مل گیا ہے۔ ابھی پانچ سات برس اُسکو گڑھنا پڑے گا۔ ہاں خیال رکھنا کہ اس مکان میں بغیر میری اجازت کے کوئی عورت یا مرد نہ آنے پائے۔ لڑکی جوان ہے اور خوبرو۔

رنگ۔ جو ارشاد ہو۔ ٹھیکہ دار کے آدمیوں نے رنجن پور لوٹ لیا۔

اسی لئے میں آپ کی تلاش کر رہا تھا۔

بھو۔ اچھا تو چلو۔ ہم لوگ ٹھیکہ دار کی تحصیل پر ڈاکہ ماریں اور ابھی گانوں کے لوگوں کا مال اسی گاؤں کے لوگوں کو دے آئیں۔ اس گانوں والے ہم کو مدد دینگے۔

رنگ۔ امید تو ہے۔

تیرھواں باب

کھوانی پاٹھک نے حسب وعدہ دو عورتیں بھیج دیں۔ ایک ہاٹ بازار کرے گی اور دوسری رات دن پرپھل کے ساتھ رہے گی۔ دونوں دو طرح کی تھیں۔ جو ہاٹ بازار کے لیے تھی اس کا نام تھا۔ "گوبرا کی ماں" عمر ستر برس کی۔ صورت کالی۔ کانوں سے بہری۔ اگر کانوں سے بالکل نہ سنتی ہوتی تو اچھا تھا۔ اشارے کنائے سے کام چل جاتا۔ مگر مشکل یہ تھی کہ وہ کبھی کبھی بعض باتیں سن لیتی تھی اور کبھی کچھ بھی نہ سن پاتی تھی۔ ایسا بہرا بہت پریشان کرتا ہے۔

دوسری عورت جو آئی تھی وہ بالکل ہی مختلف قسم کی تھی۔ عمر میں پرپھل سے کوئی پانچ سات برس بڑی ہوگی۔ صاف سانولا رنگ۔ برسات کے کچے پتے کی طرح۔ اور جوبن تو پھٹا پڑتا تھا۔

دونوں ایک ساتھ آئیں۔ گوبرا کی ماں نے پرپھل کو پرنام کیا پرپھل نے پوچھا۔ "تمھارا نام کیا ہے" گوبرا کی ماں سن نہ سکی۔ دوسری نے کہا

یہ بھری ہے۔ اس کو سب گوبرا کی ماں کہتے ہیں"۔
پرنسپل۔ گوبرا کی ماں تمھارے کے لڑکے ہیں۔
جواب۔ میں نوڑتی بھرتی نہیں ہوں۔
پرنسپل۔ تمھاری ذات کیا ہے۔
جواب۔ میں جانتے آنے کو تیار ہوں۔ جہاں کہو گی وہیں چلی جاؤنگی۔
پرنسپل۔ میں پوچھتی ہوں کہ تم کون لوگ ہو۔
جواب۔ اور لوگ آکر کیا کرلینگے۔ میں تمھارا سب کام کرونگی۔ ہاں دو ایک کام مجھ سے نہ ہوں گے۔
پرنسپل۔ کون کام نہ ہوں گے۔
اب گوبرا کی ماں کے کان کھل گئے کہنے لگی۔
"کون کام نہ ہوں گے۔ پانی نہ بھر سکوں گی۔ گھر میں زور نہیں ہے کپڑے نہ چھانٹ سکوں گی۔ اتنا کام تمھیں کرلینا"۔
پرنسپل۔ اور سب کام تو کرلوگی۔
جواب۔ برتنوں کا مانجنا دھونا نہ ہوگا یہ بھی تمھیں کرلینا۔
پرنسپل۔ یہ بھی تم سے نہ ہوگا۔ آخر تم کروگی کیا کام
جواب۔ میں کیا بتاؤں۔ گھر میں جھاڑو دینا۔ اچھی طرح تو یہ بھی نہیں کرسکتی
پرنسپل۔ تو کروگی کیا۔
جواب۔ اور جو کہوگی وہ کام کرونگی۔ بتی بناؤں گی۔ پانی اوٹا دونگی جھوٹے بچے پھینک آؤں گی۔ اور جو اصل کام ہے وہ کروں گی بازار سے سودا لاؤں گی۔
پرنسپل۔ پیسے پیسے کا حساب سمجھا دوگی۔

جواب - میں بوڑھی - بھری حساب کیا سمجھاؤں گی - ہاں روپیہ پیسہ جو کچھ ملے گا سب خرچ کراؤں گی - تم کو یہ کہنا نہ پڑیگا کہ اتنا روپیہ خرچ ہو گیا

پرپچل - تم سی خوش لیاقت عورت کہاں مل سکتی ہے -

جواب - یہ تم اپنی تعریف کرتی ہو - میں کس قابل ہوں -

اس کے بعد پرپچل نے دوسری کی جانب متوجہ ہو کر کہا - "تمھارا نام کیا ہے"

اس حسینہ نے جواب دیا - "مجھے معلوم نہیں"

پرپچل نے ہنس کر کہا - "یہ خوب - کیا ماں باپ نے نام ہی نہیں رکھا -

حسینہ نے جواب دیا - نام تو ضرور رکھا ہوگا - مگر مجھے معلوم نہیں"

پرپچل - یہ کیا -

حسینہ - ہوش آنے کے پہلے ہی میں ماں باپ سے چھوٹ گئی - بچپن ہی میں کنجڑے مجھے چرا لے گئے تھے -

پرپچل - یہ کہو - کنجڑوں نے تو کوئی نام رکھا ہوگا -

حسینہ - طرح طرح کے نام رکھے تھے -

پرپچل - کیا کیا نام ؟

حسینہ - کمبخت - بدنصیب - حرامزادی - لچی -

اتنی دیر تک گوبرا کی ماں کچھ نہ سن سکی تھی - یہ چند نام سنکر اُسکے کان کھل گئے وہ کہنے لگی - "جو مجھے کمبخت کہے وہ آپ کمبخت - جو مجھے حرامزادی کہے وہ آپ حرامزادی - جو مجھے مونڈی کاٹی کہے وہ آپ مونڈی کاٹی ——"

حسینہ (ہنس کر) میں نے مونڈی کاٹی نہیں کہا تھا -

گوبرا کی ماں - تم نے مونڈی کاٹی کہا تو کہا اور نہیں کہا تو کہا - تم

میرا نام رکھنے والی کون -
پرپھل نے ہنس کر کہا "اس نے تمھین نہین کہا تھا - وہ تو مجھے کہہ رہی تھی -"
گوپرا کی ماں کا چہرہ بحال ہوگیا - کہنے لگی "ہاں! مجھے نہین کہا تھا - یہ کہو تمھین کہا تھا - خیر - تم خفا نہ ہونا - اس برہمنی کی زبان بڑی خراب ہے - جانے دو - کچھ خیال نہ کرنا!"
گوپرا کی ماں اپنے لیے کیسی تیز تھی اور دوسرے کے لیے کیسی ملائمت ظاہر کرنے والی - اس کی باتین سنکر دونون نوجوانین ہنس پڑین -
پرپھل نے اس حسینہ سے کہا -
"تم برہمنی ہو - ابھی تک مجھ سے کیون نہ کہا - مین نے پرنام ہی نہ کیا"
یہ کہہ کر پرپھل نے پرنام کیا - حسینہ نے اشیرباد دیکر کہا -
"مین نے سنا ہے کہ مین برہمن کی بیٹی ہون - مگر مین برہمنی نہین ہون"
پرپھل - یہ کیا ؟
حسینہ - کوئی برہمن ہاتھ نہ لگا -
پرپھل - بیاہ نہین ہوا - یہ کیون ؟
حسینہ - کنجڑے مجھے کیون بیاہتے -
پرپھل - تو کیا تمھاری عمر کنجڑون کے گھر مین کٹی -
حسینہ - نہ - کنجڑے مجھے ایک راجہ کے یہان بیچ آئے تھے -
پرپھل - راجہ نے تمھارے بیاہ کا انتظام نہ کیا -
حسینہ - راجہ کے بیٹے کی خواہش تھی کہ میرا بیاہ ہو جائے - مگر گندھرب بیاہ -
پرپھل - شاید خود ہی دولھا بننا چاہتے تھے -

حسینہ - ہاں مگر نہ معلوم کے روز کے لیئے -

پرپھل - پھر کیا ہوا -

حسینہ - یہ طریقے دیکھکر میں وہاں سے بھاگ کھڑی ہوئی -

پرپھل - پھر کیا ہوا -

حسینہ - رانی نے مجھے کچھ گہنا پاتا دیا تھا - وہ سب گہنا پاتا لیکر میں بھاگی اس کے بعد ڈاکوؤں کے ہاتھ پڑ گئی ڈاکوؤں کے سردار بھوانی پاٹھک نے جب میرا حال سنا تو میرا زیور میرے ہی پاس چھوڑ دیا بلکہ کچھ اور زیور اپنے پاس سے مجھے دیا - اور اپنے گھر میں مجھے رہنے کو جگہ دی - میں اُن کی بیٹی ہوں اور وہ میرے باپ - انھوں نے ہی ایک طور پر مجھے شادی میں دان کردیا -

پرپھل - ایک طور پر کیسے -

حسینہ - مجھے ہمہ تن سری کرشن کو دے ڈالا -

پرپھل - کیونکر -

حسینہ - میرا حسن - میری جوانی - میری جان - سب سری کرشن جی کے لیئے ہے -

پرپھل - تو وہی تمھارے شوامی (شوہر) ہیں -

حسینہ - ہاں اور کیا - وہ ہر طرح مجھ سے افضل ہیں - اس لیئے وہی میرے شوامی ہیں -

پرپھل نے ایک لمبی سانس لیکر کہا "میں کچھ نہیں سمجھ سکتی - تم نے کبھی شوامی نہیں دیکھا اس لیئے ایسا کہتی ہو - اگر سچ مچ شوامی کو دیکھ پائیں تو پھر کبھی سری کرشن کی طرف مائل نہ ہوتیں"-

ہائے بیوقوف برجیشر کو یہ نہ معلوم تھا۔

حسینہ نے جواب دیا۔ "شری کرشن کی طرف ہر لڑکی کا دل مائل ہو سکتا ہے کیونکہ اُن کی صورت بے پایان۔ اُن کا جلوہ بے پایان۔ افعال بے پایان۔ اوصاف بے پایان ہے"

یہ حسینہ بھوانی پاٹھک کی شاگرد تھی۔ مگر پھول بے پڑھی لکھی۔ ان باتوں کا جواب نہ دے سکی۔ اگر کوئی ہند و دھرم کا واقف کار ہوتا تو جواب دیتا کہ بلا شک ایشر بے پایان ہے۔ مگر انسان کے چھوٹے سے دل کے پنجڑے میں بے پایان سمانے کی گنجایش نہیں۔ ہاں جس شے کی حد معلوم ہو سکے اُس کی گنجایش ہو جاتی ہے۔ اسی وجہ سے بے پایان ایشر ہند و دل کے پنجرے میں شری کرشن ہو کر رہ سکتا ہے۔ سری کرشن سے زیادہ شوامی (شوہر) کی حد خود دار ہوتی ہے۔ اسی لئے اگر سچی محبت ہو تو ایشر تک پہونچنے کے لئے شوامی ہی پہلا زینہ ہے۔ اور اسی وجہ سے ہند و لڑکیوں کا دیوتا اُن کا شوامی ہوتا ہے۔

پھول جاہل لڑکی۔ ان باتوں کو سمجھ نہ سکی۔ کہنے لگی "بہن یہ باتیں میری سمجھ میں نہیں آئیں۔ ہاں۔ تم نے اپنا نام ابھی تک نہ بتایا۔"

اُس حسینہ نے جواب دیا۔ "بھوانی پاٹھک نے میرا نام رکھا ہے لیتنی میری بہن کا نام دیوا ہے۔ میں اُس کو لا کر ایک دن تم سے ملاؤنگی۔ ہاں میں جو کہتی تھی۔ سنو۔ ایشر اصل شوامی ہے۔ عورتوں کا دیوتا اُن کا شوامی ہوتا ہے۔ شری کرشن سب عورتوں کے دیوتا ہیں۔ تو پھر دوسرے دیوتا کیسے ایشر کیا دو ہو سکتے ہیں۔ اس چھوٹے سے دل میں دو کیلئے محبت کیونکر ہو سکتی ہے

پرپھل - واہ - کیا عورتوں کی محبت کی کوئی انتہا ہے -
نشی - عورتوں کی محبت کی کوئی انتہا نہیں - مگر ایشر میں محویت اور چیز ہے
اور محبت اور چیز
پرپھل - مجھے اس کا حال معلوم نہیں - میرے لیے دونوں باتیں نئی ہیں -
یہ کہہ کر پرپھل کی دونوں آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے -
نشی نے کہا - بہن میں سمجھ گئی - تم نے بڑی مصیبتیں جھیلی ہیں - نشی نے
پرپھل کو گلے لگا کر اس کے آنسو پوچھے اور کہنے لگی مجھے اس کی خبر نہ تھی -
اس وقت نشی کی سمجھ میں آیا کہ ایشر میں محو ہونے کا زینہ سوامی
میں محو ہونا ہے -

چودھواں باب

جس رات کو ورلبھ پرپھل کو اس کی ماں کے مکان سے پکڑ لے گیا
تھا اتفاق کی بات کہ اسی رات کو برجیشر بھی وہاں پہونچا - برجیشر گھوڑے
پر خوب بیٹھتا تھا - جب گھر کے سب لوگ سو گئے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر
درگا پور کی طرف روانہ ہوا - جب وہ پرپھل کے مکان پر پہونچا تو دیکھا کہ بالکل
سناٹا ہے - پاس پڑوس میں بھی کسی کی آہٹ نہ معلوم ہوئی کہ اسی سے پوچھتا -
برجیشر کو یہ خیال گذرا کہ تنہائی کی وجہ سے پرپھل کسی اپنے رشتہ دار
کے یہاں اٹھ گئی ہوگی - وہ وہاں ٹھہر بھی نہ سکا - باپ کے خوف سے اسی
شب کو واپس گیا - اس کے بعد کچھ دن گذر رہے - ہر لبھ کا کام بدستور چلتا تھا -

مگر برجیشور کی حالت میں فرق آگیا۔ کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ کیوں۔ گنّی نے دیکھا
کہ لڑکے کے کھانے کے لیے دودھ جو رکھا جاتا ہے وہ پڑا رہتا ہے۔ اور کھانے
کی چیزوں کو دو ایک لقمے کھا کر ہٹا دیتا ہے۔ کہ یہ اچھی نہیں پکی"۔ ماں نے خیال
کیا کہ اگر لڑکے کو بدہضمی کی شکایت ہے۔ پہلے کالا نمک اور نیبو کھلانے کا
ٹوٹکا کیا۔ پھر وید کے بلانے کی تجویز کی۔ برجیشور نے اس بات کو ہنسی میں
اڑا دیا۔ ماں کو تو برجیشور نے ہنسی میں ٹال دیا۔ مگر بڑھیا دادی سے بس
نہ چلا۔ اس بڑھیا نے ایک روز تنہائی میں برجیشور کو کڑا پکڑا۔
"ہاں رے برج۔ اب تو میں بہو کی صورت کا رونا اور کیوں نہیں"
برج نے ہنس کر جواب دیا۔ "اول تو صورت یوں ہی اماوس کی
اندھیری رات ہے۔ اس پر طرہ چڑیلی دیکھنے کے لیے بڑی تمنا نہیں ہوتی"۔
بڑھیا۔ خیر اس کو تو جانے یا میں ہوں۔ تو کھاتا کیوں نہیں۔
برج۔ تمہارے پکانے کی وجہ سے
بڑھیا۔ میں تو ہمیشہ یوں ہی پکاتی تھی۔
برج۔ اب تمہارے ہاتھ بھی بوڑھے ہو گئے۔
بڑھیا۔ تو کیا دودھ بھی میں ہی پکاتی ہوں۔
برج۔ گاؤں کا دودھ خراب ہو گیا ہے۔
بڑھیا۔ تو ٹھنڈی سانسیں لے لیکر رات دن سوچا کیا کرتا ہے۔
برج۔ یہی سوچتا ہوں کہ دیکھوں تمہیں گنگا کب لے جاؤں گا۔
بڑھیا۔ گنگا کون لے جاتا ہے۔ یہیں نیم کے پیڑ کے نیچے گھسیٹ کر ڈال دیگا
تو وقت تلسی کی پتی بھی دیکھنے کو نہ ملے گی۔ اچھا یہ تو بتا میرے
گنگا جانے کی فکر میں تو اتنا دبلا کیوں ہو گیا۔

برج - وہ فکر کیا کم ہے -
برمھ - کل نہا دھو کر جب رسوئی کے پاس بیٹھا تھا تو کیا سوچتا تھا - اور آنکھوں میں آنسو کیوں چھلک آئے تھے -
برج - یہی سوچ رہا تھا کہ اب تمھارا پکایا ہوا کھانا پڑے گا - اسی رنج سے آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے -
برمھ - ساگر کو بلا دوں کہ آ کر پکایا کرے - تب تو کھائے گا -
برج - اس میں کیا شک - ساگر تو روز یہی کھانا پکاتی تھی - کیا تم کسی دن اس کے کھیلنے والے گھر میں نہیں گئیں - دھول کی خشک ترکاری کیچڑ کا حلوا - شوربہ دار اینٹ - ایک دن تم کھا کر دیکھ لو - تب مجھ سے کھانے کے لیئے کہنا -
برمھ - پربھل آ کر پکایا کرے -
جس طرح اندھیری رات میں کوئی شخص چراغ ہاتھ میں لیئے راستے راستے چلا جاتا ہے اور راستے کے ادھر ادھر جس مکان پر چراغ کی روشنی پڑتی اس پر فوراً رونق آ گئی اور پھر چشم زدن میں اندھیرا چھا گیا پربھل کے نام سے وہی حالت برجیشر کے چہرے کی ہو گئی -
برجیشر نے جواب دیا - "وہ تو چماری ہے"
برمھ - چماری کیوں ہے - سبھی جانتے ہیں کہ وہ بات غلط ہے تمھارے باپ بھائی برادری سے ڈرتے ہیں - مگر بھائی بند کچھ لڑکے سے بڑھ کر نہیں ہو سکتے - کہو تو پھر اس بات کو چھیڑوں -
برج - ہرگز نہیں - میری وجہ سے بھائی بندوں میں میرے باپ کی آنکھ نیچی ہو یہ نہیں ہو سکتا -

اُس روز اور زیادہ باتیں نہ ہوئیں۔ بڑھیا دیدی بھی اس معاملے کو پورے طور پر سمجھ سکی سمجھنا کچھ آسان نہ تھا۔ پرپھل کا حسن بے مثل۔ اول تو اُسکے حسن ہی نے برجیشر کو فریفتہ کرلیا تھا۔ علاوہ اس کے اس ایک رات کی ملاقات میں برجیشر کو یہ بھی معلوم ہوا کہ پرپھل کی سیرت اُس کی صورت سے بھی بدرجہا اچھی ہے۔ اگر ہین تارا کی طرح پرپھل اپنے شوہر کے ساتھ رہتی سہتی تو برجیشر کی یہ پرجوش خواہش تسکین بخش محبت سے بدل جاتی صورت کی محبت جاتی رہتی اور سیرت کی محبت کو قیام ہوجاتا۔ مگر اسکی نوبت ہی نہ آنے پائی۔ پرپھل بجلی کی طرح چمک دکھا کر غائب ہوگئی اسی وجہ سے اس کی محبت نے زور پکڑا۔ بہرحال یہاں تک غنیمت تھا مشکل یہ تھی کہ اُس پر بہت رحم آتا تھا۔ ایسی پری جمال خوش خصال عورت اپنے حقوق سے محروم کی گئی۔ بجائے خاطرداری کے اس کی ذلت ہوئی۔ اُسپر جھوٹا عیب لگایا گیا۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے گھر سے نکال دی گئی۔ اب وہ دانے دانے کو محتاج ہے۔ ممکن ہے کہ فاقے کرتے کرتے اپنی جان گنوائے۔ اُدھر وہ پرزور محبت۔ ادھر یہ بے انتہا رحم۔ دونوں نے پیمانہ لبریز کردیا۔ برجیشر کا دل پرپھل سے بھرا ہوا۔ اور کسی کا وہاں گذر نہ تھا اتنی باتیں اُس بڑھیا کی سمجھ میں نہ آئیں۔

چند دنوں بعد پھول منی کی شہرت دی ہوئی خبر ہرلبھ کے یہاں پہونچی ایسی خبریں ہر زبان پر پہونچ کر ایک نیا رنگ پیدا کر لیتی ہیں۔ وہاں وہ خبر اس طور پر پہونچی کہ پرپھل سرسام کی بیماری میں مرگئی۔ ہاں مرنے کے پیشتر اُس نے اپنی مری ہوئی ماں کو دیکھا تھا۔ برجیشر نے یہ خبر سُنی۔

ہرلبھ نے جب پرپھل کے مرنے کی خبر پائی تو سارے گھر کو نہا ڈالنے کا

کا حکم دیا۔ شرادھ کرنے کی ممانعت کی۔ ہماری کا شرادھ برہمن کیون کرے
نہین تارا بھی نہائی۔ نہانے کے بعد کہنے لگی۔ "ایک باپ تو کٹا۔ اگر
دوسرے کے لیے بھی نہانے کی نوبت آئے تو کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے۔"

چند دنون مین برجیشر سوکھ کے کانٹا ہو گیا۔ اب بستر سے اٹھنے کے قابل
بھی نہ رہا۔ مرض ایسا کچھ نہ تھا۔ ہان کبھی کبھی حرارت آجاتی تھی۔ وید کا علاج
شروع ہوا مگر ع مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی + اب برجیشر
کی جان کے لالے پڑ گئے۔ بچے یا نہ بچے۔

اصل وجہ زیادہ نہ چھپ سکی۔ پہلے برمھ ویدی کو خبر ہوئی تھی۔ اب گنگی
پر بھی سب حال ظاہر ہو گیا۔ عورتین ان باتون کو زیادہ سمجھتی ہین۔ گنگی کو معلوم
ہوتے ہی کرتا کو بھی معلوم ہو گیا۔ اس وقت ہربلبھ کے دل پر برچھی سی لگی۔
رو رو کر کہنے لگا "ہائے۔ ہائے۔ مین نے کیا کیا۔ خود اپنے پاؤن مین کلہاڑی
ماری۔ گنگی نے عہد کیا کہ "اگر لڑکا نہ بچا تو مین زہر کھا لون گی"۔ ہربلبھ
نے عہد کیا کہ "اگر اب کی ایشر برجیشر کو اچھا کر دے تو مین آیندہ کوئی کام
لڑکے کی مرضی بغیر نہ کرونگا۔"

برجیشر بچ گیا۔ رفتہ رفتہ مرض کم ہوا۔ چند دنون بعد اٹھنے بیٹھنے لگا۔
ایک روز ہربلبھ اپنے باپ کا شرادھ کرتا تھا۔ برجیشر بھی وہان موجود تھا۔
شرادھ کے وقت پروہت نے یہ اشلوک پڑھایا

पिता स्वर्गः पिता धर्म्मःपिताहि परमस्तप:
पितरि प्रीति मापन्ने प्रीयन्ते सर्व्व देवता:

ترجمہ { باپ بہشت ہے۔ باپ ایمان ہے۔ باپ بڑی عبادت ہے
باپ سے عقیدت ہونے مین سب دیوتا خوش ہوتے ہین }

برجیشر نے اس اشلوک کو یاد کرلیا۔ جب کبھی پرپھل کی یاد میں روتا آتا تو وہ اپنے دل کو سمجھانے کے لئے یہی اشلوک پڑھا کرتا تھا۔ وہ اسی طور پر پرپھل کو بھول جانے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کے باپ کی بدسلوکی نے پرپھل کی جان لی۔ مگر وہ بدستور اپنے باپ کا مطیع بنا رہا۔

پندرھواں باب

پرپھل کی تعلیم شروع ہوئی نیشی نے کچھ راجہ کے گھر میں اور کچھ بھوانی پاٹھک کے پاس رہ کر لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ شروع کی کتابیں اس نے پرپھل کو پڑھائیں۔ اس کے بعد بھوانی پاٹھک نے خود تعلیم دینا شروع کیا۔ پہلے سنسکرت کے قواعد کی کتاب پڑھائی۔ دو چار روز پڑھانے کے بعد بھوانی پاٹھک کو سخت حیرت ہوئی۔ پرپھل بلا کی ذہین تھی۔ پڑھنے کا شوق بھی بے انتہا تھا۔ ادھر پڑھا۔ ادھر یاد ہوگیا۔ اس کی محنت دیکھ کر نیشی کو تعجب ہوتا تھا۔ پرپھل کا کھانا پینا سونا برائے نام تھا۔ دھیان ہر وقت سبق ہی میں رہتا تھا۔ نیشی سمجھ گئی کہ پرپھل "دونوں نئی باتوں" کو بھولنے کے لئے رات دن پڑھنے میں مشغول رہ کر اپنے جی کو دوسری جانب متوجہ کرتی ہے۔

چند مہینوں میں قواعد کی کتاب ختم ہوگئی۔ اسکے بعد "دو بھسٹ کاد" پر عبور ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اچھے اچھے شاعروں کی کتابیں پڑھ لیں۔ اسوقت بھوانی پاٹھک نے فلسفہ۔ ویدانت اور شاستروں کی کتابیں پڑھائیں آخر میں جوگ شاستر کی تعلیم دی۔ خاص کر بھگوت گیتا بہت اچھی طرح سمجھائی

پانچ برس میں تعلیم ختم ہو گئی۔

روز مرہ کے کاموں میں بھی پرپھل ہوشیار ہو گئی۔ گو براکی ماں سوا بازار جانے کے اور کچھ کام نہ کرتی تھی۔ نشی سے بھی بہت مدد نہ ملتی تھی۔ خواہ مخواہ پرپھل کو سب کام کرنا پڑتا تھا۔ اس میں اُسے تکلیف بھی نہ تھی۔ ماں کے گھر میں بھی سب کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا۔

پہلے سال اس کے کھانے کے لیئے بھوانی پاٹھک نے موٹے چاول نمک گھی اور کچا کیلا تجویز کیا۔ ان چیزوں کے سوا اور کوئی چیز کھانے کو نہ ملتی تھی۔ نشی کے لیئے بھی یہی غذا تھی۔ پرپھل کو اس غذا سے کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ ماں کے گھر میں اکثر اوقات اتنی چیزیں بھی میسر نہ آتی تھیں۔ ہاں ایک امر میں پرپھل بھوانی پاٹھک کے حکم کے خلاف کام کرتی تھی۔ ایکادشی[1] کے روز مچھلی ضرور کھاتی تھی۔ اگر اس روز گوبراکی ماں بازار سے مچھلی نہ لاتی تو پرپھل خود چھوٹا سا جال لیکر کسی نہ کسی تالاب سے مچھلی ضرور پکڑ لاتی۔

دوسرے سال نشی کا کھانا بدستور رہا۔ مگر پرپھل کو صرف چاول نمک اور مرچ کھانے کی اجازت ملی۔ اس کو اس میں بھی کچھ عذر نہ ہوا۔

تیسرے سال نشی کو حکم ہوا کہ دودھ۔ سندیش۔ گھی۔ مکھن۔ کھیر۔ بالائی۔ پھل۔ غلہ۔ ترکاریاں وغیرہ اچھی اچھی چیزیں کھایا کرے۔ مگر پرپھل کے لیئے صرف وہی چاول۔ نمک اور مرچ۔ یہ بھی حکم تھا کہ دونوں ایک جگہ بیٹھ کر کھایا کریں۔ کھاتے وقت نشی اور پرپھل دونوں ایک جگہ بیٹھتیں اور ہنس ہنس کر کھایا کرتی تھیں۔ اس امتحان میں بھی پرپھل کامیاب ہوئی۔

---

[1] ہندو بیوائیں ایکادشی کے روز بالکل بے آب و دانہ رہتی ہیں۔ اس روز مچھلی کھانا سہاگن ہونے کی نشانی تھی۔

چوتھے سال پرچھل کو کسی قدر مزیدار کھانا کھانے کے لیئے اجازت ہوئی پرچھل نے وہی کھانا کھایا۔
پانچوین سال اجازت ہوئی کہ جس چیز کو جی چاہے وہ کھائے۔ پرچھل نے پہلے سال کے مطابق غذا کھائی۔
اسی طرح سونے۔ نہانے۔ پہننے وغیرہ کی ہدایتین بھوانی پاٹھک نے دین اور پرچھل اُن پر کاربند ہوئی۔
پہننے کے لیے پہلے سال چار دھوتیان۔ دوسرے سال دو دھوتیان۔ تیسرے سال گرمیون کے لیئے ایک گاڑھے کی دھوتی اور جاڑون کے لیے ڈھاکہ کے ململ کی ایک دھوتی۔ نہاکر آدھی دھوتی پہنے رہتی اور آدھی کو سکھا لیتی تھی۔ چوتھے سال شانتی پور کی خوشنما دھوتیان جن کے کنارون پر بیل بوٹے بنے ہوئے تھے۔ پرچھل اُن بیل بوٹے والے کنارون کو پھاڑ کر پھینک دیتی تھی اور باقی کپڑا پہنتی تھی۔ پانچوین سال جو جی چاہے پہنے۔ پرچھل نے موٹے گاڑھے کی دھوتی کا استعمال پسند کیا۔
بالون کے بارے مین بھی اسی طور پر انتظام ہوا۔ پہلے سال تیل لگانے کی ممانعت تھی۔ یون ہی سوکھے بال باندھ لیئے جائین۔ دوسرے سال بالون کے باندھنے کی بھی ممانعت ہوئی۔ رات دن پریشان بال رہتے تھے۔ تیسرے سال سارے سر کے بال منڈوا دئے گئے۔ چوتھے سال نئے بال نکلے اور اُن مین تیل لگانے کی اجازت ملی۔ پانچوین سال حکم ہوا کہ جس طور پر جی چاہے بال رکھو۔ مگر پانچوین برس پرچھل نے بالون مین کبھی ہاتھ تک نہ لگایا۔
پہلے سال روئی کی توشک اور روئی کے تکیے استعمال کرنے کو ملے۔ دوسرے سال پیال کا تکیہ اور پیال ہی کا بچھونا۔ تیسرے سال خالی زمین پر سونا۔

چوتھے سال نہایت ملائم بستر۔ پانچوین سال جس بستر کی خوشی ہو آپ سو سوئے مگر پرپھل پانچوین سال جہان پاتی وہین پڑ رہتی۔
پہلے سال تین گھڑی سونا۔ دوسرے سال دو گھڑی۔ تیسرے سال ہر تیسرے روز رات بھر جاگنا۔ چوتھے سال جب نیند آوے سو رہے۔ پانچوین سال جیسی خوشی ہو مگر پرپھل رات رات بھر جاگ کر پڑھتی یا کتابین نقل کرتی تھی۔
پرپھل نے اس کی کوشش بھی کی کہ آندھی۔ پانی۔ سردی۔ گرمی کا اثر اُس پر نہ ہو۔ بھوانی پاٹھک نے ایک اور بات کے لیئے بھی حکم دیا تھا۔ اُس کو بیان کرتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے۔ مگر بغیر بیان کیئے ہوئے قصہ نامکمل رہا جاتا ہے۔ دوسرے سال بھوانی نے کہا "پچھ تھوڑا بہت کشتی لڑنا بھی سیکھنا پڑے گا"۔ پرپھل نے شرم سے گردن جھکالی پھر جواب دیا۔ "آپ جو حکم دینگے مین سیکھون گی۔ مگر یہ تو مجھ سے نہ ہوگا"۔
بھوانی۔ یہ تو ضرور سیکھنا ہوگا۔
پرپھل۔ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ عورتون کو کشتی سے کیا مطلب۔
بھوانی۔ خواہشات نفسانی پر غالب ہونے کے لیے ضروری ہے۔ کمزور جسم نفسانی خواہشون پر غالب نہین ہوسکتا۔
پرپھل۔ مجھے کشتی سکھائے گا کون۔ مردون سے تو مین کشتی نہ سیکھ سکونگی۔
بھوانی۔ نشی سکھلائیگی۔ کنجڑون کے ساتھ رہ کر اُس نے سیکھا ہے۔ یہ سب باتین سوچ سمجھ کر مین نے نشی کو تمھارے پاس بھیجا ہے۔
پرپھل نے چار سال برابر کشتی لڑنا سیکھا۔
پہلے سال نہ کوئی مرد پرپھل کے مکان مین آسکتا تھا اور نہ پرپھل گھر کے

باہر کسی مرد سے بات کر سکتی تھی۔ دوسرے سال مرد سے بات کرنے کی ممانعت ہٹا دی گئی۔ مگر پرپھل کے مکان میں کسی مرد کو آنے کی اجازت نہ تھی۔
تیسرے سال جب پرپھل نے سر مونڈایا تو بھوانی پاٹھک چند خاص پڑھے لکھے مردوں کو اپنے ساتھ لیکر اُس کے مکان پر آیا کرتا تھا۔ پرپھل سر جھکائے اُن سے شاستر کی باتیں کرتی تھی۔ چوتھے سال بھوانی پاٹھک اپنے ہمراہیوں میں سے منتخب شخصیت اپنے ساتھ لاتا اور پرپھل سے اپنے سامنے کشتی لڑواتا۔ پانچویں سال کوئی ممانعت نہ رہی۔ ضرورت کے وقت پرپھل مردوں سے بات چیت کرتی تھی۔ بے ضرورت بات بھی نہ کرتی تھی اُن سے باتیں کرتے وقت اُن کو اپنا لڑکا سمجھتی تھی۔
پانچ برس میں تعلیم پوری ہوگئی۔ پانچ برس تک بھوانی پاٹھک نے کوشش کی کہ پرپھل ایشر کی عبادت کے قابل ہو جائے۔
ایکادشی کے روز مچھلی کھانے کے علاوہ ایک اور بات سے بھی پرپھل نے بھوانی پاٹھک کو لاعلم رکھا۔ یعنی اُس نے اپنا پورا حال کبھی نہ بتلایا بھوانی پاٹھک نے پوچھا بھی مگر کچھ حال نہ معلوم ہوا۔

سولھواں باب

پانچ سال کی تعلیم کے بعد بھوانی پاٹھک نے پرپھل سے کہا۔ دو یا پنچ سال ہوئے تمھاری تعلیم شروع ہوئی تھی۔ آج تعلیم ختم ہوئی۔ اب تم اپنی دولت کو جس طور پر چاہو خرچ

کرو ہین منع نہ کرونگا - ہین صلاح دون گا۔ تمھارا جی چاہے تو ماننا - ہین اب تمھارے کھانے پینے کی بھی فکر نہ کرون گا۔ تم خود اپنا انتظام کرلینا - دو چار باتین اور کہتا ہین - وہ باتین ہین نے اکثر کہی ہین - اب پھر کہے دیتا ہون اچھا یہ بتاؤ کہ اب تم کس راستے پر چلوگی؟"

پرپھل - ہین کرم (کام) کرونگی - ہین دھیان کے قابل نہین ہون -

بھوانی - بہت اچھا - بہت اچھا - ہین یہ بات سنکر بہت خوش ہوا - مگر خیال رہے کہ جو کام کرنا وہ اس طور پر کرنا کہ گویا تم کچھ نہین ہو - یاد ہے بھگوان نے فرمایا ہے -

तस्माद सक्तः सततं कार्यं कर्म समाचार ।

असक्तो ह्याचार न्कर्म परमा न्योतिपूरुषः ॥

ترجمہ (پس بے کوشش تو برابر وہ کام کر جو تیرا فرض ہے کیونکہ بے کوشش کام کرنے سے انسان سب سے اعلی شئے کو پاتا ہے) بے کوشش وہی شخص کام کرسکتا ہے جو نفس پرست نہ ہو اور جسکو ذرا بھی انانیت چھو نہ گئی ہو - اگر کوئی شخص یہ خیال کرے کہ ہین کچھ ہون - وہ شخص بے کوشش کام نہین کرسکتا - بھگوان کا قول ہے -

प्रकृतेः क्रियमाणानि गुणैः कर्माणि सर्वशः

अहंकार विमूढात्मा कर्ताहमिति मन्यते ॥

ترجمہ (قانون قدرت کے اثر سے سب افعال کئے جاتے ہین)

انانیت سے جاہل ہو کر انسان یہ خیال کرتا ہے کہ "میں کرتا ہوں"
کوئی کام کرو۔ مگر یہ خیال نہ کرنا کہ وہ کام تمھاری قابلیت سے ہوا
یہ بھی یاد رہے کہ ہر کام کے پھل کو شری کرشن (دیوتا) کا چڑھاوا خیال کرنا۔ بھگوان کا قول ہے۔

यत्करोषि यदश्नासि युज्जुहोषि ददासि यत
यत्तपस्यसि कौन्तेय तत्कुरुष्व मदर्पणम् ॥

ترجمہ (اے ارجن۔ جو کچھ تو کرتا ہے۔ جو کچھ تو کھاتا ہے۔ جو کچھ تو چڑھاوا دیتا ہے۔ جو کچھ تو خیرات کرتا ہے۔ جو کچھ تو عبادت کرتا ہے۔ وہ سب میرے لیے چڑھاوا خیال کر۔)
اچھا۔ بیٹی۔ اب بتاؤ کہ یہ سب خزانے لے کر تم کیا کرو گی۔
پھل۔ میں نے اپنے سب کاموں کو شری کرشن کا چڑھاوا قرار دیدیا۔ یہ دولت بھی انھیں کا چڑھاوا ہے۔
بھوانی۔ سب؟
پھل۔ سب!
بھوانی۔ تو تمھارے سب کام بے لوث ہوں گے۔ ہاں۔ یہ تو بتاؤ کہ یہ دولت شری کرشن تک کیونکر پہونچے گی۔
پھل۔ میں نے سیکھا ہے کہ وہ ہر چیز میں ہیں۔ میں ہر شخص کے کام کے لیے اس دولت کو صرف کروں گی۔
بھوانی۔ بہت ٹھیک۔ بہت ٹھیک۔ خود بھگوان نے فرمایا ہے۔

योमां पश्यति सर्बत्र सर्ब चमयि पश्यति।
तस्याहं नप्रराा श्यामि सच मेन प्रराा श्यति॥
सर्वभूतस्थिन योमां भजत्येकत्व मास्थितः
सर्व थावर्तमानो ऽपि स योग मयि वर्तत ॥
आत्मौपम्येन सर्वत्र समं पश्यति योऽर्जुन
सुखंवाय दिवा दुःखंस योगी परमो मतः॥

ترجمہ جو مجھکو ہر شے مین دیکھتا ہے اور ہر شے کو مجھ مین دیکھتا ہے اُس کو مین کبھی علیحدہ نہین کرتا اور نہ وہ مجھ سے علیحدہ ہوگا - جو شخص کوئی فرق نہ سمجھ کر مجھ کو ہر شے مین موجود جان کر پوجتا ہے وہی جوگی مجھ مین ملتا ہے گو اُس کا وجود کسی حالت مین ہو - اے ارجن - جو اپنی طرح ہر شے کو یکسان دیکھتا ہے - چاہے اُس شے سے سکھ ہو یا دکھ ہو - وہی پکا جوگی خیال کیا جاتا ہے -

مگر اس قسم کے کامون مین تکلیف ہوتی ہے - تم اُس تکلیف کو گوارا کر سکو گی -

پرکھیل - آخر اتنے دنون مین نے سیکھا کیا ہے -

بھوانی - مین اُس قسم کی تکلیف کا ذکر نہین کرتا - بات یہ ہے کہ کبھی کبھی پیشہ ورون کی طرح نمایش کی حاجت ہوگی - کچھ عمدہ عمدہ پوشاکون اور کچھ زیبایش کی چیزون کی ضرورت پڑے گی - ان باتون مین بڑی تکلیف ہوتی ہے - اسکو برداشت کروگی -

پرپھل ۔ یہ پتا نہین سمجھی ۔
بھوانی ۔ تم سے مین کہہ چکا ہون کہ مین ڈکیتی کرتا ہون ۔
پرپھل ۔ میرے پاس جو دولت شری کرشن کی ہے اُس کا کچھ حصہ آپ لے لیجیئے اور نے کرد ھرم کے کام کیجیئے ۔ خراب کام سے اب باز آئیے ۔
بھوانی ۔ دولت سے مجھے کچھ واسطہ نہین ۔ میرے پاس دولت ہے بھی کافی ۔ مین دولت کے لیئے ڈکیتی نہین کرتا ۔
پرپھل ۔ تو پھر کس لئے ۔
بھوانی ۔ مین راجہ کا کام کرتا ہون ۔
پرپھل ۔ ڈکیتی مین راجگی کیسی ۔
بھوانی ۔ جس کے اختیار مین مجرم کو سزا دینا ہو وہی راجہ ہے ۔ اس ملک مین کوئی راجہ نہین ہے ۔ مسلمان مٹ گئے ۔ انگریز اپنا عمل دخل کر رہے ہین ۔ مگر وہ راجہ کا کام نہ کر سکتے ہین نہ کرتے ہین ۔ اس لیئے مین اچھون کو مدد اور بدکارون کو سزا دیتا ہون ۔
پرپھل ۔ ڈکیتی کرکے ۔
بھوانی ۔ سنو ۔ مین سمجھائے دیتا ہون ۔
بھوانی پاٹھک نے بیان کرنا اور پرپھل نے سننا شروع کیا ۔ بھوانی پاٹھک نے نہایت خوش بیانی کے ساتھ ملک کی خراب حالت کا چربا اوتارا زمینداروں پر جو مصیبتین گذرتی تھین اُن کو نہایت دردناک طریقے سے بیان کیا ۔ کچہری کے لوگ باقیدارون کا گھر بار لوٹ لیتے ہین دفینہ کی تلاش مین گھرون کو مسمار کرکے کھود ڈالتے ہین ۔ اگر روپیہ مل گیا تو

ایک کی جگہ ہزار لے جاتے ہین - اگر نہ ملا تو مارتے باندھتے ہین - قید
کرتے ہین - جسم کو کاٹتے ہین - جلاتے ہین - گھر پھونک دیتے ہین -
جان سے مار ڈالتے ہین - مورتیون کو سنگاسن سے اٹھا کر پھینک دیتے ہین
بچون کی ٹانگین پکڑ کر چیر ڈالین - جوانون کو کھمون کے نیچے دبا کر
بوڑھون کے آنکھون مین چیونٹیان چھوڑ دین - ناک مین زہر بھر کر رسے
باندھ دئے - جوان عورتون کو کچہری مین لے جا کر سب کے سامنے ننگا کھڑا
کرتے ہین - چھاتیان کاٹ کر پھینک دیتے ہین - کوئی کسر اٹھا نہین رکھتے
ان واقعات کو بھوانی پاٹھک نے پرانے شاعرون کی طرح نہایت
پرجوش الفاظ مین بیان کیا اور کہنے لگا - وہ ان ظالمون کو سزا دینے والا
مین ہون - غریب اور کمزور کی حفاظت مین کرتا ہون - مین یہ کام کیونکر
کرتا ہون تم دو روز ساتھ چلکر دیکھ لینا -

رعایا کی مصیبتون کا حال سنکر پرپھل کا دل پگھل گیا - اُسنے بھوانی پاٹھک
کو صد آفرین کہہ کر جواب دیا "مین ساتھ چلون گی - کچھ روپیہ بھی ساتھ
لے لون گی کہ وہان مصیبت زدون کو تقسیم کر دون"

بھوانی - یہی مین کہتا تھا کہ اس کام کے لئے کسی قدر نمایش کی
ضرورت ہے - اگر میرے ساتھ چلنا ہے تو ٹھاٹھ کرکے جانا ہوگا -
فقیرانہ لباس مین یہ کام پورا نہ ہوگا -

پرپھل - مین نے اپنے کامون کو شری کرشن پر حصر کر دیا ہے جو
کام ہوگا وہ اُن کا ہوگا میرا نہ ہوگا - اس کام کے لئے جو ضرورت
ہوگی کرون گی -

بھوانی پاٹھک کا منشا پورا ہوگیا - جب وہ اپنے ہمراہیون کو لیکر

ڈکیتی کرنے چلا تو پرپھل بھی کچھ روپیہ لے کر ساتھ ہو لی۔ نشی بھی اُسکے ہمراہ گئی۔

بھوانی پاٹھک کا جو کچھ منشا ہو بہر حال اُس کو ایک تیز آلے کی ضرورت تھی۔ اُس نے پرپھل کو پانچ برس سان پر چڑھایا اور اُس کو نہایت تیز آلہ بنا کر اپنے ساتھ لیا۔ اگر کوئی مرد ہوتا تو اچھا ہی تھا۔ مگر پرپھل کی سی قابلیت کا مرد ملتا کہاں ہے۔ علاوہ برین اس قدر دولت کسی مرد کے پاس نہ تھی۔ دولت کی دھار بہت تیز ہوتی ہے۔ باین ہمہ بھوانی پاٹھک سے ایک بڑی غلطی ہوئی۔ ایکادشی کے روز پرپھل زبردستی مچھلی کھاتی تھی اگر وہ اس معاملہ کی چھان بین اچھی طرح کر لیتا تو اچھا ہوتا۔ بہر حال اب ہم پرپھل کو اور پانچ برس بیلیے نجر مستی ہین چھوڑے دیتے ہین۔ اب تک اور طرح کی تعلیم ہوئی اب پانچ برس تک دنیا مین کام (کرم) کرنے کی تعلیم ہو۔

دوسرا حصّہ

پہلا باب

پانچ اور پانچ دس برس گذر گئے۔ جس روز ہرلیجہ نے پریل کو چماری کی بیٹی کہہ کر نکال دیا تھا اُس روز کو دس برس ہو گئے۔ یہ دس سال ہرلیجہ کو بہت اچھے نہ کٹے ملک کی خراب حالت کا ذکر پیشتر ہی ہو چکا ہے۔ ادھر دیبی سنگھ ٹھیکہ دار کی بدعت اُدھر ڈاکوؤں کا ظلم۔ ایک مرتبہ ہرلیجہ کے علاقہ سے روپیہ آرہا تھا۔ ڈاکوؤں نے اسکو لوٹ لیا نتیجہ یہ ہوا کہ دیبی سنگھ کی قسط ادا نہ ہوئی۔ اُس نے ہرلیجہ کے علاقے کا ایک جزو سول لنگر قسط میں روپیہ مجرا لیا۔ دیبی سنگھ کی خریداری بھی انوکھی تھی۔ وارن ہیسٹنگز کی عنایت سے سب سرکاری عمال دیبی سنگھ کے تابعدار تھے۔ وہ جو چاہتا تھا وہی ہوتا تھا۔ ہرلیجہ کا دس ہزار کی مالیت کا علاقہ دیبی سنگھ نے ڈھائی سو میں خریدا۔ اتنے روپے میں بقایا کیونکر ادا ہوتی۔ رفتہ رفتہ بقایا بڑھ گئی۔ دیبی سنگھ نے روپیہ کے لیے بڑی سختی کی۔ قید کے خوف سے ہرلیجہ نے اپنے علاقے کا ایک جزو رہن رکھکر دیبی سنگھ کی بقایا بیباق کر دی۔ اس کے بعد

سے آمدنی کم ہو گئی - مگر ہربلبھ کا خرچ بدستور رہا - پرانی وضع چھوٹ نہین سکتی
ہر شخص کی ایک نہ ایک روز یہ حالت ہوتی ہے - جب لکشمی (دولت کی دیوی)
آکر کہتی ہے کہ "یا تو اگلی چال ڈھال چھوڑو یا مجھ سے دست بردار ہو"
اس وقت بہت سے لوگ یہی جواب دیتے ہین - "ہان - تم سے دست بردار
ہوتا ہون مگر اگلا چلن نہین چھوٹ سکتا" - ہربلبھ بھی انھین لوگون مین تھا -
پوجا پاٹ - دان دان - کریاکرم - لینا دینا - لڑائی جھگڑا - مار دھاڑ سب باتین
بدستور سابق جاری رہین - چونکہ ایک مرتبہ ڈاکوؤن نے آمدنی لوٹ لی تھی
اس لیے سپاہیون کی تعداد بہ نسبت سابق اور زیادہ ہو گئی - خرچ پورا نہین
پڑتا - سرکاری مالگذاری کی ہر قسط باقی رہنے لگی - رفتہ رفتہ بڑی بھاری رقم
ہو گئی - اب اس حالت مین کوئی قرض بھی نہین دیتا -
دیبی سنگھ کے کوئی پچاس ہزار روپئے ہربلبھ کے ذمہ باقی ہین -
روپیہ ادا ہونے کی کوئی صورت نہین - نتیجہ یہ ہوا کہ ہربلبھ کی گرفتاری کا
پروانہ جاری ہو گیا -

دوسرا باب

بڑی چہل پہل ہے - برجیشر اپنی سسرال مین آیا ہے - کس سسرال مین
ساگر کے باپ کے گھر - اس زمانہ مین داماد کا آنا کوئی معمولی بات نہ تھی اور
خاص کر برجیشر تو سسرال جاتا ہی نہ تھا - مچھلیان پکڑنے کے لیے ماہی فروشون
پر سخت تاکید ہوئی ہے - بیچارون کو دم لینے کی مہلت نہین ملتی ماہی فروشون

کئی عورتوں نے تالابوں میں گھس گھس کر جال ڈالے یہاں تک کہ تالابوں
کا پانی گندلا ہوگیا۔ مچھلیاں چرانے کے لالچ میں لڑکے مدرسہ چھوڑ چھوڑ کر
بھاگ آئے۔ گوالے بھی دہی۔ دودھ مکھن۔ بالائی وغیرہ کی فرمائش کو پورا
کرنے کے لیے سرگرم ہیں۔ دودھ میں تین سیر پانی ملانے کی جگہ ایک ہی سیر ملایا
اور جب ایک سیر پانی ملانے والے ہوتے تو تین سیر مل گیا۔ کپڑوں کے بیوپاری
گٹھریاں لاتے لاتے تھک گئے۔ خریداروں میں اس کا فیصلہ ہی نہیں ہوتا
ہے کہ کون شخص کس دھوتی اور چادر کو داماد کی نذر کریگا۔

محلہ کی عورتوں میں ایک ہنگامہ برپا ہے۔ جن کے پاس زیور ہے وہ اُسکی
مرمت اور صفائی میں مشغول ہیں۔ جن کے پاس زیور نہیں ہے انھوں نے
نئی چوڑیاں ہی پہن لیں۔ ورنہ داماد کو دیکھنے کیونکر جائیں۔ جن عورتوں
کو باذوق ہونے کا دعوے ہے انھوں نے دو چار نئی ترکیبیں داماد کو چھیڑنے
کے لیے طے کریں۔ جن میں عبارت کا مادہ نہ تھا انھوں نے پرانے دُہرانے
فقرے یاد کر لیے۔

باتوں کا تماشہ بعد کو ہوگا۔ پہلے کھانے کا تماشہ ہونا چاہیئے۔ اسکے
لیے گھر گھر کمیٹیاں مقرر ہو گئیں ہیں۔ داماد کو چھکانے کے لئے طرح طرح کے
مصنوعی کھانے تیار ہو گئے۔

مگر جس کے لیے یہ سب دھوم مچ رہی ہے اُس کا دل خوش نہیں ہے
برجیشر رنگ رلیاں منانے کے لیے سسرال نہیں آیا ہے۔ باپ کی گرفتاری
کے لیے پروانہ جاری ہوگیا ہے۔ بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ کوئی روپیہ
قرض نہیں دیتا۔ سسر روپئے والا ہے۔ اگر چاہے تو قرض دے سکتا ہے
اسی لئے برجیشر اس کے پاس آیا ہے۔

سسر نے کہا۔ "بیٹیا۔ میرا روپیہ پیسہ سب تمھارے ہی لئے ہے تمھارے سوا اور میرا کون ہے۔ مگر وہ روپیہ اسی وقت تک محفوظ ہے جب تک میرے پاس ہے۔ تمھارے باپ کے ہاتھ لگا تو وہ سب اڑا دینگے تم خود اپنے روپیے کو کیوں ضایع کرنا چاہتے ہو"

برجیشر نے جواب دیا۔ "میں روپیہ کا خواستگار نہیں۔ میرا پہلا کام یہ ہے کہ اپنے باپ کو بچاؤں۔"

سسر نے کسی قدر رکھائی سے کہا "اگر تمھارا باپ بچا بھی تو میری بیٹی کو کیا۔ کیا روپیہ کی بدولت میری بیٹی کی تکلیف رفع ہوگی؟ تمھارے باپ کے بچنے سے اس کی تکلیف تو رفع نہ ہوگی"۔

اس سخت جواب کو سُنکر برجیشر کو بہت غصہ آیا۔ کہنے لگا۔

"اچھا تو آپ کی بیٹی روپیہ لئے بیٹھی رہے۔ معلوم ہوا کہ آپ کو داماد سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں جیتے جی اب نہ ملونگا"

دونوں میں سخت سخت باتیں ہوئیں۔ برجیشر نے اپنا اسباب بندھوایا یہ حال سُنکر ساگر کو بڑی بے چینی ہوئی۔

ساگر کی ماں نے داماد کو بلوایا۔ اور بہت کچھ سمجھایا بجھایا۔ مگر داماد کا غصہ کسی طرح کم نہ ہوا۔ اس کے بعد ساگر کی باری آئی۔

علیحدہ ایک کمرے میں ساگر اور برجیشر سے ملاقات ہوئی۔ ساگر نے برجیشر کے قدموں پر گر کر کہا۔ "ایک دن اور ٹھہر جاؤ۔ میں نے تو کوئی قصور کیا نہیں ہے"

برجیشر اس وقت غصہ میں بھرا ہوا تھا۔ اسی غصہ کی حالت میں اپنا پاؤں کھینچ لیا۔ غصہ کے وقت اعضاے بدن کی حرکت تیز ہوجاتی ہے

اور اپنے اختیار میں نہیں رہتی۔ کسی قدر اس حالت کی وجہ سے اور کسی قدر ساگر کی گھبراہٹ سے یہ ہوا کہ پاؤں ہٹاتے وقت زور سے ساگر کے منھ پر لگا۔ ساگر کو یہ خیال گذرا کہ سوامی نے خفا ہو کر اس کے لات ماری۔ ساگر نے پاؤں تو چھوڑ دئے اور بپھری ہوئی ناگن کے پھن کی طرح کھڑی ہو کر کہنے لگی۔

"خوب۔ میرے لات ماری"۔

دراصل پربھاشنکر کا یہ منشا نہ تھا کہ لات مارے۔ اگر وہ یہ کہہ دیتا تو بات وہیں کی وہیں رفع دفع ہو جاتی۔ مگر دل تو اس وقت وہ خود غصہ میں تھا اس پر ساگر کا ناک بھوں چڑھا کر کھڑا ہو جانا۔ غصہ اور بھی تیز ہوا۔ اس نے جواب دیا۔

"لات ماری تو کیا۔ تم بڑے آدمی کی بیٹی سہی مگر پاؤں تو میرا ہے اسی پاؤں کو اس بڑے آدمی نے ایک دن پوجا تھا۔

غصہ میں ساگر کی عقل ٹھکانے نہ تھی۔ کہنے لگی "وہ پاؤں پوجے تو جھک مارا۔ میں اس کا عوض لے لونگی"۔

پربھاشنکر۔ کیا الٹ کر تم بھی لات مارو گی۔

ساگر۔ میں ایسی ذلیل نہیں ہوں۔ لیکن اگر میں برہمن کی بیٹی ہوں تو تم میرے پاؤں ———

ساگر کی بات ختم نہ ہونے پائی تھی کہ پشت پر ایک کھڑکی سے کسی نے کہا "میرے پاؤں خدمتگاروں کی طرح دباؤ گے"۔

ساگر نہ معلوم کیا کہنے والی تھی۔ مگر اس وقت بغیر سوچے سمجھے بغیر مڑ کر دیکھے ہوئے غصہ کے جھونک میں وہی بات کہہ گئی کہ "میرے

پاؤں خدمتگاروں کی طرح دباؤ گے"

پرتیشر کا غصہ اب ساتویں آسمان پر پہنچ گیا۔ کہنے لگا۔

میں بھی وہی بات کہتا ہوں۔ جب تک میں تمہارے پاؤں نہ دباؤں جب تک تمہارا منہ نہ دیکھوں گا۔ اگر میرا یہ عہد ٹوٹ جائے تو میں برہمن نہیں۔"

یہ کہہ کر پرتیشر جھلاہٹ میں اٹھ کر چل دیا۔ ساگر رونے لگی۔ ایک خادمہ اس کمرے میں چپ چاپ آئی۔ ساگر کی یہ حالت دیکھ کر یوں ہی کچھ کام کرنے لگی۔

اس وقت ساگر کو خیال آیا کہ کھڑکی کی طرف سے کون بول اٹھا تھا ساگر نے اس خادمہ سے پوچھا۔ "تو نے کھڑکی سے بات کی تھی"

خادمہ۔ نہیں تو۔

ساگر۔ تو کھڑکی میں کون ہے۔ دیکھ تو۔

ساگر کے اس کہنے کے ساتھ ہی ایک حسین اور شاندار عورت مجسم دیوی کی مورت اس کمرے میں داخل ہوئی اور کہنے لگی "وہ کھڑکی کے پاس میں تھی"

ساگر نے متحیر ہو کر پوچھا۔ "تم کون ہو"

اس عورت نے کہا۔ کیا تم مجھے نہیں پہچانتیں۔

ساگر۔ نہ میں نہیں پہچانتی۔

اس عورت نے کہا "میں دیوی رانی ہوں"

اس خادمہ کے ہاتھ میں گلوریوں کا ڈبا تھا۔ وہ ایسی گھبرائی کہ ہاتھ سے ڈبا چھوٹ پڑا۔ کانپتی ہوئی۔ آن! آن! آن! کہتی ہوئی بیٹھ گئی دیوی رانی نے اس کی طرف مڑ کر کہا۔ "چپ رہ۔ حرامزادی۔ کھڑکی

ہو جاتا" وہ خادمہ تھر تھر کانپتی ہوئی کھڑی ہو گئی۔ ساگر کے بھی جسم میں پسینا آگیا۔ منھ سے آواز نہ نکلی۔ جو نام اس نے سنا تھا اس کو چھوٹا بڑا کون نہیں جانتا تھا۔ وہ نام کس قدر خوفناک تھا۔

مگر تھوڑی ہی دیر بعد ساگر ہنس پڑی۔ یہ دیکھ کر دیوی رانی بھی ہنس دی۔

تیسرا باب

برسات کا موسم۔ چاندنی رات۔ روشنی صاف نہیں۔ کسی قدر میلی ہے۔ برسات کے پانی سے دریا لبالب بھرا ہوا۔ چاند کی کرنیں دریا کی تیز لہروں پر جھلملاتی ہیں۔ کہیں پر دریا نے کنارہ کاٹ دیا ہے وہاں چھوٹی چھوٹی لہروں پر چاند کی روشنی ہے۔ کسی جگہ اُچھلتے ہوئے پانی پر کرنوں کی تڑپ معلوم ہوتی ہے۔ کنارے کے درختوں کی جڑوں تک پانی پہونچ گیا۔ درخت کا سایہ پڑنے سے اس مقام پہ پانی میں بہت اندھیرا ہے۔ اس درخت کے پھل پھول جو ٹوٹ ٹوٹ کر پانی میں گرتے ہیں وہ منجدھار میں پڑ کر بڑی تیزی کے ساتھ بہتے چلے جاتے ہیں کناروں سے ٹکراتے ہوئے پانی کی چھپا چھپ آواز آرہی ہے۔ دریا دھارا سمندر کی تلاش میں بڑے زور و شور سے جا رہا ہے۔

اسی دریا میں ایک کنارے پر ایک بجرا بندھا ہوا ہے۔ بجرے کے قریب ایک بڑے بھاری درخت کا سایہ ہے۔ اس سایہ میں ایک اور

کشتی ہے۔ کشتی کا حال پھر بیان کیا جائے گا۔ پہلے بجرے کی کیفیت کہہ دیجائے۔ بجرا مختلف رنگوں مین رنگا ہوا۔ جا بجا طرح طرح کی تصویرین بنی ہوئین ڈانڈون کے دستے پیتل سے منڈھے ہوئے۔ اس پر چاندی کا پانی پھرا ہوا۔ بجرے کا ایک رخ گھڑیال کے منھ کی طرح بنا ہوا۔ ہر چیز صاف شفاف۔ اعلیٰ درجہ کی بنی ہوئی۔ ملاح لوگ ایک جانب بانس پر پال ڈالے ہوئے اُس کے نیچے سو رہے ہین۔ کسی کے جاگنے کی آہٹ نہین معلوم ہوتی۔ مگر بجرے کی چھت پر ایک انسان ہے۔ انسان ہے کہ خالق کی قدرت کا اعلیٰ نمونہ۔

چھت پر ایک چھوٹا سا قالین بچھا ہوا۔ وہ قالین دو اُنگل موٹا۔ نہایت ہی ملایم۔ طرح طرح کی تصویرین بنی ہوئین۔ اُس قالین پر ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کی عمر کا اندازہ کرنا آسان نہین پچیس برس سے کم کی عمر والی مین ایسا بھرا ہوا گٹھا جسم دیکھنے مین نہین آتا۔ پچیس برس سے زیادہ کی عمر والیون مین اس قیامت کا جوبن نظر نہین آتا۔ عمر جو کچھ ہو مگر وہ عورت تھی قیامت کی حسینہ۔ وہ دبلی نہ تھی۔ مگر اُسکو موٹی کہنا بھی اسکی مذمت ہے جسم نہایت سڈول۔ خوش قطع۔ جسطرح دریا لبالب بھرا ہوتا ہے۔ اسی طرح اُسکے جسم مین حسن بھی لبالب بھرا ہوا ہے۔ معلوم ہوتا تھا کہ جوبن اوچھل پڑیگا مگر وہ چھلکنے نہین پاتا۔ جوبن نچین ہو ہو کر پھٹا پڑتا ہے مگر وہ جوبن والی عورت اپنے ضبط سے اس کو روکے ہوئے ہے۔ دریائے حسن بھرپور ہے مگر موجین نہین ہین۔ پانی تو چنچل ہے مگر دریا کو جنبش نہین۔ اس عورت کے چہرے پر سکون۔ سنجیدگی۔ ملائمت اور انبساط خاطر کے آثار نمایان تھے۔ پوشاک بھی نفیس تھی۔ اس زمانہ مین ڈھاکے کی ساری کی لوگ اتنی قدر نہین

کرنے مگر اُس زمانے مین اُس کی بڑی قدر تھی - وہ عورت ڈھاکے کی
مہین ساری پہنے تھی - اُس مین زری کی بوٹیان بنی ہوئی تھین ساری
کے نیچے ایک کرتی جس مین بیش بہا چمکدار جواہرات ٹنکے ہوئے - از سرتا پا
جواہرات مین غرق - جس طرح دریا پر کرنون کی چمک تھی - اسیطرح اسکی
پوشاک پر بھی کرنون کی تڑپ تھی - جس طرح دریا کے کنارے درخت کا
سایہ - اُسی طرح اُس کے کالے گھونگروالے بال پیٹھ اور شانون
پر بکھرے ہوے - بالون کی خوشبو سے ہوا معنبر - سر پہ بالون سے لپٹا
ہوا ایک جوہی کے پھولون کا ہار -

وہ حسینہ چھت پر بیٹھی ہوئی بین بجا رہی تھی - چاند کی کرنون کی رنگت
سے اُسکا رنگ مل گیا تھا - بین کی شیرین آواز بھی اسی رنگ مین مل جلکر
لطف دے رہی تھی - چاند کی کرن پانی پر اور چاند کی روشنی اُس حسینہ
کے زیور پر کھیلتی تھی - اسی طرح بین کی خوش آیند صدا جنگلی پھولون اور
کنول کی خوشبو سے بسی ہوئی ہوا مین کھیلتی تھی - جھم جھم - چھن چھن -
جھنن جھنن جھنن جھنن - دم دم - دِرم دِرم کرکے بین مین کیا بج رہا تھا
وہ ہم نہین کہہ سکتے - بین کبھی روتی - کبھی جھڑکتی - کبھی ناچتی - کبھی خاطر کرتی
کبھی چلا اُٹھتی - اور کبھی کھل کھل ہنستی تھی - جھنجھوٹی - کھماج اور سندھ کتنی
میٹھی راگنیان بجین - کیدار - ہمیر - بہاگ - کتنی بجین - راگنیان بجاین -
کانڑا - شہانہ - بانگیشری کتنی دھوم دھامی راگنیان بجین - آواز پھولون کے ہار
کی طرح دریا کے شور کی لہر مین بہتی ہوئی چلی گئی - اُسکے بعد دو ایک پردے
اُتارے چڑھائے گئے اور تارون سے کئی مرتبہ ٹن ٹن کی آواز آئی اُس حسینہ
کے کان کے بالون پتون کو جنبش ہوئی - پیشانی کی لٹین ہلنے لگین - اور

بین مین نٹ راگنی بجنے لگی۔ اس وقت جو لوگ ہال کے نیچے چپ چاپ پڑے ہوئے تھے اُن میں سے ایک شخص اُٹھ کر اُس حسینہ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔

اس آدمی کا گٹھا ہوا مضبوط بدن۔ چہرے پر جھائیں۔ گلے میں جنیو۔ اُس نے قریب آ کر پوچھا۔ "کیوں۔ کیا ہوا؟"

اُس حسینہ نے جواب دیا "کیا ابھی تک دیکھا نہیں؟"

اُس مرد نے کہا "کچھ بھی نہیں دیکھا۔ آتا کون ہے؟"

قالین پر ایک چھوٹی سی دوربین پڑی تھی۔ اُس زمانے میں پہلے پہل دوربینیں ہندوستان میں آئی تھیں۔ اُس حسینہ نے وہ دوربین اس شخص کے ہاتھ میں دیدی۔ منھ سے کچھ نہ کہا۔ اُس نے دوربین سے گرد دریا میں چاروں طرف دیکھا۔ دریا کی ایک جانب ایک بجرا نظر پڑا۔

"ہاں دیکھا۔ ندی کے موڑ پر یہ کیا؟"

جواب۔ "اس ندی میں آج کل اور کسی بجرے کے آنے کی خبر نہیں ملی۔" وہ شخص پھر دوربین لگا کر دیکھنے لگا۔

اس حسینہ نے بین بجاتے بجاتے کہا۔

"رنگ راج!"

رنگ راج نے جواب دیا "ارشاد!"

حسینہ۔ دیکھتے کیا ہو؟

رنگ راج۔ یہ دیکھتا ہوں کہ کتنے آدمی ہیں۔

حسینہ۔ کتنے آدمی ہیں؟

رنگ راج۔ ٹھیک پتہ نہیں چلتا۔ زیادہ آدمی نہیں ہیں۔ کشتی کھول دوں؟

حسینہ۔ کھول دو۔ چپ چاپ اندھیرے اندھیرے چلے جاؤ۔ اُسوقت رنگ راج نے پکار کر کہا "کشتی کھول دو"۔

چوتھا باب

پیشتر ذکر ہو چکا ہے کہ بجرے کے قریب درخت کے سایے میں ایک اور کشتی چھپی ہوئی موجود تھی۔ وہ کشتی کوئی ساٹھ ہاتھ لمبی تھی مگر چوڑائی تین ہاتھ سے زیادہ نہ تھی۔ اُس پر کوئی پچاس آدمی پڑے ہوئے تھے۔ رنگ راج کی آواز سنتے ہی سب کے سب اُٹھ بیٹھے ایک ایک بلم اور ایک ایک چھوٹی ڈھال نکال کر سب نے اپنے پاس رکھ لی۔ اور ایک ایک ڈانڈ ہاتھ میں لیکر سب بیٹھ گئے۔

اُن لوگوں نے چپکے سے کشتی کو کھولا اور بجرے کے پاس جا کر لگا دی۔ وہاں رنگ راج پانچوں ہتھیاروں سے مسلح اس کشتی پر آ کر سوار ہوا۔ اُس حسینہ نے پکار کر رنگ راج سے کہا۔

"پہلے جو میں کہہ چکی ہوں اُن باتوں کا خیال رہے"۔

"مجھے خیال ہے" کہہ کر رنگ راج نے ملاحوں کو اشارہ کیا۔ وہ لوگ چپ چاپ کشتی کو دریا کے کنارے لے چلے جو بجرے کو دور ہی سے دیکھا تھا وہ دھارے پر تیزی کے ساتھ آ رہا تھا کشتی کو جست دور جاتا نہ پڑا جیسے ہی بجرا قریب آیا وہ کشتی تیر کی طرح اُس طرف دوڑی پچاس ڈانڈ چل رہے تھے مگر آواز ندارد۔

اس بجرے کی چھت پر آٹھ ہندوستانی چوکیدار تھے۔ اگر اتنے آدمی ساتھ نہ ہوتے تو اس زمانہ میں کسی کی ہمت نہ پڑتی کہ رات کو دریا میں سفر کرتا آٹھ چوکیداروں میں دو چوکیدار ہتھیار لگائے لال پگڑی باندھے چھت پر بیٹھے تھے۔ اور باقی چھ چوکیدار جنوبی خوشگوار ہوا اور چاندنی کی روشنی میں میٹھی نیند سو رہے تھے۔ جو پہرے پر تھے اُن میں ایک شخص نے دیکھا کہ کشتی بجرے کی طرف آ رہی ہے۔

اُس نے دستور کے مطابق پکار کر کہا۔

"کشتی الگ رکھو"

رنگ راج نے جواب دیا "تجھے ضرورت ہو تو الگ رکھ"

پہرے والے نے دیکھا کہ معاملہ بےڈھب ہے۔ خوف دلانے کی غرض سے بندوق لیکر ایک خالی فیر کی۔ رنگ راج سمجھ گیا ہنسکر کہنے لگا پانڈے ٹھاکر۔ ایک چھرا بھی نہیں اودھار لے لو"

یہ کہتے کہتے رنگ راج نے اس پہرے والے کے سر کی طرف تاک کر بندوق تان لی۔ پھر بندوق نیچی کر کے کہنے لگا "میں ابھی تمہاری جان نہ لوں گا اس مرتبہ تمہاری لال پگڑی اوڑاؤں گا" یہ کہکر رنگ راج نے بندوق رکھدی تیر کمان لیکر زور سے ایک تیر مارا پہرے والے کے سر سے پگڑی اُڑ گئی۔

پہرے والا۔ "رام رام" کہنے لگا۔

بات کی بات میں کشتی بجرے کے برابر آ گئی۔ کشتی سے دس بارہ مسلح آدمی اُس بجرے پر پہونچ گئے۔ بندوق کی آواز ہونے پر وہ چھ چوکیدار جو سو رہے تھے جاگ پڑے مگر نیند کے خمار میں ہتھیار ڈھونڈھنے میں دیر لگی

ادھر حملہ کرنے والون نے چشم زدن مین وہان پہونچ کر اُنکے ہاتھ پاؤن باندھ دئے دو شخص جو پہلے سے جاگ رہے تھے اُنھون نے مقابلہ کیا۔ مگر تا بکے۔ حملہ کرنے والون کی جماعت زیادہ تھی۔ اُن دونون کو بھی تھوڑی دیر مین باندھکر ڈال دیا۔ اس وقت کشتی والون نے بجرے کے اندر گھسنے کا ارادہ کیا۔ مگر بجرے کے دروازے بند تھے۔

اندر بیر جبیشر سسرال سے مکان واپس جارہا تھا۔ راستہ مین یہ آفت آگئی۔ یہ اُس کی ہمت کا نتیجہ تھا۔ اور کوئی ایسی ہمت کرکے رات کو سفر نہ کرتا۔

رنگ راج نے دروازے مین دھکا دے کر کہا۔ "دروازہ کھولئے"

بیر جبیشر ویسے ہی نیند سے بیدار ہوا تھا۔ کہنے لگا "کون ہے۔ اتنا غل کیون مچایا ہے"

رنگ راج نے جواب دیا "غل کچھ نہین بجرے پر ڈاکہ پڑا ہے۔"

بیر جبیشر تھوڑی دیر کے لئے سکوت مین آگیا۔ پھر زور سے آواز دی "پانڈے تیار ہوجاؤ۔ رام سنگھ!"

رام سنگھ نے چھت پر سے جواب دیا۔ "شالا لوگ نے سب کو باندھکر ڈال دیا"

بیر جبیشر نے تسی قدر ہنس کر کہا "سُنکر بڑا افسوس ہوا۔ تم ایسے بہادرون کو کھانا پینا نہ دیا۔ اُلٹا باندھکر ڈال دیا۔ ڈاکوؤن نے بڑی غلطی کی۔ خیر۔ کچھ فکر نہ کرنا۔ کل تمھاری خوراک بڑھا دیجائے گی"

یہ جواب سُن کر رنگ راج کو بھی ہنسی آگئی۔ کہنے لگا۔ "آپ سچ

فرماتے ہیں - اچھا تو آپ دروازہ کھول دیجیئے "
برجیشر نے پوچھا "تم کون"
رنگ راج - مجھے ڈاکو سمجھ لیجیے - عرض یہ ہے کہ دروازہ کھول دیجیے -
برجیشر - دروازہ کیون کھول دون -
رنگ راج - ہم لوگ آپ کا سب مال اسباب لوٹین گے -
برجیشر - کیون - کیا مجھے بھی اُن ہندوستانیون کی طرح بودا سمجھ لیا ہے
میرے ہاتھ مین دونالی بندوق ہے - بھری ہوئی تیار رکھی ہے مین
جو پہلے داخل ہوگا اُس کی جان کی خیر نہین -
رنگ راج - ایک شخص اندر نہ گھسے گا - آپ کتنے آدمیون کو مارینگے
آپ بھی برہمن - مین بھی برہمن - ایک نہ ایک طرف برہمہتیا ہوگی
بیکار بیکار برہمہتیا سے فائدہ -
برجیشر - خیر - اس گناہ کو مین ہی اپنے سر لون گا -
یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین دوسری طرف سے کسی ڈاکو نے
دروازہ توڑ ڈالا - دروازہ ٹوٹتے ہی اندر گھس پڑا - برجیشر نے بندوق
پھرا کر اس زور سے ماری کہ وہ ڈاکو بیہوش ہوکر گر پڑا - ادھر رنگ راج
جس دروازے پر کھڑا تھا اُس نے اُس دروازے مین دو لاتین اس زور
سے ماری کہ وہ دروازہ ٹوٹ کر گر پڑا - رنگ راج کمرے مین داخل ہوا
برجیشر پھر بندوق گھما کر رنگ راج پر حملہ کرنے کو تھا کہ رنگ راج نے
بڑی پھرتی سے اس کے ہاتھ سے بندوق چھین لی - دونون کے دونون قوی ہیکل
مگر رنگ راج زیادہ تیز دست تھا - برجیشر کے ہاتھ سے جب بندوق چھن گئی
تو اُس نے رنگ راج پر گھونسہ تانا - رنگ راج نے برجیشر کی نباتی ہوئی تھی

پکڑ لی۔ اس کمرے میں ادھر اُدھر ہتھیار رکھے ہوئے تھے۔ برجیشر نے جھپٹ کر ایک تلوار لے لی اور چمک کر کہنے لگا "دیکھو مجھے مرنے جینے کا خوف نہیں ہے" یہ کہہ کر برجیشر تلوار چلانے ہی کو تھا کہ اتنے میں اور چار پانچ شخص اندر گھس آئے اور برجیشر کو پکڑ لیا۔ ہاتھ سے تلوار چھین لی۔ دو آدمیوں نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لئے۔ ایک شخص نے تھوڑی دیر بعد برجیشر سے پوچھا۔ "کیا ہاتھ باندھنے کی ضرورت ہوگی" برجیشر نے جواب دیا۔ "ہاتھ باندھنے کی کیا ضرورت ہے میں اپنی ہار قبول کرتا ہوں۔ کیا چاہتے ہو کہو۔ میں دے دیتا ہوں"

رنگ راج نے کہا "آپ کا سب مال و اسباب ہم لوگ لئے جاتے ہیں۔ یوں تو کچھ چھوڑ بھی دیتا مگر آپ نے جو گھونسا مارا تھا اس سے تو میرا سر بھی پھٹ جاتا۔ اب تو ایک پیسہ بھی نہ چھوڑوں گا"

برجیشر نے جواب دیا "جو کچھ بجرے میں ہے لے جاؤ۔ میں اب کچھ نہ کہوں گا"

برجیشر کے اس کہنے کے پیشتر ہی ڈاکوؤں نے اس بجرے کا اسباب اٹھا اٹھا کر کشتی میں رکھنا شروع کر دیا تھا۔ کوئی پچیس آدمی بجرے پر پہونچ گئے تھے۔ بجرے میں کچھ بہت سامان تو تھا نہیں۔ صرف اوڑھنے بچھونے کے کپڑے۔ پوجا کے برتن۔ اور اسی طرح کی معمولی چیزیں۔ دم بھر میں سارا اسباب کشتی پر پہونچ گیا۔ اس وقت برجیشر نے کہا "اب تو سب چیزیں لے لیں۔ اب سدھارو"

رنگ راج نے جواب دیا "ہم جاتے ہیں۔ مگر آپ کو بھی ہمارے ساتھ چلنا پڑے گا"

برجیشر "کیوں۔ میں کہاں جاؤں گا۔"

رنگ - ہماری رانی کے پاس -
برج - تمھاری رانی کون ہے
رنگ - دیوی رانی کا نام کبھی نہیں سُنا -
برج - اخاہ! تم لوگ دیوی رانی کے دل میں ہو -
رنگ - دل کیسا - ہم لوگ رانی کے کارپرداز ہیں -
برج - جیسی رانی ویسے کارپرداز - تو مجھے رانی کے سامنے حاضر ہونے کی کیا ضرورت ہے - شاید یہ مطلب ہو کہ مجھے پکڑ رکھوگے اور جب کچھ ملے گا تو چھوڑ دوگے -
رنگ - ضرور - بجرے میں تو کچھ ملا نہیں - شاید آپ کی گرفتاری سے کچھ مل جائے -
برج - جانے کو تو میرا بھی جی چاہتا ہے - تمھاری رانی کی بڑی تعریف سنی ہے کیا وہ ابھی جوان ہیں -
رنگ - وہ ہم لوگوں کی ماں ہیں - لڑکے ماں کی عمر کا حساب نہیں رکھتے -
برج - سُنا ہے کہ وہ بہت خوبصورت ہیں -
رنگ - ہماری ماں دیوی کی مورت ہیں -
برج - تو چلو - دیوی جی کے درشن کر آئیں -
یہ کہہ کر برجیشور رنگ راج کے ساتھ کمرے کے باہر آیا - دیکھا کہ بجرے کے ملاح خوف کے مارے رسی پکڑے ہوئے دریا میں پڑے ہیں - برجیشور نے ان سے کہا کہ اب تم لوگ بجرے پر چلے آؤ - کچھ ڈر نہیں - اگر خدا کا نام لو تمھاری جان اور تمھارا ایمان سلامت ہے - تم لوگ بڑے بہادر ہو - ملاح ایک ایک کرکے بجرے پر چڑھ آئے - برجیشور نے رنگ راج سے پوچھا

"اگر کھو تو پہرے والے بھی کھول دئے جائیں۔"

"زنگ راج نے جواب دیا - کیا حرج ہے - اگر رہا ہو کر وہ کچھ شرارت کرینگے تو ہم لوگ آپ کا سر کاٹ کر پھینک دینگے - یہ بات اُن کو سمجھا دیجیے۔"

برجینیشر نے چوکیدارون کو سمجھا دیا - اور یہ بھی کہہ دیا کہ اُنکی بہادری کے صلے مین اُن کو انعام ملے گا - اپنے نوکرون سے برجینیشر نے کہا "تم لوگ بیخوف ہو کر بجرے کو یہین روکے رہو - کہین جانے یا کچھ کرنے کی ضرورت نہین - مین بہت جلد واپس آتا ہون۔"

یہ کہہ کر برجینیشر زنگ راج کے ساتھ کشتی پر سوار ہو لیا کشتی کے ملاحون نے "دیوی رانی کی جے" کی صدا لگائی اور روانہ ہوئے -

---

پانچوان باب

برجینیشر نے جاتے ہوئے زنگ راج سے پوچھا "مجھے کتنی دور لے جاؤگے - تمھاری رانی جی ہین کہان؟"

رنگ - یہ بجرا جو دکھلائی پڑتا ہے آنھین کا ہے -

برج - یہ بجرا - مین سمجھا تھا کہ انگریزون کا جہاز رنگ پور لوٹنے آیا ہے اتنا بڑا بجرا اسی لئے ہے -

رنگ - رانی کو رانی کی طرح رہنا پڑتا ہے - اس بجرے مین سات کمرے ہین -

برج - اتنے کمرون مین کون رہتا ہے -

رنگ - ایک میں دربار ہوتا ہے۔ ایک میں رانی آرام کرتی ہیں۔ ایک میں نوکر چاکر رہتے ہیں۔ ایک رسوئی کے لئے۔ ایک غسل خانہ۔ ایک قصہ خانہ ہے۔ آپ کو شاید آج اسی کمرے میں رہنا پڑے گا۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ کشتی آکر بجرے کے پاس لگی۔ اسوقت دیوی رانی چھت پر تھیں۔ جسوقت اُنکے پہرے دار آکے اتر رہے تھے۔ وہ چھت پر بیٹھی ہوئی چاندنی میں بین بجا رہی تھیں۔ اسوقت بین ٹھیک نہ بجتی تھی۔ بے سرے تال۔ بجایا گیا تھا اور بجایا گیا تھا۔ دیوی رانی کا دل ٹھکانے نہ تھا جیسے ہی کشتی واپس آنے لگی دیوی رانی اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

ادھر رنگ راج کشتی سے اتر کر کمرے کے دروازے پر آیا اور "دیوی رانی کی جے" کی صدا لگائی۔ دروازہ پر ریشمی پردہ پڑا تھا۔ اندر سے نظر نہ آتا تھا اندر سے دیوی نے پوچھا۔

"کیا خبر"

رنگ - سب خیریت ہے۔

دیوی - تمھارے ساتھیوں میں کوئی زخمی تو نہیں ہوا؟

رنگ - کوئی نہیں۔

دیوی - ان لوگوں میں کسی کا خون تو نہیں ہوا؟

رنگ - کسی کا نہیں۔ ہم لوگوں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی۔

دیوی - کوئی زخمی ہوا؟

رنگ - کوئی نہیں۔ دو ایک دستانیوں کے یوں ہی سا چھل گیا ہے۔

دیوی - اسباب؟

رنگ - سب آگیا۔ مگر اسباب کچھ بہت نہ تھا۔

دیوی - بابو؟
رنگ - بابو کو پکڑ لائے ہین۔
دیوی - حاضر کرو۔
رنگ راج نے برجیشر کو اشارہ کیا۔ برجیشر کشتی سے بجرے پر آیا اور دروازے کے پاس کھڑا ہو گیا۔
دیوی نے پوچھا "آپ کون ہین۔" معلوم ہوتا تھا کہ دیوی کے گلے مین اچھو ہو گیا ہے۔ آواز صاف نہ نکلتی تھی۔
ناظرین کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ برجیشر کس قسم کا آدمی ہے۔ اسکو بچپن سے یہ معلوم ہی نہ ہوا کہ خوف کس کو کہتے ہین۔ جس دیوی رانی کا نام سنکر شمالی بنگالہ کے لوگ کانپ جاتے تھے اُس کے پاس پہونچکر برجیشر کو ہنسی آئی۔ دلمین خیال کیا کہ "عورتون سے مرد ڈر جاتے۔ یہ تو کبھی سنا نہین۔ عورت تو مرد کی لونڈی ہے۔" ہنسکر برجیشر نے دیوی کے سوال کا جواب دیا۔
"نام پوچھکر کیا ہوگا۔ آپ کو ہمارے مال سے غرض تھی۔ وہ آگیا۔ نام مین تو روپیہ نہ ہوگا۔"
دیوی - کیون نہ ہوگا۔ یہ معلوم ہو جائیگا کہ آپ کس حیثیت کے آدمی ہین (دیوی کی آواز بھاری تھی)
برج - تو کیا اسی لیئے مجھے پکڑ بلایا ہے؟
دیوی - اور نہین تو کیا۔
دیوی پردے کی آڑ مین تھین۔ کسی نے دیکھ نہ پایا کہ یہ جواب دیتے ہوئے اُنھون نے اپنی آنکھون سے انسو پونچھے۔
برج - اگر مین یہ کہون کہ میرا نام دھی رام چلر دتی ہے۔ تو کیا آپ یقین کرینگی؟

دیوی - نہین -

برج - تو پھر پوچھنے سے فائدہ ؟

دیوی - دیکھون آپ ٹھیک نام بتلاتے ہین یا نہین -

برج - میرا نام کرشن گوبند گھوشال -

دیوی - نہ -

برج - دیارام بخشی -

دیوی - یہ بھی نہین -

برج - برجیشر رائے -

دیوی - یہ ہو سکتا ہے -

اس وقت ایک اور عورت دیوی رانی کے پاس آکر چپ چاپ بیٹھ گئی - کہنے لگی - "تمہارا تو گلا بیٹھ گیا"

دیوی اب آنسوؤن کو روک نہ سکی - جس طرح برسات کے کھلتے ہوے پھولون مین بارش کا پانی بھر جاتا ہے اور شاخ کے ہلاتے ہی وہ پانی ٹپ ٹپ گر پڑتا ہے اسی طرح دیوی کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے تھے - جنبش ہوتے ہی ٹپ ٹپ گر پڑے - دیوی نے اس عورت کے کان مین کہا - "مجھ سے اب بولا نہین جاتا - تو باتین کر - تجھے تو سب حال معلوم ہی ہے"

یہ کہہ کر دیوی اس کمرے سے اٹھکر دوسرے کمرے مین چلی گئی - اب اس عورت نے برجیشر سے باتین شروع کین - ناظرین اس عورت سے واقف ہین - یہ وہی بغیر برہمن کے برہمنی نشی ہے -

نشی نے کہا "اب کی مرتبہ ٹھیک کہا - آپ کا نام برجیشر رائے"

برجیشر مجھے مین تھا۔ پردے کی آڑ مین کچھ دکھلائی نہ پڑتا تھا۔ مگر آواز سے معلوم ہوگیا کہ جو عورت ابھی تک باتین کرتی تھی وہ نہیں ہے۔ اسکی آواز بہت ہی اشتہون معلوم ہوتی تھی۔ اس کی آواز دیسی شیرین نہین۔ بہرحال برجیشر نے جواب دیا۔

"اگر میری حیثیت معلوم ہے تو روپیہ طے کر لیجیے اور مجھے جانے کی اجازت دیجیے۔ کتنا روپیہ لیکر مجھے چھوڑ دیجیے گا۔"

نشی۔ ایک کانی کوڑی لے کر۔ کیا آپ ساتھ لائے ہین۔ اگر ہو تو دیجیے اور چلے جائیے۔

برج۔ بدقسمتی سے ساتھ نہین۔

نشی۔ تو بجرے سے منگا دیجیے۔

برج۔ بجرے مین جو کچھ تھا وہ آپ کے ملازم اٹھا لائے۔ اب وہان ایک کانی کوڑی بھی نہین۔

نشی۔ ملاحون سے ادھار لے لیجیے۔

برج۔ ملاحون کے پاس بھی کانی کوڑی نہین رہتی۔

نشی۔ تو جب تک آپ کانی کوڑی نہ دین تب تک نظربند رہیے۔

اس کے بعد برجیشر نے سنا کہ کمرے کے اندر کوئی اور ہے آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ عورت ہے۔ اس نے دیوی سے کہا "رانی جی۔ اگر اس مردے کی قیمت ایک کانی کوڑی ہی ہو تو مجھ سے لے لیجیے۔ اور اسکو میرے ہاتھ بیچ ڈالیے۔"

برجیشر نے سنا کہ رانی نے یہ جواب دیا۔ برج ہی کیا۔ مگر اس مرد کو لیکر تم کیا کروگی۔ ذات کا برہمن ہے۔ نہ پانی بھر سکے گا۔ نہ لکڑی

نہ کاٹ سکے گا"۔ اُس عورت نے کہا۔ "میرے یہاں کوئی پکانے والا نہیں ہے۔ اس برہمن سے کھانا پکواؤں گی"۔
اُس وقت نشی نے برجیشر کی جانب مخاطب ہو کر کہا۔ "آپ نے سُنا۔ آپ بک گئے۔ مجھے کانی کوڑی مل گئی۔ جس نے خریدا ہے آپ اُس کے ساتھ جائیے۔ کھانا پکانا پڑیگا"۔
برجیشر نے کہا۔ "وہ ہیں کون"
نشی۔ وہ عورت ذات ہیں۔ باہر نہ جائیں گی۔ آپ ہی اندر آئیے

چھٹا باب

اجازت پاکر برجیشر نے پردہ ہٹایا اور کمرے کے اندر چلا گیا۔ وہاں جو کچھ نظر پڑا اُسکو دیکھکر برجیشر حیرت زدہ ہوگیا۔ کمرے کی دیوار لکڑی کی تھیں نہایت ہی نفیس و خوش رنگ نقش و نگار مشہور کتابوں کے واقعات کی تصویریں بہت ہی خوشنمائی سے بنی ہوئیں۔ شومبھ۔ نشومبھ کی لڑائی مہشاسر کی جنگ۔ دس اوتار۔ کیلاش۔ بندرابن۔ لنکا۔ اندراسن۔ رہس لیلا چیرہرن وغیرہ وغیرہ کی نایاب تصویریں۔
کمرے میں چار انگل موٹا قالین بچھا ہوا۔ مخملی کا مدار مسند۔ قیمتی تکیے۔ سونے کا عطردان۔ طلائی گلاب پاش اور خاصدان۔ طلائی گلدان۔ طلائی فرشی حقہ۔ حقے کی سنہری مہنال کے پاس موتی کے گچھے لٹک رہے تھے۔ خوشبودار تمباکو تیار تھا۔ دو طرف میٹھک کے دو جھاڑ۔ نقرئی پریوں کے

سر پر چراغ جگمگا رہے تھے اور اُن کے جلنے سے کمرہ معطر ہو رہا تھا۔ بیچوں بیچ میں ایک جھاڑ روشن تھا۔ چاروں کونوں پر چار روپہلی مورتیں جو اپنے ہاتھوں میں روشن بتیاں تھامے ہیں۔ مسند پر ایک عورت لیٹی ہوئی۔ منھ پر ایک زری بوٹی کا بہت باریک ڈھاکے کا رومال پڑا ہوا۔ منھ اچھی طرح دکھلائی نہیں پڑتا۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پگھلے ہوئے سونے کا سا صاف رنگ ہے اور گھونگروالے کالے بال ہیں۔ کانوں کا زیور کپڑے کے اندر سے چمک رہا ہے۔ اُس سے بڑھکر تیز تیز نگاہیں جو دکھلائی دیتی ہیں۔ عورت لیٹی ہے۔ سوتی نہیں ہے۔

برجیشر نے دربار کے کمرے میں پہونچ کر اُس لیٹی ہوئی عورت سے مخاطب ہو کر کہا۔ "رانی جی کو کیا آشیرباد دوں"۔

اُس حسینہ نے کہا۔ "میں رانی جی نہیں ہوں"۔

برجیشر نے دیکھا کہ اب تک وہ جس سے باتیں کر رہا تھا وہ عورت یہ نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ وہی عورت ہو۔ کیونکہ اس کے بولنے کے طرز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوشش کر کے اپنی آواز بدل کر بات کرتی ہے۔ یہ بھی خیال گذرا کہ دیوی رانی ہزار داستان ہو گی۔ اگر ہر فن میں اُستاد نہ ہوتی تو عورت ہو کر ڈکیتی کیونکر کرتی۔ برجیشر نے کہا۔

"ابھی میں جن سے باتیں کر رہا تھا وہ کہاں گئیں۔

حسینہ۔ تم کو اندر آنے کی اجازت دے کر وہ آرام کرنے چلی گئیں۔ تم کو رانی سے کیا کام ہے؟

برج۔ تم کون ہو؟

حسینہ۔ تمھاری مالک۔

نہ کاٹ سکے گا"۔ اُس عورت نے کہا۔ "میرے یہان کوئی پکانے والا نہین ہے۔ اس برہمن سے کھانا پکواؤن گی"۔

اُس وقت نشی نے برجیشر کی جانب مخاطب ہوکر کہا۔ "آپ نے سُنا۔ آپ بک گئے۔ مجھے کانی کوڑی مل گئی۔ جس نے خریدا ہے آپ اُس کے ساتھ جائیے۔ کھانا پکانا پڑیگا"۔

برجیشر نے کہا۔ "وہ ہین کون"

نشی۔ وہ عورت ذات ہین۔ باہر نہ جائین گی۔ آپ ہی اندر آئیے

چھٹا باب

اجازت پاکر برجیشر نے پردہ ہٹایا اور کمرے کے اندر چلا گیا۔ وہان جو کچھ نظر پڑا اُسکو دیکھکر برجیشر حیرت زدہ ہوگیا۔ کمرے کی دیوار لکڑی کی اسمین نہایت ہی نفیس و خوش رنگ نقش و نگار مشہور کتابون کے واقعات کی تصویرین بہت ہی خوشنمائی سے بنی ہوئین۔ شومبھ۔ نشومبھ کی لڑائی مہشاسر کی جنگ۔ دس اوتار۔ کیلاش۔ بندرابن۔ لنکا۔ اندراسن۔ رہس لیلا چیرہرن وغیرہ وغیرہ کی نایاب تصویرین۔

کمرے مین چار انگل موٹا قالین بچھا ہوا۔ مخملی کا مدارسند۔ قیمتی تکیے۔ سونے کا عطردان۔ طلائی گلاب پاش اور خاصدان۔ طلائی گلدان۔ طلائی فرشی حقہ۔ حقے کی سنہری مہنال کے پاس موتی کے گچھے لٹک رہے تھے۔ خوشبودار تمباکو تیار تھا۔ دو طرف بیٹھک کے دو جھاڑ۔ نقرئی پریون کے

سر پر چراغ جگمگا رہے تھے اور اُن کے جلنے سے کمرہ معطر ہو رہا تھا۔ بیچوں بیچ
میں ایک جھاڑ روشن تھا۔ چاروں کونوں پر چار روپہلی مورتیں جو اپنے
ہاتھوں میں روشن بتیاں تھامے ہیں۔ مسند پر ایک عورت لیٹی ہوئی۔
منھ پر ایک زری بوٹی کا بہت باریک ڈھاکے کا رومال پڑا ہوا۔ منھ
اچھی طرح دکھلائی نہیں پڑتا۔ مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ پگھلے ہوئے سونے کا
سا صاف رنگ ہے اور گھونگر والے کالے کالے بال ہیں۔ کانوں کا زیور
کپڑے کے اندر سے چمک رہا ہے۔ اُس سے بڑھکر تیز تیز نگاہیں چوندھیلے
دیتی ہیں۔ عورت لیٹی ہے۔ سوتی نہیں ہے۔

برجیشر نے دربار کے کمرے میں پہونچ کر اُس لیٹی ہوئی عورت سے مخاطب
ہو کر کہا۔ "رانی جی کو کیا آشیر باد دوں"۔

اُس حسینہ نے کہا۔ "میں رانی جی نہیں ہوں"۔

برجیشر نے دیکھا کہ اب تک وہ جس سے باتیں کر رہا تھا وہ عورت
یہ نہیں ہے۔ یہ بھی ممکن تھا کہ یہ وہی عورت ہو۔ کیونکہ اس کے بولنے
کے طرز سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ کوشش کر کے اپنی آواز بدل کر بات کرتی
ہے۔ یہ بھی خیال گذرا کہ دیوی رانی ہزار داستان ہو گی۔ اگر ہر فن میں
اُستاد نہ ہوتی تو عورت ہو کر ڈکیتی کیونکر کرتی۔ برجیشر نے کہا۔

"ابھی میں جن سے باتیں کر رہا تھا وہ کہاں گئیں۔

حسینہ۔ تم کو اندر آنے کی اجازت دے کر وہ آرام کرنے چلی گئیں۔
تم کو رانی سے کیا کام ہے؟

برج۔ تم کون ہو؟

حسینہ۔ تمھاری مالک۔

برج - میری مالک ؟
حسینہ - ہان تمھاری مالک - ابھی تو ایک کانی کوڑی دیکر تمکو مول لیا ہے -
برج - سچ کہتی ہو - اچھا تو تم کو کس طور پر آشیرباد دون -
حسینہ - کیا آشیرباد کی بہت سی قسمین ہین -
برج - عورتون کو کئی طرح سے آشیرباد دیتے ہین - سہاگن کے لیے اور آشیرباد ہے - بیوہ کے لیئے اور بچے والی کے ـــــــــــ
حسینہ - مجھے - "جلدی مر جاؤ" کہہ کر آشیرباد دو -
برج - مین ایسا آشیرباد کسی کو نہین دیتا - تمھاری ایکسو تین برس کی عمر ہو -
حسینہ - مین پچیس برس کی ہون - تو تم کو اٹھتر برس تک میرا کھانا پکانا پڑے گا -
برج - ایک روز میرا پکایا ہوا کھا دیکھو - اگر پسند آ گیا تو اٹھتر برس پکاؤنگا -
حسینہ - اچھا تو بیٹھ جاؤ -
برجیشر اُسی ملائم قالین پر بیٹھ گیا - اُس حسینہ نے پوچھا - "تمھارا نام کیا ہے ؟"
برج - میرا نام تو تم سب کو معلوم ہے مجھے برجیشر کہتے ہین - تمھارا نام کیا ہے اور تم بنگالی ہو کر کیون ایسی باتین کرتی ہو - کیا تمکو نہین جانتا ہون -
حسینہ - مین تمھاری مالک ہون مجھے "آپ" کہہ کر بات کرو -
برج - بہت خوب - تعمیل ارشاد ہو گی - آپ کا نام کیا ہے -
حسینہ - میرا نام پانچ کوڑی ہے - اگر تم میرے نوکر ہو میرا نام اپنی زبان سے نہ لینا - اگر تمھاری خوشی ہو تو مین بھی تمھارا نام زبان پر نہ لاؤن -
برج - تو پھر آپ مجھے کس نام سے پکارین گی -

حسینہ - میں تمہیں رام دھن کہونگی - اچھا تو اپنا حال بتاؤ تمہارا گھر کہاں ہے
برج - ایک کوڑی کو تو مول لیا ہے - اتنا حال پوچھکر کیا کیجیے گا -
حسینہ - بہتر - اس بات کو جانے دو - رنگ راج سے حال معلوم ہو جائیگا - اچھا یہ بتاؤ کون برہمن ہو -
برج - میرا پکایا کھانا تو کھائیے گا - پھر ذات پوچھنے سے فائدہ -
حسینہ - اگر تم میری ذات کے برہمن نہ ہوے تو تم سے اور کام لونگی -
برج - اور کیا کام ؟
حسینہ - پانی بھر دگے - لکڑی کاٹ دگے - کاموں کی کیا کمی -
برج - میں راڑی برہمن ہوں -
حسینہ - تو تم کو پانی بھرنا لکڑی کاٹنا پڑے گا - میں بارینڈ رہوں - تم راڑیوں میں اچھی ذات کے ہو یا نیچی ذات کے -
برج - ان باتوں کی ضرورت تو شادی بیاہ میں ہوتی ہے - کیا کچھ اسکا انتظام ہوگا - خیال رہے کہ میری شادی ہو چکی ہے -
حسینہ - تمہاری کتنی شادیاں ہوئیں - ؟
برج - اگر پانی بھرنا پڑیگا تو بھر دونگا - مگر ان باتوں کا جواب نہ دونگا -
اس وقت پانچ کوڑی نے رانی کو پکار کر کہا - "رانی جی - یہ برہمن بڑا نٹ کھٹ ہے - باتوں کا جواب نہیں دیتا"
نشی نے دوسرے کمرے سے جواب دیا -
"بید لگاؤ"
دیوی کی ایک خادمہ ایک لچکتا ہوا پتلا بید شپ شپ کرتی ہوئی لے آئی اور پانچ کوڑی کے چھونے کے قریب پہنچا کر چلی گئی - اس حسینہ

نے اُس بید کو دو تین مرتبہ تالین پر مارا اور کہا "کیون - اب کہو"
برجبشر - آپ لوگ سب کچھ کر سکتے ہین - اچھا پوچھیئے کیا پوچھنا ہے -
حسینہ - تمھارا حال پوچھکر کیا کرون گی - اب اور حالات پوچھنے کی
ضرورت نہین - ہان تمھارے ہاتھ کا پکایا تو مین نہ کھاؤن گی - ہان
یہ بتاؤ کہ تم اور کیا کام کر سکتے ہو -
برجبشر - جو حکم دیجیے -
حسینہ - پانی بھرنا جانتے ہو؟
برجبشر - نہین -
حسینہ - لکڑی کاٹنا جانتے ہو؟
برجبشر - نہین -
حسینہ - بازار سے سودا خرید سکتے ہو؟
برجبشر - کچھ یون ہی سا -
حسینہ - کچھ یون ہی کام کرنے سے کام نہ چلے گا - پنکھا جھلنا جانتے ہو؟
برجبشر - جی ہان -
برجبشر ایک چنور لیکر ہلانے لگا - اُس حسینہ نے پوچھا -
"اچھا - ایک کام جانتے ہو - پاؤن دبانا"
برجبشر - اُس حسینہ کو بہت چرب زبان سمجھ کر اُس سے مذاق کے طور پر
سب باتین کر رہا تھا - کسی قدر یہ بھی خیال تھا کہ اسکو خوش کرنے سے
جلد رہائی ملجائیگی - جواب دیا "آپ سی حسینہ کے پاؤن دباؤن
ایسی قسمت کہان"۔
"اچھا تو دباؤ" یہ کہکر اس حسینہ نے اپنا پاؤن بڑھا کر برجبشر

کے زانو پر رکھ دیا۔
برجیشر مجبور تھا۔ خود ہی پاؤں دبانے کے لئے تمنا ظاہر کی تھی۔ دونوں ہاتھ سے اُس حسینہ کا پاؤں دبانے لگا۔ مگر دل ہی دل میں یہ کہتا تھا۔ یہ بات اچھی نہ ہوئی۔ اس کی تلافی کرنی ہوگی۔ اس وقت نجات مل جاتی تو اچھا تھا۔"
اُس وقت اُس شریر پانچ کوڑی نے بلند آواز سے کہا "رانی جی ذرا ادھر تشریف لائیے"۔
جب دیوی کے آنے کی آہٹ معلوم ہوئی تو برجیشر نے اُس حسینہ کا پاؤں ہٹا دیا۔ وہ ہنس کر کہنے لگی۔ یہ کیا۔ ہاتھ کیوں ہٹائے۔ اُسنے یہ الفاظ اپنی معمولی آواز میں کہے۔ برجیشر کو سخت حیرت ہوئی کہنے لگا "ایں۔ یہ کیا۔ یہ آواز تو پہچانتا ہوں"۔ ہمت کر کے برجیشر نے اس حسینہ کے چہرے سے رومال گھسیٹ لیا۔ وہ حسینہ کھلکھلا کر ہنس پڑی برجیشر نے گھبرا کر کہا "ایں۔ یہ کیا۔ اوے۔ تم۔ تم۔ اوے ساگر"۔
اُس حسینہ نے کہا۔ "میں ساگر ہوں۔ گنگا نہیں۔ جمنا نہیں۔ خلیج نہیں۔ کھاڑی نہیں۔ سچ مچ ساگر ہوں۔ تم کو تو بڑا رنج ہوا ہوگا۔ پرائی عورت سمجھ کر کس مزے سے پاؤں دبا رہے تھے۔ اور جب میں نے گھر کی بیوی بنکر پاؤں دبانے کو کہا تھا تو مارے غصے کے چل کھڑے ہوئے تھے۔ خیر میرا قول تو پورا ہو گیا۔ تم نے میرے پاؤں دبا کے اب میرا منھ دیکھ سکتے ہو۔ مجھے چھوڑ دو یا قدموں کے نیچے جگہ دو مگر یہ معلوم ہو گیا کہ میں ہوں برہمن کی بیٹی۔

ساتوان باب

برجیشر سٹ پٹا سا گیا۔ تھوڑی دیر بعد پوچھا "ساگر۔ تم یہان کہان؟"
ساگر نے جواب دیا۔ "ساگر کے سوامی۔ تم بھی یہان کہان"۔

برج۔ مین تو گرفتار ہو گیا۔ کیا تم بھی گرفتار ہوئین۔

ساگر۔ مجھے کسی نے گرفتار نہین کیا۔ مین نے اپنی خوشی سے دیوی رانی کی ہو لی۔ اس امید پر کہ تم سے پاؤن دبواؤن گی مین دیوی رانی کے راج مین آ کر بسی۔

اتنے مین نشی وہان آئی۔ اسکی زرق برق پوشاک اور قیمتی زیورات دیکھکر برجیشر نے دل مین خیال کیا کہ دیوی رانی یہی ہے۔ اسکو خوش کرنے کے لئے برجیشر اٹھکر کھڑا ہو گیا۔ نشی نے کہا۔

"وہ عورتین ڈکیتی بھی کرین تب بھی ان کا ادب ضرور نہین۔ آپ بیٹھ جائیے آپ کو معلوم ہو گیا کہ ہم لوگون نے آپ کے بجرے پر ڈاکہ نہین ڈالا۔ ساگر کا عہد پورا ہو گیا۔ اب آپ بہ خوشی اپنے بجرے کو واپس جاسکتے ہین کوئی روک ٹوک نہ کرے گا۔ آپ کا مال و اسباب بھی بجنسہ بجرے پر واپس پہونچ جائے گا۔ مگر ہان۔ اس بدنصیب ساگر کا کیا ہوگا۔ یہ باپ کے گھر واپس جائے یا آپ اپنے ساتھ لے جائین گے۔ اتنا خیال رہے کہ آپ اس کے ایک کوڑی کے خریدے ہوے غلام ہین۔

تعجب پر تعجب۔ برجیشر حیرت زدہ تھا۔ تو یہ ڈکیتی کا الزام غلط تھا۔ یہ لوگ ڈاکو نہین ہین۔ برجیشر نے تھوڑی دیر سوچ کر جواب دیا۔

"تم لوگوں نے مجھے اُلو بنا دیا۔ میرا خیال تھا کہ دیوی رانی کے دل نے میرا بجرا لوٹ لیا۔

منشی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بجرا دیوی رانی کا ہے۔ اور اس میں بھی کلام نہیں کہ دیوی رانی ڈکیتی کرتی ہیں۔

برجلیشر۔ تو کیا آپ دیوی رانی ہیں

منشی۔ میں دیوی نہیں ہوں اگر آپ چاہیں گے تو شاید دیوی رانی آپ کو درشن دیں۔ مگر میں جو بات کہتی تھی اس کو سن لیجیے ہم لوگ ڈکیتی کرتے ہیں۔ مگر آپ پر ڈاکہ ڈالنے کی نیت نہ تھی۔ صرف یہ کوشش تھی کہ ساگر کا قول پورا ہو جائے۔ اب ساگر اپنے گھر کس طور پر جائے۔ اس کا قول تو پورا ہو گیا۔

برج۔ وہ آئی کیونکر

منشی۔ رانی جی کے ساتھ۔

برج۔ میں ابھی تو ساگر کے مکان سے آتا ہوں۔ وہاں رانی جی کو نہیں دیکھا۔

منشی۔ رانی جی آپ کے بعد وہاں گئیں۔

برج۔ اتنی جلد پلٹ کیونکر آئیں۔

منشی۔ ہم لوگوں کی کشتی آپ نے دیکھی ہوگی۔ اس میں پچاس ڈانڈ ایک ساتھ چلتے ہیں۔

برج۔ تو آپ لوگ اسی کشتی پر ساگر کو کیوں نہ پہنچا دیں۔

منشی۔ اس میں ایک مشکل ہے۔ ساگر کسی سے پوچھے بغیر رانی جی کے ساتھ چلی آئی۔ اگر اور کسی کے ساتھ جائے گی تو لوگ پوچھیں

کرینگے کہ کہیں گئی تھی۔ اگر آپ کے ساتھ جاؤنگی تو کوئی کچھ نہ کہہ سکیگا۔
برج۔ بہتر ہے میں پہونچا دونگا۔ آپ مہربانی کرکے کشتی کو حکم دیا کیجئے۔
"بہت اچھا" کہکر کشتی وہان سے چلی گئی۔
اسوقت تنہائی میں برجیشر نے پوچھا "ساگر تم نے ایسا کیون کیا تھا"
منہ پر آنچل ڈال کر۔ اس مرتبہ وہ ڈھاکہ کا رومال نہ تھا۔ بلکہ جو کپڑا ہاتھ میں آگیا اُسی کپڑے سے منھ ڈھانپ کر ساگر رونے لگی۔ وہی چرب زبان ساگر اس وقت چپکے چپکے سسکیاں لے لے کر کانپتی ہوئی رو رہی تھی چپکے چپکے اس لیئے کہ دیوی نہ سن پائے۔
رونا کم ہوا۔ برجیشر نے کہا۔ "ساگر" تم نے اگر مجھے پھر بلا لیا ہوتا تو ان باتون کا خیال بھی نہ ہوتا۔ تم نے مجھے پھر کیون نہ بلایا"
ساگر نے بمشکل رونا موقوف کیا۔ آنکھیں پونچھ کر کہنے لگی۔ "میری بدقسمتی تھی۔ لیکن اگر میں نے نہ بلایا تھا تو تم ہی کیون نہ پلٹ آئے۔
برج۔ تم نے مجھے رخصت کر دیا تھا۔ بغیر بلائے میں کیا منھ لے کر جاتا۔
یہ سب باتیں جب حسب معمول ختم ہوگئیں تو برجیشر نے پوچھا۔ "ساگر تم ڈاکوؤن کے ساتھ کیون آئیں"؟
ساگر۔ دیوی رشتہ میں میری بہن ہوتی ہیں۔ پیشتر سے جان پہچان تھی۔ تمھارے چلے آنے کے بعد ہی وہ وہان آئیں۔ مجھے روتا ہوا دیکھکر انھون نے کہا۔ تو روتی کیون ہے۔ تیرے پیارے کو میں پکڑ بلاؤن گی تو دو دن کے لئے میرے ساتھ چل"۔ اسی لیئے میں اُن کے ساتھ چلی آئی دیوی پر پورا اعتبار کرنے کے اور بھی سبب ہیں۔ میں خادمہ سے یہ کہہ کر چلی آئی کہ میں تمھارے ساتھ چلی جاؤن گی۔ یہ حقہ اور شاک

تمھارے لیئے تیار کر کے رکھا ہے۔ حقہ پیو۔ پھر چلے جانا۔
برجیشور۔ خوب۔ جو مالک ہے وہ تو کچھ کہتا نہیں۔
ساگر نے دیوی کو آواز دی۔ دیوی تو نہ آئی۔ نشی آئی۔
نشی کو دیکھکر برجیشور نے کہا "آپ کشتی کو حکم دیجیے تو میں جاؤں"۔
نشی۔ کشتی آپ ہی کی ہے۔ مگر دیکھیے آپ رانی کے بیٹوئی ہیں۔ ابھی تک ہم لوگوں نے آپ کی کوئی خاطر مدارات نہیں کی بلکہ تکلیف ہی دی۔ ہم لوگ ڈاکو سہی مگر ہندوانی چال تو نہیں چھوڑ دی۔
برج۔ تو کیا ارشاد ہوتا ہے۔
نشی۔ پہلے اٹھ کر اچھی طرح بیٹھ جائیے۔
نشی نے سند کی طرف اشارہ کیا۔ برجیشور نے کہا "میں اچھا بیٹھا ہوں"
نشی نے ساگر سے کہا "تم ان کی مالک ہو۔ اچھی طرح بٹھلاؤ۔ تم جانتی ہو کہ ہم لوگ پرائی چیز کو ہاتھ نہیں لگاتے" دہنس کر کہا) سوا سونے چاندی کے"۔
برج۔ تو کیا مجھکو پیتل یا کانسہ سمجھ لیا۔
نشی۔ میں تو یہی سمجھتی ہوں۔ عورتوں کے لیے مرد برتن ہی ہیں۔ اگر برتن نہ ہوں تو گھر بار کا کام نہیں چلتا۔ اس لیئے ان کا ہونا ضرور ہے مگر بہت جلد جھوٹے ہو جاتے ہیں۔ ان کو مانجنے۔ صاف کرنے۔ اور اٹھا اٹھا کر رکھنے میں ہم لوگوں کی جان ہلکان ہوتی ہے۔ بہن ساگر۔ تو اپنے لوٹے کٹورے الگ ہٹا کر رکھ۔ کیا معلوم شاید جھوٹے ہوں۔
برج۔ خوب۔ اول تو پیتل کانسہ بنایا۔ اور اب میں بھی لوٹا کٹورا۔ میں

اس قابل بھی نہین کہ کلسا یا گڑوا ہنون -

نشی - مین تو بشنوی ہون - مجھے اور برتنون سے واسطہ نہین - صرف ایک تسلے سے غرض ہے - یہ ساگر سے پوچھیئے کہ آپ کون برتن ہین -

ساگر - مجھے ٹھیک معلوم ہے - مرد لوگ برتنون مین کلسے ہین - اور ہمیشہ خالی - ہم لوگون کو سراہیئے کہ پانی بھر کر اُن کو بھرا پڑا رکھتے ہین -

نشی - تو سچ کہتی ہے - اسی لیے عورتین اس کلسی کو گلے مین باندھ کر دنیا کے سمندر مین ڈوب مرتی ہین - خیر بہن - یہ تیری کلسی ہے - تو ہی اُٹھا کر گھڑونچی پر رکھ -

برج - کلسی خود ہی گھڑونچی پر جا تی ہے -

یہ کہہ کر برجبشیر دالھکر مسند پر جا بیٹھا - اُس کے بیٹھتے ہی دو خوشرو - جوان - خوش پوشاک عورتین طلائی ڈنڈی کے چنور لے کر حاضر ہوئین اور اُس کے دونون جانب کھڑے ہو کر چنور جھلنے لگین اس وقت نشی نے ساگر سے کہا " جا - اپنے شوامی کے لیے اپنے ہاتھ سے تمباکو بھر لا "

ساگر فوراً اُٹھی اور حقہ پر سے چلم اوتار کر لے گئی اور نہایت خوشبو دار تمباکو بھر لائی - برجبشیر نے کہا دو مین اس حقہ مین کیونکر پیون گا "

نشی - کچھ ڈر نہین - یہ حقہ بالکل نیا ہے - آج تک استعمال نہین ہوا ہم لوگ تمباکو نہین پیتے -

برج ۔ تو پھر حقہ کس لیے رکھا۔
نشی ۔ دیوی رانی کے یہاں کس چیز کی کمی ہے۔
برج ۔ جب مین آیا تھا تب بھی چلم بھری ہوئی تھی اس وقت کون پیتا تھا۔
نشی ۔ کوئی نہین۔ صرف نمایش کے لیے حقہ تیار تھا۔
یہ حقہ اسی دن خریدا گیا تھا اور تما کو بھی اسی روز خرید آئی تھی۔ کیونکہ یہ خیال تھا کہ ساگر کا شوامی آئیگا۔ برجیشر نے مہنال کو غور سے دیکھا۔ معلوم ہوا کہ استعمالی نہین ہے۔ اس نے نہایت شوق سے حقہ پینا شروع کیا۔ اُسوقت نشی نے ساگر سے کہا۔
"تو کھڑی کھڑی کیا کرتی ہے۔ مردوے جہان حقہ پینے لگے بھلا اُن کو بیوی بچون کی خبر رہتی ہے۔ جا۔ جاکر دو چار گلوریان تیار کر لا مگر دیکھ اپنے ہی ہاتھ سے بنانا۔ اگر ہو سکے تو کچھ جادو کی پڑھی ہوئی چیزین ڈال دینا"
ساگر ۔ مین نے خود گلوریان بنا رکھی ہین۔ اگر مجھے جادو ٹونا ہی آتا تو ان دہاڑون کو کیون پہونچتی۔
ساگر جاکے بہت ہی نفیس بنی ہوئی گلوریان لے آئی۔ نشی نے کہا۔
"آج تو نے اپنے شوامی کو نہ معلوم کیا کیا باتین سنائی ہین۔ اچھا اب جاکر کچھ کھانے کے لیے لے آ"
برجیشر کا منھ خشک ہو گیا۔ کہنے لگا۔ کیا مصیبت ہے۔ اتنی رات گئے کھانا۔ اس سے مجھے معاف کرو"
کسی نے اس کی بات نہ سُنی۔ ساگر نے فوراً ہی ایک کمرے مین

جھاڑو دی فرش صاف کر کے آسنی بچھائی۔ چار پانچ چاندی کی تھالیون مین کھانے کی چیزین سجائین۔ سونے کے آبخورے مین ٹھنڈا خوشبو دار پانی رکھا۔ نشی نے برجیشر سے کہا۔ "جگہ ہو گئی چلیئے۔" برجیشر نے نشی کے ہاتھ جوڑے اور کہا۔

"ڈکیتی کر کے مجھے پکڑوا لایا۔ وہ تکلیف مین نے برداشت کرلی۔ مگر اتنی رات گئے کھانے کی تکلیف مجھ سے برداشت نہ ہو گی۔"

برجیشر بہت کچھ گڑگڑایا۔ مگر کسی نے ایک نہ سُنی۔ مجبوراً کچھ کھانا پڑا۔ کھانے کے بعد ساگر نے نشی سے کہا۔

"برہمن کو کھانا تو کھلا دیا۔ کچھ دچھنا تو دینا چاہیئے۔"

نشی۔ دچھنا تو رانی جی دین گی (برجیشر سے) آپ رانی جی سے ملئے گا۔ آیئے۔"

یہ کہہ کر نشی اپنے ساتھ ساتھ برجیشر کو ایک اور کمرے مین لے گئی۔

آٹھوان باب

نشی برجیشر کو اپنے ساتھ ساتھ دیوی کے کمرے مین لے گئی۔ وہ کمرہ بھی دربار گے کمرے کی طرح آراستہ پیراستہ۔ ہان اسمین ایک پلنگ زیادہ تھا۔ پلنگ کے سنہرے پائے۔ چادرین موتی ٹنکے ہوئے۔ مگر برجیشر کی نگاہ اُن چیزون کی طرف نہ تھی۔ شوق تو یہ تھا کہ ایسی نامور اور دولتمند دیوی کو دیکھیں۔ دیکھا کہ کمرے مین ایک خالی

تختے پر ایک عورت کسی قدر گھونگٹ نکالے ہوئے بیٹھی ہے۔ برجیشر نے جو چلبلا پن نشی اور ساگر مین پایا تھا اُس کا اِس مین کہین نام ونشان بھی نہ پایا۔ یہ عورت سنجیدگی اور سکوت کی حالت مین سر جھکائے نیچی نگاہین کیے ہوے بیٹھی ہے۔ نشی اور ساگر اور خاص کر نشی کے زیور اور پوشاکین نہایت ہی بیش بہا تھین مگر اس عورت کی وضع بالکل سادی ہے۔

برجیشر سے ملنے کے لیے دیوی نے پہلے تو اچھے اچھے زیور اور کپڑے پہنے تھے مگر جب ملنے کا وقت آیا تو اُس نے وہ چیزین اُتار ڈالین اور بالکل سادہ وضع مین اُس کا انتظار کرنے لگی۔ دیوی پہلے نشی کے کہنے مین آگئی تھی۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر خود ہی پشیمان ہوئی۔ "ہے ہے مین نے یہ کیا کیا۔ کیا مین اپنی امیری دکھلا کر اُن کو پھانسنا چاہتی ہون"۔ اسی لیے اُس کی وضع اس وقت بالکل سادی ہے۔

برجیشر کو پہونچا کر نشی وہان سے چلی گئی۔ برجیشر کے پہونچتے ہی دیوی نے اُٹھ کر اُس کو پرنام کیا۔ برجیشر کو سخت حیرت ہوئی کیونکہ اور کسی نے اُس کو پرنام نہ کیا تھا۔ دیوی برجیشر کے سامنے کھڑی ہو گئی برجیشر نے دیکھا کہ واقعی دیوی کی مورت ہے۔ کیا ایسی صورت اور بھی کبھی نظر سے گذری ہے۔ ہان۔ برجیشر نے ایک مرتبہ ایسی ہی صورت دیکھی ہے۔ وہ صورت اور بھی زیادہ پیاری تھی۔ کیونکہ اسوقت اس دیوی کی کم سنی اور برجیشر کی نئی جوانی تھی۔ ہائے۔ اگر یہ وہی ہوتی یہ چہرہ دیکھکر برجیشر کو وہ چہرہ یاد آگیا۔ مگر یہ چہرہ وہ چہرہ نہین ہے۔ کیا بالکل مشابہ نہین ہے۔ ہے کیون نہین۔ کچھ کچھ مشابہت ہے۔ اسی وجہ

سے برجیشور منتحیر ہوکر دیکھنے لگا۔ مگر ہائے اُس کو مرے ہوئے تو عرصہ ہوا۔ پھر بھی بعض انسان ایک دوسرے سے اس قدر مشابہ ہوتے ہین کہ ایک کو دیکھکر دوسرا یاد آجاتا ہے۔ کیون برجیشور کیا یہ وہی بات ہے؟

برج نے بھی خیال کیا۔ مگر مشابہت ہی کے خیال سے برجیشور کے دل پر چوٹ لگی۔ آنکھون مین آنسو آگئے مگر ٹپکے نہین۔ اسیوجہ سے دیوی کو اُن آنسوؤن کا حال نہ معلوم ہوا۔ اگر معلوم ہوجاتا تو آج کچھ اور ہی کیفیت پیدا ہوجاتی۔ کیونکہ دونون یا دلون مین بجلیان بھری ہوئی تھین۔

پرنام کے بعد نیچی نظرین کیے ہوے دیوی کہنے لگی۔ "آج آپ کو مین نے زبردستی پکڑوا بلایا اور بڑی تکلیف دی۔ یہ مین نے کیون کیا۔ اُس کا حال آپ کو معلوم ہوچکا ہے۔ مہربانی کر کے میرا قصور معاف کیجیے"۔

برجیشور۔ آپ نے تو میری ہی بھلائی کے لیے یہ کام کیا۔

دیوی۔ آپ نے ہمارے یہان منھ جھوٹا کرکے پانی پی لیا۔ اس سے ہماری بڑی عزت ہوگئی آپ اعلے درجہ کے برہمن ہین۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کی عزت کرین۔ آپ ہمارے رشتہ دار بھی ہین۔ مین کچھ نذر کرتی ہون اُسکو قبول فرمایئے۔

برج۔ بیوی سے بڑھکر اور کون نعمت ہوسکتی ہے۔ آپ نے وہی نعمت مجھے بخشی ہے۔ اس سے بڑھکر اور آپ کیا دینگی۔

برجیشور تم نے یہ کیا کہا۔ بیوی سے بڑھکر اور نعمت نہین۔ تو پھر تم نے

اور تمھارے باپ نے پرمھل کو کیون نکال دیا تھا۔

پلنگ کے پاس ایک چاندی کی کلسی رکھی ہوئی تھی۔ دیوی نے اس کو وہان سے کھسکا کر برجیشر کے پاس رکھا اور کہا۔ وہ یہ آپ کو قبول کرنی ہوگی۔

برج۔ آپ کے بجرے پر سونے چاندی کی اس قدر بہتات ہے کہ اگر مین اس کلسی کا لینا منظور نہ کرون گا تو ساگر مجھسے جھگڑا کرے گی مگر ایک بات ہے

بات کیا ہے ؟ دیوی سمجھ گئی۔ کہنے لگی۔

"مین قسم کھا کر کہتی ہون کہ یہ چوری یا ڈکیتی کا مال نہین ہے۔ میرے پاس خود اپنی دولت ہے۔ اس کے قبول کرنے مین کوئی ہرج نہین"۔

برجیشر نے اس نذر کو قبول کیا خاندانی برہمن کا لڑکا۔ نذر لینے مین اسکو شرم نہ تھی۔ کلسی بھاری تھی۔ برجیشر اسکو بآسانی اُٹھا نہ سکا۔ کہنے لگا۔ "این۔ یہ کیا۔ کیا یہ کلسی ٹھوس ہے"۔

دیوی۔ نہین تو۔

برج۔ تو اس مین اتنا بھرا ہوا کیا ہے۔

یہ کہہ کر برجیشر نے کلسی مین ہاتھ ڈالا۔ ہاتھ باہر نکالا تو دیکھا کہ اشرفیان ہین وہ کلسی اشرفیون سے بھری ہوئی تھی۔

برج۔ ان اشرفیون کو نکال کر کہان رکھدون۔

دیوی۔ نکالنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ بھی آپ کی نذر ہین۔

برج۔ کیا ؟

دیوی - کیون ؟
برج - کتنی اشرفیان ہین ؟
دیوی - تینتیس ۳۳ سو !
برج - اتنی اشرفیان تو پچاس ہزار روپیہ سے زیادہ کی ہون - کیا ساگر نے روپئے کے بارے مین آپ سے کچھ ذکر کیا تھا ؟
دیوی - ساگر کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ آپ کو پچاس ہزار روپے کی بہت ضرورت ہے -
برج - تو وہی روپیہ آپ مجھے دے رہی ہین -
دیوی - یہ روپیہ میرا نہین ہے اور نہ مجھے اختیار ہے کہ مین اُس کو بخش دون - روپیہ دیوتا کا ہے - مین صرف امانت دار ہون - مین اپنے دیوتا کی طرف سے یہ روپیہ آپ کو قرض دیتی ہون -
برج - اس مین شک نہین کہ مجھے اتنے روپے کی بہت ضرورت آپڑی ہے اگر چوری ڈکیتی سے بھی مین اتنا روپیہ جمع کرون تو بھی شاید مین ملزم نہ قرار پاؤن کیونکہ اس روپیہ بغیر میرے باپ کی ذات نہ بچے گی - مین اس روپیہ کو لے لونگا - مگر اُس کو کب ادا کرنا ہوگا -
دیوی - دیوتا کا روپیہ ہے - اگر دیوتا کو مل جاوے تو کافی ہے - جب آپ کو میرے مرنے کی خبر معلوم ہو تو یہ روپیہ اور ایک اشرفی سود دیوتا کے کامون مین خرچ کر دیجیے گا -
برج - وہ خرچ تو میرا خرچ ہوگا - آپ کے قرضے کی ادائی نہ ہوگی - یہ مجھے منظور نہین ہے -
دیوی - تو جس طور پر آپ مناسب سمجھین اُس طور پر آپ ادا کر دیجیے گا -

برج۔ روپیہ کا بندوبست کرکے مین آپ کو ادا کردون گا۔
دیوی۔ آپ کا کوئی آدمی میرے پاس تک نہ پہونچ سکیگا۔
برج۔ مین خود روپیہ لیکر آؤن گا۔
دیوی۔ آپ کہان آئین گے۔ میرا قیام ایک جگہ نہین رہتا۔
برج۔ جہان آپ کہین وہان آؤن۔
دیوی۔ آپ اگر ٹھیک ٹھیک دن مقرر کردین تو مین مقام بتلا سکتی ہون۔
برج۔ ماگھ پھاگن تک امید ہے کہ مین روپیہ کا انتظام کرلون۔ مگر کچھ زیادہ وقت لینا اچھا ہے۔ بیساکھ مین روپیہ ادا ہوجائیگا
دیوی۔ اچھا تو بیساکھ کے اجالے پاکھ مین ششتمی کی شب کو آپ اسی گھاٹ پر روپیہ لیکر آجائیے گا۔ اُس شب کو جس وقت تک چاند غروب نہ ہوگا۔ مین یہان آپ کا انتظار کرون گی۔ چاند غروب ہونے کے بعد پھر مجھسے یہان ملاقات نہ ہوگی۔
برجیشر نے منظور کیا۔ دیوی نے خادماؤن کو حکم دیا کہ اُس کلسی کو لیجاکر کشتی پر رکھ دین۔ وہ کلسی لیکر وہان رکھ آئین۔ برجیشر بھی دیوی کو اشیرباد کہکر کشتی پر جارہا تھا کہ دیوی نے روک کر کہا۔
”ایک بات اور باقی ہے۔ یہ روپیہ تو آپ کو قرض دیا ہے۔ نذرانہ کہان دیا!“
برج۔ وہ کلسی نذرانے مین ہے۔
دیوی۔ وہ نذرانہ آپ کے قابل نہین۔
یہ کہکر دیوی نے اپنی انگلی سے ایک انگوٹھی نکالی۔ برجیشر نے خوش خوش اُس کے لینے کے لیے ہاتھ بڑھایا۔ دیوی نے اس کے ہاتھ پر انگوٹھی نہ

رکھی - بلکہ برجبشیر کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین تھام لیا - وہ اپنے ہاتھ سے انگوٹھی پہنائے گی -

برجبشیر نہایت مستقل مزاج شخص تھا مگر اُس کے دل مین جنبش پیدا ہوگئی بیرونی جسم کے رونگٹے کھڑے ہوگئے - مگر اندر رگون مین آبحیات سا دوڑ گیا - مستقل مزاج برجبشیر کو اپنا ہاتھ ہٹا لینے کی یاد نہ رہی - بعض موقعے ایسے ہی ہوتے ہین کہ انسان اپنا کام بھول جاتا ہے -

جس وقت برجبشیر کے دل مین جنبش پیدا ہوگئی تھی اور دیوی اُسکی انگلی مین آہستہ آہستہ انگوٹھی پہنا رہی تھی اس وقت دو گرم گرم آنسو برجبشیر کے ہاتھ پر پڑے - برجبشیر نے دیکھا کہ دیوی کے گالون پر آنسو بہ رہے ہین - برجبشیر تھا تو مستقل مزاج - مگر دل مین اُس وقت کیسی ہل چل مچ گئی - پہلے ایک مرتبہ جس چہرے کو دیکھا تھا وہ یاد آگیا - غالبًا اُس شب کو اُس چہرے پر بھی یون ہی آنسو بہے ہونگے - اور اُن آنسوؤن کا پوچھنا بھی یاد آگیا ہوگا - کیا یہ وہی ہے - کیا وہ یہی تھی - ان خیالات نے دل مین ایک تلاطم بپا کر دیا - برجبشیر کی سمجھ مین کچھ نہ آیا - نہ معلوم کیون سمجھ مین نہ آیا - مگر اُس نے اپنا ہاتھ دیوی کے شانے پر رکھا - اور دوسرے ہاتھ سے اُسکا منھ اوپر کو اُٹھایا - غالبًا اُس کو وہ چہرہ پربھل کے چہرے کی طرح معلوم ہوا - اسی خود رفتگی کے عالم مین برجبشیر نے آنسوؤن سے بھیگے ہوئے گلاب کی پنکھڑی سے سُرخ سُرخ ہونٹون کا ———

کیون - برجبشیر - پھر وہی حرکت -

اس وقت برجبشیر جھجک کر پریشان ہوا - ”ہائے مین نے یہ کیا کیا - کیا یہ پربھل ہے - وہ تو دس برس ہوئے مرگئی“ - برجبشیر اسی پریشانی مین

وہان سے تیز تیز قدم رکھتا ہوا چل دیا اور جا کر کشتی مین دم لیا۔
ساگر کو بھی ساتھ نہ لے گیا۔ ساگر بھی یہ کہتی ہوئی کہ "پکڑو۔ پکڑو۔ قیدی بھاگا جاتا ہے" اس کے پیچھے پیچھے جا کر کشتی پر سوار ہوئی۔ ملاحون نے اُن دونون کو برجیشر کے بجرے پر پہونچا دیا۔
ادھر نشی نے آکر دیکھا کہ دیوی ایک تختے پر پڑی ہوئی رو رہی ہے نشی نے اُٹھا کر بٹھلایا۔ آنسو پوچھے۔ جب کسیقدر سکون ہوا تو کہنے لگی۔
"یہ کیا ہے بہن۔ تمھارا وہ بے لوث دھرم کیا ہوا۔ کیا بھی سنیاس ہے۔ بہن وہ بھگوان کے قول اسوقت بھول گئین"۔
دیوی نے کچھ جواب نہ دیا۔ نشی کہنے لگی۔ وہ سب کام عورتون کے نہین ہین۔ اگر کسی عورت کو اُس راستے پر چلنا ہو تو اُسکو ہماری طرح ہونا چاہیے۔ ہمارے رولانے کے لیے کوئی برجیشر نہین ہے۔ ہمارا برجیشر اور ایشر ایک ہی ہے۔
دیوی۔ نے اپنے آنسو پوچھکر کہا۔ "تم جہنم مین جاؤ۔"
نشی۔ کیا حرج ہے۔ مگر تم بھی سنیاس چھوڑ کر گھر جاؤ۔
دیوی۔ اگر گھر کی راہ بند نہ ہوتی تو مین اس راہ پر کبھی نہ آتی۔ اچھا اب کہہ دو کہ بجرا کھول دین۔
بجرے کے چار پال کھول دیئے گئے۔ بجرا چھوٹا اور چشم زدن مین وہان سے غائب ہوگیا۔

نواں باب

برجیشر اپنے بجرے میں آکر سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا۔ ساگر سے بات نہیں کرتا۔ دیکھا کہ دیوی کے بجرے کے پال کھلے اور وہ وہاں سے غائب ہوگیا۔ اس وقت ساگر سے پوچھا۔

"وہ بجرا کہاں گیا؟"

ساگر۔ اس کا حال دیوی کے سوا کسی کو معلوم نہیں وہ ایسی باتیں کسی سے نہیں کہتیں۔

برج۔ دیوی کون ہے؟

ساگر۔ دیوی دیوی ہے۔

برج۔ تمھاری کون ہے؟

ساگر۔ بہن۔

برج۔ کیسی بہن؟

ساگر۔ "دودھی"

برجیشر۔ پھر خاموش ہوگیا۔ ملاحوں سے پکار کر پوچھا۔ "تم لوگ بڑے بجرے کے ساتھ جا سکتے ہو۔"

ملاحوں نے جواب دیا۔ "حضور یہ ہمارے امکان سے باہر ہے وہ بجرا تو تارے کی طرح ٹوٹتا ہے۔"

برجیشر پر پھر سکوت کا عالم طاری ہوا۔ ساگر کو نیند آگئی۔

صبح ہوئی۔ برجیشر کا بجرا وہاں سے روانہ ہوا۔

سورج نکلتے وقت ساگر برجیشر کے پاس آکر بیٹھی - برجیشر نے پوچھا "کیا دیوی ڈکیتی کرتی ہے؟"

ساگر - تم کیا خیال کرتے ہو -

برج - ڈکیتی کا سامان تو سب موجود تھا - اگر چاہے تو ڈکیتی کرسکتی ہے پھر بھی یقین نہیں آتا کہ وہ ڈکیتی کرتی ہوگی -

ساگر - کیوں یقین کیوں نہیں آتا -

برج - یہ نہیں کہہ سکتا - بغیر ڈکیتی کے اتنی دولت کہاں سے پائی -

ساگر - بعض لوگ کہتے ہیں کہ کسی دیوتا کی دعا سے اس کو اتنی دولت مل گئی - بعض کہتے ہیں کہ کوئی دفینہ ہاتھ لگ گیا - بعض کا قول ہے کہ دیوی کیمیا بنانا جانتی ہے -

برج - دیوی کیا کہتی ہے -

ساگر - دیوی کہتی ہے کہ اس کی ایک کوڑی بھی نہیں ہے - سب دولت پرائی ہے -

برج - تو کیا پرائی دولت لیکر اسقدر ٹھاٹھ بنائے ہیں - اور وہ شخص کچھ نہیں کہتا -

ساگر - دیوی تو کچھ امیری نہیں کرتی - موٹے چاول کھاتی ہے - خالی زمین پر سوتی ہے - گاڑھا پہنتی ہے - کل تم نے جو سامان دیکھا وہ صرف ہم لوگوں کی وجہ سے تھا - تمھارے ہاتھ میں یہ کیا ہے

ساگر نے برجیشر کے ہاتھ میں نئی انگوٹھی دیکھی -

برجیشر نے جواب دیا - "کل دیوی نے یہ انگوٹھی مجھے نذر میں دی تھی"

ساگر - دیکھوں -

برجنیشر نے انگوٹھی نکال کر ساگر کو دیدی۔ ساگر نے ہر ا پھرا کر اسکو بغور دیکھا۔ کہنے لگی۔ اس میں دیوی رانی کا نام لکھا ہے۔

برج۔ کہاں۔

ساگر۔ اندر۔ فارسی میں۔

برج۔ (پڑھکر) ایں۔ ارے۔ یہ کیا۔ یہ تو میرا نام لکھا ہے۔ یہ انگوٹھی تو میری ہے۔ ساگر تمھیں میرے سر کی قسم ہے جھوٹ نہ بولنا۔ بتاؤ تو دیوی کون ہے۔

ساگر۔ اگر تم پہچان نہ سکو تو میرا کیا قصور۔ میں نے تو دم بھر کے بعد پہچان لیا تھا۔

برج۔ تو کون ہے۔ کون۔ دیوی کون ہے۔

ساگر۔ پرپھل۔

برجنیشر کے منھ سے اور بات نہ نکلی۔ ساگر نے دیکھا کہ پہلے تو برجنیشر کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ پھر خوشی کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ چہرے پر روشنی آنکھوں میں چمک۔ بدن میں چستی نمودار ہوئی۔ مگر اس کے بعد ہی فوراً ساگر نے دیکھا کہ وہ روشنی دھیمی ہو گئی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی گہرے بادل نے آکر اس چمک دار چہرے کو گھیر لیا۔ برجنیشر نہ بولتا تھا۔ نہ اسکے جسم میں حرکت تھی۔ اس کے بعد وہ ساگر کی طرف دیکھتا رہا۔ دیکھتے دیکھتے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ ساگر کی گود میں اپنا سر رکھکر لیٹ گیا۔ ساگر نے پریشان ہو کر بہت کچھ پوچھا پاچھا مگر کسی بات کا جواب نہ ملا۔ ایک مرتبہ برجنیشر نے کہا۔ "وہ پرپھل ڈاکو۔ ہا"۔

دسوان باب

برجیشر اور ساگر کو رخصت کر کے دیوی رانی - ہا - دیوی کہان گئی - وہ نفیس پوشاک - وہ ڈھاکے کی ساری - وہ جواہرات کیا ہوئے - دیوی نے سب چھوڑ دیا - سب سے اپنی طبیعت کو ہٹا لیا - صرف ایک موٹی ساری پہنے ہوئے ہے اور ہاتھ مین ایک پتھر کی چوڑی ہے - بجرے کے ایک کنارے تختے پر ایک ٹاٹ کا ٹکڑا بچھا لیا اور اس پر دیوی لیٹ رہی - معلوم نہین کہ نیند آئی یا نہین -

صبح کے وقت ایک مناسب مقام پر بجرا روکا گیا - دیوی اوتر کر دریا مین نہائی - نہانے کے بعد وہی بھیگی ساری پہنے رہی - پیشانی اور سینہ پر گنگا کی بالو لگائی - بھیگے ہوئے بال خشک ہونے کے لیے کھول دیئے اُس وقت دیوی پر جس قدر جوبن معلوم ہوتا تھا وہ گذشتہ رات کی بیش بہا پوشاک اور زیورات مین نظر نہ آیا تھا - اُن جواہرات مین دیوی رانی معلوم ہوتی تھی - آج گنگا کی بالو سے آراستہ ہو کر وہ دیوتا معلوم ہوتی ہے جو خوبصورت ہے وہ مٹی چھوڑ کر ہیرا کیون استعمال کرے -

اسی بھیس مین دیوی ایک عورت کو ساتھ لیے ہوئے دریا کے کنارے کنارے چلی - کچھ دور جا کر جنگل کے اندر داخل ہوئی - ہم بات بات مین جنگل کا ذکر کرتے ہین - بات بات مین ڈکیتی کا بیان کرتے ہین - ناظرین یہ خیال نہ کرین کہ ہم مبالغہ کرتے ہین یا جنگل اور ڈاکے کے ذکر مین ہمکو بہت لطف آتا ہے - جس زمانے کا قصہ ہم بیان کر رہے ہین اُس زمانے

مین وہ حصہ ملک جنگل سے بھرا ہوا تھا۔ اب بھی جا بجا بہت ہی گھنا اور خوفناک جنگل باقی ہے۔ بہت سا جنگل تو ہم نے اپنی آنکھون دیکھا ہے۔

اُس زمانے مین ڈکیتی کرنا تو کوئی بات ہی نہ تھی۔ ملک مین بدعملی پھیلی ہوئی تھی۔ جن لوگون کے ہاتھ پاؤن مین طاقت تھی وہ ڈکیتی کرتے تھے۔ جو دبلے پتلے نحیف یا بیوقوف ہوتے انھین کا شمار "بھلے مانسون" مین ہوتا۔ ڈکیتی کرنا عیب مین داخل نہ تھا۔

دیوی جنگل مین گھسنے کے بعد بھی بہت دور تک چلی گئی۔ ایک درخت کے نیچے پہونچکر ساتھ والی عورت سے کہا۔

"دیوا۔ تو یہین بیٹھ۔ مین ابھی آتی ہون۔ یہان پر شیر یا بھیڑیے بہت کم ہین۔ اگر ہون بھی تو تیرے لیئے خوف نہین ہے۔ پہرے پر لوگ موجود ہین"۔

یہ کہکر دیوی اور بھی گھنے اور دشوار گذار جنگل مین گھسی۔ اُس مین ایک تہ خانہ تھا۔ ایک پرانا ویران مندر نظر آتا تھا جس مین دن دوپہر اندھیرا رہتا تھا۔ وہان پر ایک سیڑھی کے ذریعہ سے اُس تہ خانے مین جانے کی راہ تھی۔

اُس تہ خانہ مین ایک چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ ایک جانب مہا دیو کی مورت اُس مورت کے سامنے بیٹھا ہوا ایک برہمن پوجا کر رہا تھا۔ دیوی نے مہا دیو کو ڈنڈوت کی اور اُس برہمن سے کسی قدر فاصلے پر بیٹھ گئی تھوڑی دیر مین اُس برہمن نے پوجا ختم کی اور دیوی سے باتین کرنے لگا۔

برہمن - بیٹی - کل رات تم نے کیا کیا - کیا تم نے ڈکیتی کی -
دیوی - آپ کیا خیال کرتے ہین -
برہمن - مین کچھ نہین کہہ سکتا -
یہ برہمن کوئی اور نہین ہے - وہی ہمارے جانے ہوئے بھوانی پاٹھک
دیوی - آپ کچھ نہین کہہ سکتے - گویا آپ مجھ سے واقف نہین - آج
دس برس سے اس ڈاکوؤن کے گروہ کے ساتھ ساتھ ہون لوگ
سمجھتے ہین کہ جس قدر ڈکیتی ہوتی ہے سب مین ہی کرتی ہون -
مگر مین نے تو کبھی ایک دن بھی یہ کام نہین کیا - اس کا حال آپکو
بخوبی معلوم ہے اسپر آپ یہ فرماتے ہین کہ "مین کچھ نہین کہہ سکتا"
بھوانی - خفا ہونے کی بات نہین ہے - ہم لوگ جس غرض سے ڈکیتی
کرتے ہین اُس کو ہم خراب کام نہین سمجھتے - اگر وہ خراب ہوتا تو مین
ایک دن بھی اس کام کو نہ کرتا - تم بھی غالباً اس کام کو بُرا نہین
سمجھتین ورنہ دس برس ———
دیوی - اس معاملے مین میری رائے اب بدل گئی - اتنے دنون تک
مین آپ کی باتون سے بھول مین رہی - اب بھول نہ ہوگی -
اگر پرایا مال لے لینا خراب کام نہین ہے تو اس سے بڑھکر اور
گناہ کیا ہو سکتا ہے - مین اب آپ لوگون سے کوئی واسطہ نہ رکھونگی -
بھوانی - خوب - کیا اُن باتون کو بار بار سمجھانا پڑے گا - اگر اس ڈکیتی
کے مال سے مین ایک کوڑی بھی لے لیتا تو ضرور گنہگار ہوتا - مگر تم کو
تو معلوم ہے کہ ہم اور لوگون کو دینے کے لیے ڈکیتی کرتے ہین -
جو ایما ندار اور اچھے آدمی ہین - جو دیانتداری سے روپیہ کماتے ہین

جن کی دولت لٹ جانے سے اُن کو کھانے پہننے کی تکلیف ہو۔ ایسے لوگون کا ایک پیسہ بھی ہم لوگ نہین چھوتے۔ جو لوگ بے ایمان۔ اور دغاباز ہین۔ جو ظلم یا فریب سے کسی کا مال لے لیتے ہین ہم لوگ اُنکو لوٹتے ہین۔ لوٹ کر وہ مال ہم لوگ نہین لے لیتے بلکہ اُن لوگون کو تلاش کر کے پھیر دیتے ہین۔ جن سے اُن ظالمون نے چھینا تھا۔ تم کو تو یہ سب حال معلوم ہے۔ ملک مین کوئی راجہ نہین۔ ریاست کیونکر ہو۔ جو پاتا ہے دوسرے کا مال چھین لیتا ہے۔ ہم لوگون نے تم کو رانی بنایا اور تمھارے نام سے ظالم کو سزا دیتے ہین۔ مظلوم کو بچاتے ہین اس مین کیا گناہ ہے۔

دیوی۔ آپ جس کو چاہین گے اُسی کو راجہ رانی بنا لین گے۔ مجھے معاف کیجیے مجھ سے اب رانی کا کام نہین ہو سکتا۔

بھوانی۔ راج کے کام کے لیے اور کوئی ایسا موزون نہین اور نہ کسی اور کے پاس اتنی دولت ہے۔ تمھاری خیرات کی وجہ سے سب لوگ تمھارے فرمان بردار رہتے ہین۔

دیوی۔ مین اپنی ساری دولت آپ کو دیتی ہون۔ جس طور پر مین صرف کرتی ہون اسی طرح آپ بھی صرف کرینگے۔ مین نے ارادہ کر لیا ہے کہ مین اب جا کر کاشی مین رہون گی۔

بھوانی۔ صرف دولت ہی کی وجہ سے سب لوگ تمھارے مطیع نہین ہین تم صورت مین رانی ہو۔ سیرت مین بھی رانی ہو۔ بہت لوگ تم کو اصل بھگوتی سمجھتے ہین۔ کیونکہ تم سنیاسنی ہو اور ماں کی طرح اور لوگون کے دکھ درد کا خیال رکھتی ہو۔ تم سچی ہمدردی سے دل کھول کر خیرات

کرتی ہو اور حسن مین بھی دیوی ہو۔ انھین باتون سے ہم لوگ تمھارا نام لیکر انتظام کرتے ہین ورنہ ہم لوگون کو کون مانتا۔

دیوی۔ تبھی تو لوگ کہتے ہین کہ مین ڈکیتی کرتی ہون۔ یہ کلنک کا ٹیکا تو مرنے سے بھی نہ مٹے گا۔

بھوانی۔ اس مین کلنک کا ہے کا۔ آجکل اس سرزمین پر کون ایسا ہے جس کو ڈاکو کے نام سے شرم آتی ہے۔ یہ بھی نہ سہی۔ نیک کام مین بدنامی اور نیکنامی کا خیال ہی کیا۔ اگر بدنامی کا خیال ہوا تو وہ کام بے لوث کیونکر ہوگا۔ کیا تم اپنی بدنامی بچانے کے لیے دوسرے کی تکلیف کو گوارا کروگی۔ ان باتون مین خود فراموشی کہان ہے۔

دیوی۔ مین آپ سے بحث مین جیت نہین سکتی۔ آپ لائق پنڈت ہین۔ میری سمجھ مین جو کچھ آیا وہ مین نے عرض کر دیا۔ مجھ سے اب رانی کا کام نہین ہوتا۔ اور نہ یہ کام اچھا معلوم ہوتا ہے۔

بھوانی۔ اگر اچھا نہین معلوم ہوتا تو کل رنگ راج کو ڈکیتی کے لیے کیون بھیجا تھا۔ کل کا حال مجھ سے پوشیدہ نہین ہے۔

دیوی۔ اگر حال پوشیدہ نہین ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہوگا کہ کل رنگ راج نے ڈکیتی نہین کی۔ صرف ڈکیتی کا بہانہ تھا۔

بھوانی۔ کیون مجھے اس کا حال نہین معلوم۔

دیوی۔ ایک شخص کو پکڑ بلایا تھا۔

بھوانی۔ کس شخص کو۔

دیوی کی زبان پر اس کے شوہر کا نام نہ آتا تھا۔ مگر اس موقع پر بغیر نام لیے بھی نہ بنتی تھی۔ بھوانی ٹھاکر کو دھوکا دینا مشکل تھا۔ مجبوراً

دیوی نے جواب دیا۔
"اس کا نام ہربلبھ رائے "۔

بھوانی - میں اس کو جانتا ہوں۔ تم کو اس سے کیا کام تھا۔

دیوی اس کو کچھ دینا چاہتی تھی۔ ٹھیکہ دار نے اس کے باپ پر گرفتاری کا پروانہ جاری کرایا تھا۔ کچھ دے کر برہمن کی ذات بچا دی۔

بھوانی - اچھا نہیں کیا۔ ہربلبھ رائے بہت خراب آدمی ہے۔ اس نے خواہ مخواہ اپنی سمدھن کو بدنام کیا تھا۔ ایسے آدمی کی ذات اگر چلی جاتی تو اچھا تھا۔

دیوی - سمدھن کو کیونکر بدنام کیا تھا۔

بھوانی - ہربلبھ کی بہو کا اور کوئی نہ تھا۔ صرف ماں تھی۔ ہربلبھ نے ماں کو چھناری کہکر بہو کو گھر سے نکال دیا۔ اسی رنج میں اس بہو کی ماں مرگئی۔

دیوی - اور بہو۔

بھوانی - سنتا ہوں کہ وہ بھی فاقے کرتے کرتے مرگئی۔

دیوی - ہم لوگوں کو ان سب باتوں سے کیا غرض۔ ہم جس کو مصیبت میں دیکھیں گے اسی کی مدد کرینگے۔

بھوانی - اس میں حرج نہیں۔ مگر آج کل بہت سے ایسے غریب بھلے مانس ہیں جن کے پاس ٹھیکہ دار نے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی۔ اگر تھوڑا تھوڑا بھی ان کو کچھ دے دیا جائے تو کھا پی کر ان کے بدن میں کسیقدر طاقت آجائے۔ بدن میں طاقت آتے ہی سے وہ لاٹھی کے زور سے اپنے اپنے حقوق پھر واپس لے لیں گے۔ کسی روز جلد دربار کر کے ان بیچاروں کی تکلیف رفع کردو۔

دیوی۔ تو آپ مشتہر کر دیجیے کہ اگلے سوموار کو اسی جگہ دربار ہوگا۔
بھوانی۔ اب یہاں تمہارا قیام نہوگا۔ انگریزون کو تمھارے اس مقام پر ہونے کا پتہ معلوم ہوگیا۔ پانچسو سپاہی تمھاری تلاش مین ادھر روانہ ہوئے ہین۔ اس لیے یہاں دربار کرنا مناسب نہین۔ مین نے مشتہر کر دیا ہے کہ بیکنٹھ پور کے جنگل مین دربار ہوگا۔ اور سوموار کا دن بھی مقرر کر دیا ہے۔ سپاہیون کی ہمت نہ پڑیگی کہ اس جنگل مین جائین اگر ہمت کرین گے تو جان سے جائین گے۔ حسب خواہش روپیہ لیکر آج ہی تم اُس جنگل کو روانہ ہو جاؤ۔
دیوی۔ اس مرتبہ جاتی ہون۔ مگر اس مین شک ہے کہ مین آیندہ اس کام کو کرون گی یا نہین۔ اب میرا جی اس سے ہٹ گیا ہے۔
یہ کہکر دیوی وہان سے رخصت ہوئی۔ جنگل سے باہر آکر پھر اپنے بجرے پرسوار ہوئی۔ سوار ہوکر رنگ راج کو چپکے چپکے یہ ہدایت کی "اگلے سوموار کو بیکنٹھ پور مین دربار ہوگا۔ بجرا اسی وقت کھولدو۔ اور وہین چلو۔ برق انداز ون سے کہہ دو کہ دیوی گڑھ ہوکر جائین۔" یہ کہتے ہی مستولون پر تین چار پال نظر آئے۔ آن مین ہوا بھرنے لگی۔ کشتی بھی اسی بجرے مین باندھ دی گئی۔ اُس مین ساٹھ ملاح اپنے اپنے ہاتھون مین ڈانڈ لئے ہوئے بیٹھے تھے۔ سب نے مل کر "رانی جی کی جے" کی صدا بلند کی اور بجرا وہان سے تیر کی طرح چھوٹا۔ ادھر دریا کے کنارے کنارے بہت سے لوگ جا رہے تھے۔ صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ مسافر ہین۔ ہر ایک کے ہاتھ مین ایک ایک لاٹھی تھی۔ یہی لوگ دیوی کے برق انداز تھے

گیارھوان باب

سوموار کے روز صبح کو سورج نکلتے وقت دیوی رانی کا دربار ہے
بیکنٹھ پور کا گھنا جنگل - اُس مین کوئی تین سو بیگہ زمین صاف کی گئی - زمین
صاف ہوئی مگر بڑے بڑے درخت نہین کاٹے گئے اُن کے سایے مین
لوگ کھڑے ہون گے - اسی صاف کی ہوئی زمین پر کوئی دس ہزار آدمی
جمع ہوئے - اُس مجمع کے وسط مین دربار کا مقام - ایک بڑا شامیانہ درختون
کی شاخون مین باندھ کر ٹانگا گیا - اُس کے نیچے ایک چھوٹا کمخواب کا
شامیانہ چاندی کی چوبون پر استادہ - اس مین موتی کی جھالر -

اس کے نیچے صندل کے تختون کا چوکا - چوکے پر بہت موٹا قالین بچھا
ہوا قالین پر ایک گنگا جمنی سنگھاسن - سنگھاسن پر مرصع کار مسند - اُس
روز دیوی کی سجاوٹ بھی اعلی درجے کی تھی - ریشمی خانہ دار ساری - ہر خانہ
مین ایک ایک ہیرا ٹنکا ہوا - سارا جسم جواہرات سے پر - صرف کسی کسی مقام
پر جسم کی گوری گوری رنگت جھلکتی تھی - گلے مین موتیون کا اتنا بڑا ہار تھا
کہ سینے پر کوئی اور شے نظر نہ آتی تھی - سر پر جواہرات کا مکٹ - دونون جانب
چار خوش پوشاک جوان عورتین چنور جھل رہی ہین - اِدھر اُدھر سلیقے سے چوبدار
اور عصا بردار چاندی کی عصائین لیے ہوئے مؤدب کھڑے ہین - اور دیوی
کے سنگھاسن کے آس پاس کوئی پانچ سو برق انداز صف بستہ موجود -
سب کی سرخ وردیان - لال پگڑیان - لال دھوتی - پاؤن مین سرخ جوتے
ہاتھون مین ڈھال اور برچھے - شامیانے کے چارون جانب سرخ پھریرے

اوڑ رہے ہین۔

دیوی کا سنگاسن پر بیٹھنا تھا کہ دس ہزار آدمی ایک ساتھ پکار اُٹھے "دیوی رانی کی جے"۔ اس کے بعد دس لڑکے اچھی اچھی پوشاکین پہنے دیوی کے سامنے پیش ہوے اور اُنھون نے دیوی کی تعریف مین کچھ اشلوک نہایت خوش الحانی سے پڑھے۔

اُس کے بعد اُن دس ہزار آدمیون کے مجمع سے ایک ایک شخص کو رنگ راج نے پیش کرنا شروع کیا۔ ہر شخص رانی کے سامنے آکر دست بستہ پرنام کرتا۔ بوڑھون یا برہمنون کو بھی پرنام کرنے مین تکلف نہ ہوتا تھا کیونکہ اُن کا عقیدہ تھا کہ دیوی مین بھگوتی کا اثر ہے۔ اور وہ مصیبت زدون کی مدد کے لئے آئی ہے۔ اسی وجہ سے کوئی شخص نہ اُس کا پتہ انگریزون کو دیتا اور نہ اُس کی گرفتاری مین معاون ہوتا تھا۔ جو شخص دیوی کے سامنے پیش ہوتا تھا دیوی اس سے نہایت ہی ملائم اور شیرین الفاظ مین اُسکا حال دریافت کرتی اور جس کی جس طور کی ضرورتین ہوتین انھین کے اندازے سے اُس کو روپیہ دیتی۔

اسی طور پر صبح سے شام تک دیوی خیرات کرتی رہی۔ شام کے بعد ایک پہر رات گذر گئی۔ اس وقت خیرات ختم ہوئی۔ دیوی نے صبح سے ایک گھونٹ پانی بھی نہ پیا تھا۔ دیوی کی ڈکیتی اسی قسم کی تھی اور کسی قسم کی ڈکیتی وہ نہ کرتی تھی۔

چند دنون بعد رنگ پور کے گڈ لیڈ صاحب کو خبر پہونچی کہ بکینٹھ پور کے جنگل مین دیوی رانی کا گروہ جمع ہوا ہے۔ یہ بھی خبر اوڑی کہ بہت سے ڈاکو اپنا اپنا حصہ لیکر اپنے اپنے گھرون کو واپس جا رہے ہین جو لوگ کہ دیوی سے خیرات لیکر اپنے اپنے گھرون کو واپس آگئے تھے وہ سب کے سب

سنکر تھے۔ کہتے تھے کہ "روپیہ کہان ہے"۔ وجہ یہ تھی کہ اگر ٹھیکہ دار کو اُن لوگون کے روپیہ پانے کا حال معلوم ہو جاتا تو وہ سب روپیہ چھین لیتا۔ روپیہ پاکر لوگون نے خرچ کرنا شروع کیا۔ بہر حال سب کو اس بات کا یقین ضرور تھا کہ دیوی کے ہاتھ کوئی بڑی رقم لگ گئی ہے۔

بارھوان باب

برجیشر نے اپنے گھر پہونچ کر اپنے باپ کی قدمبوسی کی۔ ہرلبھہ نے اور باتون کے بعد پوچھا۔ "اصل بات تو کہو۔ روپیہ کا کیا ہوا۔"
برجیشر۔ نے کہا۔ "سسرال مین روپیہ نہین ملا۔" یہ سُنکر ہرلبھہ کا چہرہ فق ہوگیا کہنے لگا۔ "تو روپیہ نہین ملا"۔
برج۔ سسرال مین تو نہین ملا۔ مگر اور ایک جگہ سے مل گیا۔
ہرلبھہ۔ تو مل گیا۔ ابھی تک کیون نہ کہا۔ ایشر نے آبرو رکھ لی۔
برج۔ مین ابھی فکر مین ہون کہ روپیہ جہان سے ملا ہے وہان سے لینا مناسب ہے یا نہین۔
ہر۔ کس نے دیا ہے۔
برجیشر۔ بغلین جھانکنے لگا سر کھجلا تے کھجلاتے کہا۔
"اس کا نام یاد نہین آتا۔ وہی نا۔ وہ عورت جو ڈکیتی کرتی ہے"۔
ہر۔ کون۔ دیوی رانی۔
برج۔ ہان وہی۔

ہر - اس سے روپیہ ملا کیونکر۔
برج - اتفاق تھا کہ مل گیا۔
ہر - خراب آدمی کا روپیہ ہے۔ لکھا پڑھی کیا ہوئی۔
برج - لکھنے پڑھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ مگر اندیشہ یہ ہے کہ جو شخص گناہ کا مال لیتا ہے وہ بھی گناہ کا شریک سمجھا جاتا ہے اسی وجہ سے میرا دل نہیں چاہتا کہ یہ روپیہ لیا جائے۔
ہر نے بگڑ کر کہا۔
روپیہ نہ لوگے تو کیا مجھے قید خانے بھجواؤ گے۔ روپیہ قرض لیا ہے قرض میں اس کی کیا فکر کہ گناہ کا روپیہ ہے یا بیگناہی کا۔ اور بھلا ثواب کا روپیہ کہاں ملے گا۔ ان جھگڑوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہاں بڑے خوف کی بات تو یہ ہے کہ ڈاکو کا روپیہ۔ کچھ لکھا پڑھی بھی نہیں ہوئی اگر وقت پر نہ پہونچا تو گھر بار لٹ جائے گا۔
برجیشر نے کچھ جواب نہ دیا۔
ہر - قرضے کی میعاد کیا ہے۔
برج - آیندہ بیساکھ میں اوجالے پاکھ کی ستمی کو چاند کے غروب ہونے تک
ہر - مگر وہ تو ڈکیتی کرتی ہے۔ اس کا پتہ نہیں ملتا - وہ ہوگی کہاں۔ جہاں روپیہ بھیجا جائے گا۔
برج - اس روز شام کے بعد وہ موضع سندھان پور کے کال ساجی گھاٹ پر بجرے میں آئے گی - روپیہ وہیں بھیج دینا ہوگا۔
ہر - بہتر۔ تو اس روز اسی جگہ روپیہ بھیج دیا جائے گا۔
برجیشر وہاں سے رخصت ہوا۔ ہر بلبھ نے اس وقت دل ہی دل

مین سوچنا شروع کیا - بالآخر یہ طے کیا - ہان تو اُس کو مین روپیہ واپس دون گا - حرامزادی کو پکڑوا دیا ہو تو سہی - اگر بیاکھ کی ستمی کو کپتان صاحب اپنے سپاہی لے کر اُس کے بجرے پر نہ پہونچ جائین تو میرا نام ہرملیہہ نہین - پھر اُس کو مجھ سے روپیہ مانگنے کا موقع ہی نہ رہے گا -

ہرملیہہ نے اس کار خیر کے ارادے کو اپنے ہی دل مین رکھا - برجیشر کو کانون کان اُس کی خبر نہ کی -

ادھر ساگر نے برمھ دیدی سے جا کر کہا کہ برجیشر ایک رانی کے بجرے پر گئے اور اُس سے بیاہ کیا - ساگر نے بہت کچھ منع کیا مگر برجیشر نے نہ مانا - وہ رانی چھوٹی ذات کی عورت ہے اور اُس کی دو شادیان پہلے ہو چکی ہین - برجیشر بے دھرم ہو گیا - اب ساگر اُس کا جوٹھا نہ کھائے گی -

برمھ دیدی نے ان سب باتون کا حال برجیشر سے پوچھا - اُس نے جواب دیا - "ہان ساگر سچ تو کہتی ہے - مگر اس رانی کی ذات وہی ہے جو میرے باپ کی خالہ کی ہے - اور رہا شادیون کا معاملہ - میری بھی تین شادیان ہوئین اور اُس کی بھی یہ تیسری شادی تھی"۔

برمھ دیدی تو سمجھ گئی کہ یہ بات جھوٹھ ہے - مگر ساگر کا منشا یہ تھا کہ ان باتون کی خبر نین تارا کو ہو جائے - وہ منشا دم بھر مین پورا ہو گیا - نین تارا اول تو ساگر کو دیکھ کر یون ہی جل گئی تھی - اس پر اُس خبر نے اور آگ لگا دی کہ شوامی نے ایک بوڑھی عورت سے شادی کی ہے - نین تارا آگ بگولا ہو گئی - نتیجہ یہ ہوا کہ نین تارا کے

پاس برجیشر کا جانا محال ہو گیا - اور ساگر اس زمانہ مین خاص محل ہو گئی -

ساگر کا منشا تو پورا ہو گیا - مگر بہن تارا نے ایک آفت برپا کر دی جا کر گنی کے پاس فریاد کی - گنی نے کہا -

"بیٹی - تو تو پاگل ہو گئی ہے - بھلا برہمن کا لڑکا کسی چھوٹی ذات کی عورت سے شادی کرے گا - تجھے سب چھیڑتے ہین اور تو ہین جاتی ہے"

تب بھی بہن تارا کا وہم دور نہ ہوا - کہنے لگی - "اور جو سچ مچ بیاہ کر ہی لیا ہو" - گنی نے جواب دیا -

"اگر سچ ہی ہوگا تو کیا کرون گی - گاجے باجے سے بہو کو گھر مین اتارونگی اپنے لڑکے کی بیوی چھوڑی تو نجاتی گی -

یہ باتین ہو رہی تھین کہ برجیشر وہان پہونچا - بہن تارا وہان سے چلی گئی - برجیشر نے مان سے پوچھا "مان - تم بھی کیا کہتی تھین"

گنی نے جواب دیا - "وہ مین یہ کہہ رہی تھی کہ اگر تم پھر شادی کرو تو مین پھر گاجے باجے سے بہو کو گھر مین اوتارون"

برجیشر افسردہ خاطر ہو کر وہان سے چلا گیا -

شام کو جب کرتا کھانا کھانے کے لئے گھر مین آئے تو گنی نے پنکھا جھلتے وقت اُن سے یہ باتین بیان کین - کرتا نے پوچھا "تمھاری کیا خوشی ہے"

گنی - بات یہ ہے کہ ساگر بہو گھر مین ٹک کر رہتی نہین - اور بہن تارا میرے لڑکے کے قابل نہین - اگر کسی اچھی جگہ برج اور شادی

کرے تو مین بڑی خوش ہون۔

کرتا - برج کا منشا بھی دریافت کرنا۔ اگر اُس کی خوشی ہوگی تو مین کہین
اچھی جگہ اُس کا بیاہ ٹھیک کرلون گا۔

گنّی - بہتر ہے۔ مین دریافت کرونگی۔

برجیشر کا منشا دریافت کرنے کا کام برمھو یادی کے سپرد ہوا۔ اُنھون نے بہت سے شادیون کے قصّے برج کو سنائے اور بہت کچھ لالچ دکھایا مگر برج کا منشا اور شادی کے لیے نہ پایا گیا۔ بالآخر برمھو یادی نے صاف صاف برجیشر سے پوچھا۔ اُس نے جواب دیا۔

"باپ مان جو حکم دینگے مین اُس کی تعمیل کرونگا" پھر اس بات کا ذکر نہ چھڑا۔



پہلا باب

بیساکھ کے ادجانے پاکھ کی سنمی قریب آگئی مگر دیوی رانی کے قرضہ ادا ہونے کا کچھ انتظام نہ ہوا۔ اگر ہر ملبھ چاہتا تو باسانی اسقدر روپے کا انتظام کر لیتا مگر اُس نے ذرا بھی فکر نہ کی۔ اُسکو بے فکر دیکھکر برجیشر نے دو چار مرتبہ قرضے کا ذکر چھیڑا مگر ہر ملبھ نے تشفی کر دی کہ انتظام ہو جائے گا۔ جب سنمی کو تین چار روز باقی رہ گئے برجیشر نے اپنے والد سے روپے کے لیے تقاضہ کرنا شروع کیا۔ ہر ملبھ نے کہا "وہ گھبرائے کیون جاتے ہو مین روپے کی فکر مین جاتا ہون سنمی سے ایک روز قبل آجاؤن گا۔" ہر ملبھ دو چار نوکرون کو ساتھ لیکر گھر سے روانہ ہوا۔

ہر ملبھ روپیہ کی فکر مین ضرور گیا۔ مگر وہ فکر ایک اور قسم کی تھی۔ وہ گھر

سے سیدھا رنگ پور گیا۔ وہاں جاکر کلکٹر صاحب سے ملاقات کی اور یہ کہا
کہ آپ میرے ساتھ سپاہی کر دیجئے میں دیوی رانی کو پکڑوا دوں گا۔ اگر
وہ پکڑ لی جائے تو مجھے کیا انعام ملے گا۔

یہ سنکر صاحب بہادر بہت خوش ہوئے۔ انکو معلوم تھا کہ دیوی رانی
ڈاکوؤں کی سردار ہے۔ اگر وہ پکڑ لی گئی تو اس کے ساتھیوں کی گرفتاری
آسان ہو جائے گی۔ انھوں نے دیوی رانی کی گرفتاری کے لئے کئی مرتبہ
فکریں کیں مگر کبھی کامیابی نہ حاصل ہوئی۔ صاحب نے انعام دینے کا وعدہ
کیا۔ ہربلبھ نے کہا۔

آپ میرے ساتھ پانچسو سپاہی بھجوا دیجیے۔ صاحب نے سپاہیوں
کے جانے کے لئے حکم دیا۔ لفٹنٹ برن کی تحت میں وہ سب سپاہی
ہربلبھ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

ہربلبھ نے برجیشور کی زبانی سنا تھا کہ دیوی کس گھاٹ پر ملے گی۔ یہ بھی
معلوم تھا کہ وہ اپنے بجرے ہی پر سوار رہے گی گھاٹ پر نہ اترے گی۔ اسی غرض
سے لفٹنٹ برن نے اپنے ساتھ پانچ کشتیاں لے لیں۔ وہ کشتیاں
بجرے کو گھیر لینے کے لیے تھیں۔ علاوہ اس کے لفٹنٹ نے بہت سے
سپاہیوں کو پوشیدہ طور پر دریا کے کنارے کنارے جنگل جنگل روانہ کیا۔
منشا یہ تھا کہ اگر بجرے سے بھاگ کر دیوی خشکی کی راہ سے نکل جانا چاہیگی
تو وہ سپاہی اس کو گھیر لیں گے۔ اس گھاٹ سے کوئی دو کوس کے
فاصلے پر جہاں دریا کا پاٹ بہت کم تھا کچھ سپاہی لفٹنٹ نے تعینات
کر دیے کہ اگر کشتیوں کو دیکھ کر بجرا بھاگ جانا چاہے تو اس مقام پر وہ
سپاہی اسکو پکڑ لیں غرضکہ دیوی کی گرفتاری کے لیے پورا انتظام کیا گیا۔

حکام کے نزدیک دیوی سنیاسنی کے پکڑنے کے لئے اس قدر انتظام کی ضرورت بھی تھی کہ دیوی سنیاسنی ہو یا کوئی ہو مگر حکام کو معلوم تھا کہ ہزار آدمی اُس کے حکم کے تابع ہیں۔ انھیں آدمیوں کو وہ برق انداز کہتے تھے کئی مرتبہ اُن برق اندازوں کی لاٹھیوں کے سامنے کمپنی کے مسلح سپاہیوں کو بھاگنا پڑا تھا۔ ہائے لاٹھی۔ اب تیرا زمانہ نہیں رہا۔ مانا کہ تو ایک ذلیل بانس کے خاندان کی ہے مگر سرہند کے ہاتھ میں پڑکر وہ کون سا کام ہے جو تو نہیں کرسکتی۔ نہ معلوم تو نے کتنی تلواروں کے دو دو ٹکڑے کرڈالے اور کتنی ڈھالوں کے پرخچے اُڑا دئے۔ تیری ضرب سے نہ معلوم کتنے سپاہیوں کے ہاتھوں سے بندوقیں اور سنگینیں گرگر پڑیں اور وہ سپاہی ٹوٹے ہوئے ہاتھ لیکر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لاٹھی۔ تو ہندوستانیوں کی عزت و آبرو کی محافظ تھی۔ اُن کے جان و مال کی بچانے والی تھی۔ تیرے خوف سے دشمنوں کے دل دہلتے تھے۔ ڈاکوؤں کے حواس چھوٹ جاتے تھے تو اس زمانے میں قانون تعزیرات ہند کا کام دیتی تھی۔ تو اسی قانون کی طرح بدمعاشوں کو کبھی سزا دیتی تھی۔ اور نیک معاشوں کو بھی۔ اسی قانون کی طرح راما کے قصور پر شیاما کا سر توڑتی تھی۔ ہاں بہ نسبت اُس قانون کے تجھے اس قدر فضیلت تھی کہ تیرے حکم کی اپیل نہ تھی۔ ہائے۔ تیری اب وہ شان و منزلت جاتی رہی۔ قانون تعزیرات ہند نے تجھے نکال دیا اور خود تیری جگہ غصب کرلی۔ لاٹھی۔ اب تو لاٹھی نہیں رہی۔ بانس کا ایک ٹکڑا ہوگئی اب تو چھڑی ہوکر اُن بابو لوگوں کے ہاتھ کی زیبایش ہے جو کتے بلی سے خوف کھاتے ہیں۔ لیکن ادھر کتا بھونکا اور ادھر تو اُنکے چکنے چکنے ملائم ہاتھوں سے پھسل پڑی۔ اب تیرے اوصاف باقی نہیں رہے سنا جاتا

ہے کہ اُس زمانے میں تو ایک بہت اچھی دوا کا کام دیتی تھی۔ پرانے لوگوں کا مقولہ تھا کہ وہ جاہل کی دوا لاٹھی ہے۔ اس زمانے میں جاہل کی دوا ہے وہ بھیا۔ بیٹا! اس پر بھی مرض دفع نہیں ہوتا۔ تیرے خاندان کے بہت سے لوگوں کے اوصاف اس دنیا میں مشہور ہیں۔ بانس۔ بلّی۔ ڈنڈا۔ چھڑی۔ کھونٹا۔ کھونٹی سے لیکر سری کرشن کی بانسلی تک کے اوصاف معلوم ہیں۔ مگر ہائے لاٹھی تجھے کوئی نہیں پاتا۔ تو اب نہیں رہی۔ تیرا خاتمہ ہو گیا۔ ہمیں امید ہے کہ تجھے بہشت میں جگہ ملے۔ باغ جنت کے درختوں کی شاخیں جو میووں کے بوجھ سے جھکی پڑتی ہیں تو اُن میں تھکی کا کام کرتی ہے۔ دیوتاؤں کی لڑکیاں تجھکو لگی بنا کر تیرے ذریعہ سے دھرم۔ کرم اور نجات کے میوے اُن سدا بہار درختوں سے توڑتی ہیں۔ کہیں ایک آدھ پھل زمین پر بھی آگرتا۔

دوسرا باب

جس کے لاٹھی والوں کے خوف سے اس قدر سپاہیوں کا مجمع ہوا ہے اُس کے پاس ایک لاٹھی بھی نہ تھی۔ ایک لاٹھی والا بھی پاس نہ تھا۔ جس گھاٹ پر پہلے بجرا ٹھیرا تھا وہیں پھر ٹھیرا۔ شام قریب قریب ختم ہو گئی وہ بجرا اسی طرح سجا ہوا تھا۔ مگر سب چیزیں اسی طریقے پر نہیں۔ وہ کشتی اپنی جگہ پر نہیں ہے اس کشتی پر جو پچاس لاٹھی والے تھے وہ بھی نہیں بجرے پر بھی ایک مرد نہیں۔ نہ کوئی سپاہی ہے نہ ملاح نہ رنگ راج

ہان بجرے کے مستول کھڑے ہوئے ہین - چاریال لپٹے ہوئے ہین - بجرے کا لنگر بھی نہین ڈالا گیا - صرف وہ رسیون کے سہارے بجرا کنارے پر ایک کھونٹے سے بندھا ہوا ہے -

دیوی کے جسم پر بھی زرق برق پوشاک اور بیش بہا جواہرات نہین ہین - ہان ایک اور قسم کی رونق پائی جاتی ہے - پیشانی - گلے - بازو اور سینے پر خوشبو دار صندل لگا ہوا - جوڑے مین پھولون کا ہار لپٹا ہوا - ہاتھون مین پھولون کے گجرے - اور کوئی زیور نہین - پوشاک مین صرف سوتی دھوتی -

آج دیوی چھت پر تنہا نہین ہے - دو عورتین بھی اس کے پاس ہین ایک تیشی دوسری دیوا - آپس مین کچھ باتین ہو رہی تھین - دیوا کہہ رہی تھی ناظرین کو خیال رہے کہ دیوا پڑھی لکھی نہین ہے - وہ کہہ رہی تھی - "ہان تو کیا پرمیشر دکھلائی پڑتا ہے -

پرکھل نے جواب دیا - "نہین - یون کوئی آنکھ سے دیکھ نہین سکتا مین یہ کہہ رہی تھی کہ پرمیشر کو ہم معلوم کر سکتے ہین - محسوس کرنے کے چھ ذریعے ہین - تم جس قسم سے معلوم کرنے کو کہہ رہی تھین وہ قوت باصرہ ہے - آنکھ سے دیکھنا - تم میرے گلے کی آواز سنتی ہو - یہ قوت سامعہ ہے - یعنی کان کے ذریعے سے میری آواز تم کو محسوس ہوتی ہے - میرے ہاتھ مین گجرا ہے اُس کی خوشبو تمھاری ناک مین پہنچتی ہے یا نہین "

دیوا - ہان پہنچتی ہے -

دیوی - یہ خوشبو تمھاری ناک کے ذریعے سے محسوس ہوتی ہے - یہ قوت شامہ ہے - اگر مین اپنے ہاتھ سے تمھارے ایک تھپڑ لگا دون تو تم کو میرا ہاتھ

محسوس ہوگا۔ یہ قوت لامسہ ہے۔ اگر نشی تمھارا بھیجا کھائے تو اسکو ذائقہ محسوس ہوگا۔

دیوا۔ بڑی اچھی چیز اُس کو محسوس ہوگی۔ مگر پرمیشر کو نہ دیکھ سکتے ہیں۔ نہ سُن سکتے ہیں۔ نہ سونگھ سکتے ہیں۔ نہ چھو سکتے ہیں۔ نہ چکھ سکتے ہیں۔ تو پھر پرمیشر کیونکر محسوس ہو۔

نشی۔ یہ تو پانچ قسم کی قوتیں ہوئیں۔ اُن کے علاوہ ایک چھٹی قسم ہے جسکو قوت مدرکہ کہتے ہیں۔

دیوا۔ کیا دانت کی طاقت۔

نشی۔ ڈر ہو لگی۔ جی میں آتا ہے کہ ایسا تھپڑ لگاؤں کہ تیرا دماغ ہل جائے۔

دیوی۔ (ہنستی ہوئی) حواس خمسہ کا بادشاہ دماغ ہے۔ قوت مدرکہ اسی دماغ سے متعلق ہے۔ اسی قوت کے ذریعے سے پرمیشر محسوس ہوتا ہے۔

دیوا۔ یہ اپنا مدرکہ اُدرکہ رہنے دو۔ میں نے تو اپنے دماغ میں بھی کبھی پرمیشر کو نہیں دیکھا۔

پھپھل۔ پھر وہی دیکھنے کی بات۔ دیکھنے کے لئے صرف آنکھ ہے۔ اور کوئی قوت دیکھنے کے لئے نہیں ہے۔ عقل کو آنکھ سے نہیں دیکھ سکتے عقل کے ذریعے سے پرمیشر محسوس ہوتا ہے۔ آنکھ سے دکھائی نہیں پڑتا۔

دیوا۔ کہاں۔ مجھے تو دماغ میں بھی پرمیشر معلوم نہیں ہوتا۔

پھپھل۔ معمولاً انسان کو ہر شے عقل کے ذریعے سے محسوس نہیں ہوتی ہے اس کی مدد کی ضرورت ہے۔

دیوا۔ محسوس ہونے کے لئے مدد کی کیا ضرورت۔ دیکھو میں ندی۔ پانی۔ پیڑ۔ تارے۔ سب کو بغیر مدد کے دیکھ سکتی ہوں۔

پرپھل۔ سب چیز نہیں دیکھ سکتیں۔ اس کی ایک مثال دونگی۔ یہ تو تم کو معلوم ہے کہ آج انگریزون کے سپاہی ہم کو پکڑنے آتے ہین۔

دیوا نے ٹھنڈی سانس لیکر کہا۔ "یہ تو معلوم ہے"

پرپھل۔ سپاہیون کو تم نے دیکھا۔

دیوا۔ نہ۔ مگر جب وہ آئین گے تو اُن کو دیکھ لونگی۔

پرپھل۔ مین کہتی ہون کہ وہ آگئے ہین۔ تم بغیر مدد آن کو دیکھ نہین سکتین یہ لو اُس کی مدد سے دیکھو۔

یہ کہہ کر پرپھل نے دیوا کے ہاتھ مین دوربین دیدی۔ اور اُسکو ایک طرف دیکھنے کے لیے سمجھا دیا۔ دیوا نے دیکھا۔

دیوی نے پوچھا۔ "کہو۔ کیا دکھلائی پڑتا ہے"۔

دیوا۔ ایک کشتی۔ اُس مین بہت سے لوگ ہین۔

دیوی۔ اُس مین سپاہی ہین۔ اور دوسری کشتی دیکھو۔

اسی طور پر دیوی نے دیوا کو مختلف مقامات پر پانچ کشتیان دکھلائین نشی نے بھی دیکھا۔ نشی نے پوچھا۔ "کشتیان کنارے لگی ہین۔ یہ لوگ ہمکو پکڑنے آئے ہین۔ ہمارے قریب کیون نہین آتے۔ دور دور کشتیان کیون روک لین"۔

دیوی۔ معلوم ہوتا ہے کہ جو سپاہی خشکی کی راہ سے آنے والے تھے وہ ابھی تک یہان نہین پہونچے۔ کشتیون والے سپاہی انھین کا انتظار کر رہے ہین۔ آن کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ اس وقت ہم کو گھیرین گے تو ہم لوگ خشکی کی راہ سے بھاگ جائین گے۔

دیوا۔ ہم لوگون نے تو انکو دیکھ لیا اسوقت اگر جی چاہے تو ہم لوگ بھاگ سکتے ہین۔

دیوی - انکو یہ نہین معلوم ہے کہ ہمارے پاس دوربین ہے -
نشی - بہن - اگر تمھاری جان سلامت ہے تو ایک نہ ایک دن شوامی سے ملاقات ہو جائے گی - آج چلو - ہم لوگ خشکی کی راہ سے بھاگ چلین -
دیوی - اگر اپنی جان ہی کی مجھکو فکر ہوتی تو یہ سب جان بوجھ کرمین یہان کیون آتی - اگر آئی بھی تھی تو اپنے آدمیون کو کیون رخصت کردیتی اپنے ہزار برق اندازون کو دوسری جگہ کیون بھیج دیتی -
دیوا - اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو مین کبھی تم کو ایسا کام نہ کرنے دیتی -
دیوی - تم کیا کرسکتی تھین - مین نے جو ارادہ کرلیا ہے اُس کو پورا کرونگی مین آج اپنے شوامی کے درشن کرون گی - اُن کی اجازت سے یہ دعا مانگون گی کہ آیندہ جنم مین وہی میرے شوامی ہون - اُسکے بعد اپنی جان دون گی - دیوا اور نشی - تم دونون میری بات مان لینا - جس وقت میرے شوامی واپس جائین تم بھی اُنھین کی کشتی پر چلی جانا - مین تنہا گرفتار ہو جاؤن گی اور تنہا پھانسی پر چڑھون گی اسی لئے مین نے بجرے سے سب کو رخصت کر دیا - تم نے اُس وقت جانا منظور نہ کیا - لیکن اب مین تم دونون سے منت کرتی ہون کہ میرے شوامی کی کشتی پر چلی جانا -
نشی - جب تک جان مین جان ہے تمھارا ساتھ نہ چھوڑون گی - اگر مرنا ہے تو دونون ایک ساتھ مرینگے -
پرپھل - اچھا اس وقت ان باتون کو رہنے دو - جو مین کہہ رہی تھی اُسکو ختم کرون - جو چیز آنکھ سے نظر نہ آتی تھی وہ دوربین کی مدد سے نظر پڑی اسی طور پر پرمیشر کو عقل سے محسوس کرنے کیلئے بھی دوربین چاہیئے

دیوا۔ عقل کی دوربین کیا ہے۔
پرپھل۔ جوگ۔ بہن قسم کے جوگ ہین۔ گیان جوگ۔ کرم جوگ۔ بھگت جوگ
ادھر نشی دوربین اٹھاکر دیکھنے لگی تھی۔ دیکھتے دیکھتے کہنے لگی کہ
"یہ تو کچھ اور گرد بڑا معلوم ہوتا ہے۔ ایک پنسوئی آرہی ہے کیا کوئی
انگریز آرہا ہے۔"
پرپھل نے نشی کے ہاتھ سے دوربین لیکر دیکھا۔ کہنے لگی۔ "یہ تو ٹھیک
ہوا۔ وہ آرہے ہین۔ تم دونون نیچے جاؤ۔"
نشی اور دیوا چھت سے اتر کر نیچے کمرے مین چلی گئین پنسوئی آکر بجرے
کے پاس ٹھہری۔ برجیشر اتر کر بجرے پر آگیا اور ملاحون کو حکم دیا کہ پنسوئی کو
کسی قدر فاصلے پر [illegible] ہین۔ پنسوئی کسی قدر فاصلہ پر روک لی گئی۔
جس وقت برجیشر قریب پہونچا پرپھل کھڑی ہوگئی۔ اور سر جھکا کر
اپنے شوامی کے قدم چھوئے۔ پھر دونون بیٹھ گئے۔ برجیشر نے کہا "آج
روپیہ نہ مل سکا۔ امید ہے کہ دو چار دن مین مل جائے۔ دو چار دن کے بعد
تم سے کب اور کہان ملاقات ہوگی۔
واہ۔ برجیشر۔ واہ۔ دس برس کے بعد پرپھل سے یہ باتین۔
پرپھل نے جواب دیا۔ "اب پھر مجھ سے ملاقات نہ ہوگی"۔ یہ کہتے
ہی پرپھل کی آواز بھاری ہوگئی۔ آنکھون مین آنسو چھلک آئے۔ آنسو پونچھکر
کہنے لگی۔ "مجھ سے پھر ملاقات نہ ہوگی مگر میرا قرضہ ادا ہو سکتا ہے۔
جب موقع ہو تو وہ روپیہ غریبون محتاجون کو تقسیم کر دیجیے گا مجھے
پہونچ جائے گا۔
برجیشر نے پرپھل کا ہاتھ تھام کر کہا "پرپھل۔ تمھارا روپیہ ——"

بات ختم نہ ہونے پائی۔ منھ کی بات منھ ہی میں رہ گئی۔ جیسے ہی برجیشر نے "پرپھل" کہہ کر ہاتھ تھاما ویسے ہی پرپھل کا دس برس کا بندھا ہوا باندھ ٹوٹ گیا۔ آنسوؤں کے دھارے بہنے لگے۔ برجیشر کی رونے والی بات اُسی دھارے میں بہہ گئی۔ دیوی رانی بچوں کی طرح رو رہی تھی۔ برجیشر اُس وقت بڑی مشکل میں پڑ گیا۔ اُس کے دل ہی دل میں یہ خیال تھا کہ یہ پاپی عورت ڈکیتی کرتی ہے۔ اس کے لئے ایک آنسو بھی نہ گرانا چاہیئے مگر آنسو کسی قاعدے کے پابند نہیں رہتے وہ خواہ مخواہ آکر برجیشر کی آنکھوں میں بھر گئے۔ برجیشر نے خیال کیا کہ اگر ہاتھ اُٹھاکر آنسو پونچھ ڈالے تو پرپھل کو معلوم ہو جائے گا۔ اسی خیال میں اُس نے اپنے آنسو نہ پونچھے نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ آنکھوں سے آنسو پھوٹ بہے۔ گالوں سے ہوتے ہوئے پرپھل کے ہاتھ پر آکر گرے۔

برجیشر یہ سوچ کر آیا تھا کہ پرپھل کو ڈکیتی کرنے کے لئے بہت کچھ سخت وسست باتیں کہے گا۔ اور اس کے بعد اُس سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوگا۔ مگر رو رو کر جس کا ہاتھ بھگو دیا اُس سے سخت باتیں کہنا آسان نہ تھا۔

اب برجیشر نے اپنے آنسو پونچھے اور کہنے لگا۔

"دیکھو پرپھل۔ تمھارا روپیہ میرا روپیہ ہے۔ اس کے بیباق کرنے کے لئے میں پریشان نہیں ہوں۔ مگر ہاں اور پریشانیاں ہیں۔ آج دس برس ہوئے مگر تمھاری یاد میرے دل سے کبھی نہ گئی۔ میری اور دو بیویاں ہیں۔ مگر ان دس برسوں میں اُن کو میں نے کبھی اپنی بیوی نہ سمجھا۔ تمھیں کو اپنی بیوی سمجھتا رہا۔ میں نے سُنا تھا کہ تم نہیں ہو۔ مگر میرے دل میں تم ہمیشہ تھیں

تمھارے سوا کسی اور کی جگہ میرے دل میں نہ تھی - میں نے ارادہ کیا تھا کہ تم سے نہ کہوں گا - مگر خیر - کہنے میں ہرج بھی نہیں - جب میں نے تمھارے مرنے کی خبر پائی تھی تو یہ قصد کر لیا تھا کہ میں بھی اپنی جان دیدوں گا - اب یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر مرجاتا تو اچھا ہوتا - تم مرجاتیں تو اچھا تھا - اگر تم نہ بھی مری تھیں تو بھی میرا مرجانا اچھا تھا - جو باتیں سنتا ہوں وہ سننے میں نہ آتیں - آج دس برس کے بعد کھویا ہوا مال پایا تھا - مجھ سے بڑھکر کون خوش ہوتا مگر افسوس کہ تم کو دیکھکر مجھے دلی صدمہ پہونچا - ہائے -

جس پرچھل کو سونے کی مورت کی طرح دل میں رکھا تھا - ہائے - اُسی پرچھل کے یہ طریقے"۔

پرچھل - کیا - میں ڈکیتی کرتی ہوں -

برج - کیوں - کیا ڈکیتی نہیں کرتی ہو -

اس سوال کے جواب میں پرچھل ایک بات کہہ سکتی تھی - جب برجیشر کے باپ نے پرچھل کو نکال دینے کے لئے حکم دیا تھا اُس وقت پرچھل نے پوچھا تھا کہ وہ کھائے گی کیا - اس کے سسر نے جواب دیا تھا کہ چوری ڈکیتی کر کے کھائے - پرچھل کا حافظہ اچھا تھا - وہ اُس بات کو بھولی نہ تھی - آج ممکن تھا کہ پرچھل یہ جواب دیتی - "میں ڈکیتی ضرور کرتی ہوں - مگر اس پر خفا کیوں ہوتے ہو تمھیں لوگوں نے مجھ سے چوری ڈکیتی کرنے کو کہا تھا - میں صرف اپنے بڑوں کے حکم کی تعمیل کرتی ہوں"۔ مگر پرچھل نے ضبط کیا اس بات کو زبان پہ نہ لائی - کہنے لگی -

مین تمھارے سامنے قسم کھاتی ہون کہ مین نے کبھی ڈکیتی نہین کی۔ نہ کبھی ڈکیتی کا ایک پیسہ ہاتھ سے چھوا۔ تم میرے دیوتا ہو۔ مین نے اور دیوتاؤن کی پرستش سیکھنا چاہی تھی۔ مگر سیکھ نہ سکی۔ میرے دیوتا تمھین ہو۔ مین تمھاری ہی قسم کھا کر کہتی ہون کہ مین نے کبھی ڈکیتی نہین کی۔ ہان مجھے یہ معلوم ہے کہ لوگ مجھ پر یہ الزام لگاتے ہین۔ اور اس الزام کی وجہ بھی جانتی ہون۔ وہ سب حال تم کو سننا ہوگا۔ وہی حال کہنے کے لئے مین آج یہان آئی ہون۔ اگر آج نہ سنو گے تو پھر کبھی نہ سُن پاؤ گے۔ سُنو۔ مین کہتی ہون"

پرپھل نے شروع سے پورا حال مفصل طور پر بیان کیا۔ سارا حال سنکر برجیشر کو تعجب ہوا۔ کچھ حجاب ہوا۔ طبیعت خوش ہوگئی۔ اپنی بیوی کی قابلیت کا حال سنکر حیرت زدہ ہوگیا۔ سب باتین کہہ کر پرپھل نے کہا "میری ان باتون کو تم نے یقین کیا یا نہین"

نہ یقین کرنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ پرپھل کی ایک ایک بات برجیشر کے دل مین کھب گئی۔ برجیشر جواب نہ دے سکا۔ مگر اس کے چہرے کی بشاشت دیکھ کر پرپھل کو معلوم ہوگیا کہ اُس نے سب باتون کو یقین کرلیا۔ اُس وقت پرپھل نے کہا۔

"اب مجھے جنمی زندگی کے لئے رخصت کرو۔ اب یہان زیادہ نہ ٹھہرنا سامنے کچھ گڑبڑ معلوم ہوتا ہے۔ مین نے تم کو دس برس کے بعد پایا۔ اب مین تم کو رخصت کرتی ہون۔ میری دو سہیلیان میرے ساتھ ہین۔ وہ بڑی لائق ہین اور مین اُن کو بہت چاہتی ہون۔ تم اپنے ساتھ ناؤ پر اُن کو لیتے جاؤ۔ مکان پہونچ کر وہ جہان جانا چاہین وہان اُن کو پہونچا دینا۔

میری یاد نہ بھلانا - ساگر کو بھی میری یاد دلانا"
برجیشر تھوڑی دیر تک چپ چاپ سوچتا رہا - اس کے بعد کہا "میری سمجھ مین کچھ نہین آتا - پرپھل مجھے بتلاؤ تو - تمھارے اتنے آدمی کیا ہوگئے بجرے پر ملاح تک نہین - صرف دو عورتین ہین - اُن کو بھی تم رخصت نہ کئے دیتی ہو - کہتی ہو کہ سامنے کچھ گڑبڑ ہے - اور مجھے ٹھہرنے کو منع کرتی ہو - یہ بھی کہہ رہی ہو کہ اب اس زندگی مین ملاقات نہ ہوگی - یہ ہے کیا - سامنے یہ کیا گڑبڑ ہے - اگر نہ بتلاؤ گی تو مین ہرگز نہ جاؤنگا - سُنکر چلا جاؤن گا یا نہین اس کو ابھی نہین کہہ سکتا"
پرپھل - وہ سب باتین تمھارے سننے کے قابل نہین -
برج - تو کیا مین تمھارا کوئی نہین ہون -
اتنے مین "دن" سے بندوق کی آواز ہوئی -

تیسرا باب

بندوق کی آواز ہوئی - برجیشر اور پرپھل دونون چونک سے پڑے دیکھا کہ پانچ کشتیان آرہی ہین - پانچون مین سپاہی بھرے ہوئے ہین - جو سپاہی کہ حسنت کی راہ سے آنے والے تھے وہ آکر پہونچ گئے انھین نے بندوق فیر کرکے جتا دیا کہ وہ آگئے فیر ہوتے ہی پانچون کشتیان کھولدی گئین یہ حال دیکھکر پرپھل نے کہا "اب ایک لمحہ کی دیر نہ کرنا - اپنی پنسوئی پر جلد سوار ہوکر چلے جاؤ -

برج - کیون - یہ کشتیان کس کی ہین -
پرپھل - تم پوچھ کر کیا کرو گے -
برج - جب تک نہ معلوم ہوگا مین یہان سے نہ جاؤن گا -
پرپھل - ان کشتیون مین انگریزون کے سپاہی ہین -
برج - اتنے سپاہی ادھر کیون آرہے ہین - کیا تمھارے گرفتار کرنے کے لئے -

پرپھل نے اس بات کا کچھ جواب نہ دیا - برجیشر نے پھر پوچھا -
"تمھاری باتون سے معلوم ہوتا ہے کہ تم کو پہلے سے خبر تھی"
پرپھل - ہان مجھے میرے مخبرون نے خبر دی تھی -
برج - اس گھاٹ پر آکر معلوم ہوا - یا پہلے سے معلوم تھا -
پرپھل - پہلے سے معلوم تھا -
برج - تو جان بوجھ کر یہان کیون آئین -
پرپھل - تم کو ایک مرتبہ دیکھنے کے لئے -
برج - تمھارے ہمراہی کیا ہوئے -
پرپھل - مین نے سب کو رخصت کر دیا - میرے لئے اُن کی جانین کیون ضایع ہون -
برج - کیا تم ضرور اپنے تئین گرفتار کرا دو گی - کیا یہی طے کر لیا ہے -
پرپھل - بچ کر کیا کرون گی - تم کو دیکھ لیا - تم سے اپنے دل کا حال کہہ دیا - تمھاری زبانی سُن لیا کہ تم کو مجھ سے محبت ہے - جس قدر دولت میرے پاس تھی وہ سب مین نے خرچ کر ڈالی - اب مین بچ کر کیا کرونگی اور کون سی تمنا ہے جس کو پورا کرون گی - اب زندہ رہنے کی ضرورت

ہی کیا ہے۔

برج ۔ اگر بچ جاؤ تو میرے گھر چلکر میری بیوی ہوکر رہ سکتی ہو۔

پرپھل ۔ سچ کہتے ہو۔

برج ۔ تم نے قسم کھائی تھی ۔ اب مین بھی قسم کھاتا ہون کہ اگر آج تم اپنی جان بچا لو تو مین تم کو اپنے ساتھ گھر لے چلون گا

پرپھل ۔ تمھارے والد کیا کہین گے۔

برج ۔ مین اُن کو سمجھا بجھا لون گا۔

پرپھل ۔ ہائے ۔ یہ بات کل کیون نہ سُنی۔

برج ۔ کل سننے سے کیا ہوتا۔

پرپھل ۔ اگر کل سُن پاتی تو کس کی مجال تھی کہ مجھے پکڑ لیتا۔

برج ۔ اب کیا ہو۔

پرپھل ۔ اب کچھ نہین ہوسکتا ۔ تم اپنی پنسوئی بلاؤ ۔ اور نشی اور روپیہ کو لیکر جھٹ پٹ سوار ہو جاؤ۔

برجیشر نے اپنی پنسوئی کو قریب بلایا ۔ ملاحون سے کہا "تم لوگ بہت جلد بھاگ جاؤ ۔ دیکھو انگریزون کے سپاہی آرہے ہین ۔ اگر تم کو دیکھ پائین گے تو بیگار مین پکڑ لین گے ۔ جلد بھاگو ۔ مین نہ جاؤن گا یہین ٹھہرون گا"

پنسوئی والون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً وہان سے پنسوئی لیکر چلدیے پنسوئی کو جاتے ہوئے دیکھکر پرپھل نے کہا ۔ "تم نہ گئے"

برج ۔ مین کیون جاتا ۔ کیا تم مرنا جانتی ہو اور مین نہین جانتا ۔ مین تمھین سو مرتبہ چھوڑ دون ۔ مگر ہون تو تمھارا شوہر ۔ مصیبت مین

تمھاری حفاظت کرنا مجھی پر فرض ہے - یہ مانا کہ مین تم کو نہ بچا سکونگا مگر یہ کیونکر ہو سکتا ہے - کہ مین تم کو مصیبت مین چھوڑکر چلا جاؤن -

پرپھل- مجبوری ہے - خیر - اگر جان بچانے کی کوئی صورت ہوگی تو مین اپ ضرور اُس کا انتظام کرون گی -

یہ کہتے ہوے پرپھل نے آسمان کی طرف نگاہ کی - جو کچھ دیکھا اُس سے کسی قدر امید پڑی - مگر پھر چہرے پر مایوسی چھاگئی اور پرپھل کہنے لگی -

"اگر مین اپنی جان بچاؤن تو ایک اور مشکل ہے "

برج- کیا -

پرپھل- مین نے ارادہ کرلیا تھا کہ تم سے نہ کہون گی - گر اب کہنا ضروری ہوگیا - ان سپاہیون کے ساتھ تمھارے والد ہین - اگر مین گرفتار نہ ہوئی تو ممکن ہے کہ اُن پر کوئی مصیبت آجائے -

برجشیر کانپ اٹھا - دونون ہاتھون سے سر پکڑ لیا - کہنے لگا -

"کیا انھین نے مخبری کی "!

پرپھل خاموش رہی - برجشیر سمجھ گیا کہ یہ ساری آفت اُس کے باپ کی بدولت ہے - مگر لڑکا سعادتمندی سے باز نہ آیا - کہنے لگا -

" اگر میری جان جاے تو کچھ ہرج نہین - مگر میرے باپ کی جان ضرور بچانا چاہیئے -

پرپھل اس کی فکر نہ کرو - جب میری جان نہ بچیگی تو تمھارے والد سے کوئی باز پرس نہ ہوگی - ممکن ہے کہ وہ تمھین بھی بچالین - تم اطمینان رکھو کہ مین اُن کو مصیبت مین ڈال کر اپنی جان نہ بچاؤن گی - اگر تم نہ بھی کہتے تب بھی مین اس بات کا خیال رکھتی -

دیوی نے یہ بات دل سے کہی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ ہر ملیجہ نے دیوی کے ساتھ بڑی سختی کی تھی اور اس وقت بھی اس کے تباہ کرنے کے لیے کوئی بات اٹھا نہیں رکھی تھی۔ مگر دیوی اس کی بھی خواہش تھی۔ وجہ یہ تھی کہ دیوی خود بڑی نیک تھی۔ نیکی کرنے والا اس کو نہیں دیکھتا کہ کس کے ساتھ نیکی کر رہا ہے۔ اس کو صرف نیکی کرنے سے کام ہے
دفعتاً جنگل کی طرف سے بگل کی آواز سنائی پڑی۔ برجیشر اور پھل دونوں چونک اٹھے۔

چوتھا باب

دیوی نے پکارا۔ "نشی"۔
نشی جھٹ پر آئی۔
دیوی۔ یہ کس کا بگل ہے۔
نشی۔ اپنا ہی بگل معلوم ہوتا ہے۔
دیوی۔ رنگ راج نے بجایا ہے۔
نشی۔ ویسا ہی معلوم ہوتا ہے۔
دیوی۔ یہ کیا۔ میں نے تو آج سویرے رنگ راج کو دیبی گڑھ بھیج دیا تھا
نشی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ راستے سے پلٹ آیا۔
دیوی۔ رنگ راج کو بلاؤ۔
برجیشر نے کہا بگل کی آواز بہت فاصلے پر ہوئی ہے۔ یہاں سے

گر کوئی پکارے گا تو وہان تک آواز نہ جائے گی - مین جاتا ہون بگل بجانے والے کو ڈھونڈ لاؤن گا -

دیوی نے جواب دیا - "تم کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہین - تم ذرا نیچے جاکر دیکھو کہ نشی کیونکر بلاتی ہے -

نشی اور برج نیچے اوتر گئے - نشی نے نیچے جاکر ایک بنسلی نکالی - نشی رگا نے بجانے مین بڑی ہوشیار تھی - اُس نے راجہ کے یہان سنگیت کی تعلیم پائی تھی - اُسی نے رانی کو بین سکھائی تھی - نشی نے بنسلی مین ملار کی تان اوڑائی - تھوڑی ہی دیر مین رنگ راج آکر برجے پر پہونچ گیا -

ادھر برجیشر نے نشی سے کہا "تم چھت پر جاؤ - تم سے دیوی کوئی امر پوشیدہ نہ رکھین گی - پلٹ کر مجھ سے کہنا کہ دیوی نے رنگ راج سے کیا کہا"۔

نشی نے منظور کیا - کمرے کے باہر گئی - باہر جاکر پھر پلٹ آئی اور برجیشر سے کہنے لگی - "ذرا باہر آکر دیکھئے تو"۔

برجیشر نے گردن بڑھا کر دیکھا کہ بہت سے آدمی جنگل کے باہر آرہے ہین برجیشر نے پوچھا - "یہ کون لوگ ہین"؟

نشی نے کہا - "معلوم ہوتا ہے کہ یہ برق انداز ہین - رنگ راج ساتھ لایا ہے -

دیوی بھی اُن لوگون کو دیکھ رہی تھی کہ اتنے مین رنگ راج نے آکر آشیرباد دی -

دیوی نے پوچھا - "رنگ راج - تم یہان کیون آئے"؟

زنگ راج نے پہلے کچھ جواب نہ دیا۔ دیوی اسی سلسلے میں کہنے لگی۔ "میں نے آج صبح تم کو دیبی گڈھ بھیجا تھا۔ تم وہاں کیوں نہ ... میرا کہا کیوں نہ مانا؟"

رنگ راج ۔ میں دیبی گڈھ جا رہا تھا۔ راستے میں بھوانی پاٹھک سے ملاقات ہوئی۔ اُن کی زبانی معلوم ہوا کہ کمپنی کے سپاہی آپکو گرفتار کرنے آتے ہیں۔ اسی سبب سے برق اندازوں کو جمع کرتے ہم لوگ یہاں پہونچ گئے۔ برق اندازوں کو جنگل میں چھپا کر میں دریا کے کنارے بیٹھا تھا۔ کشتیوں کو آتے ہوئے دیکھکر میں نے بگل بجا دیا اور اُن لوگوں کو خبر ہو گئی۔

دیوی ۔ کیا اس جنگل میں بھی کمپنی کے سپاہی ہیں۔

رنگ راج ۔ ہاں مگر اُن کو ہم لوگوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

دیوی ۔ بھوانی پاٹھک کہاں ہیں۔

رنگ راج ۔ برق اندازوں کو ساتھ لئے ہوئے جنگل کے باہر آرہے ہیں۔

دیوی ۔ تم لوگ کتنے برق انداز ساتھ لائے ہو۔

رنگ ۔ قریب ایک ہزار ہوں گے۔

دیوی ۔ سپاہی کتنے ہیں۔

رنگ ۔ سنتا ہوں کہ کوئی پانچسو ہونگے۔

دیوی ۔ اگر یہ پندرہ سو آدمی لڑیں گے تو ضایع کتنے ہوں گے۔

رنگ ۔ دو چار سو کی جانیں جا سکتی ہیں۔

دیوی ۔ پاٹھک جی سے جاکر کہو اور تم بھی سُن لو کہ تم لوگوں کی اس

حرکت سے میرے دل کو بہت رنج ہوا۔

رنگ۔ کیون۔ مان

دیوی۔ ایک عورت ذات کے بچانے کے لئے تم نے اتنے آدمیون کی جان کا کچھ خیال نہ کیا۔ کیا تم کو ذرا بھی دھرم کا خیال نہین۔ اگر میری میعاد پوری ہوگئی ہے تو مین تنہا مرون گی۔ میرے لئے چار سو آدمی اپنی جان کیون دین۔ کیا تم لوگون نے مجھے ایسا خود غرض سمجھ لیا ہے کہ مین اپنی جان بچانے کے لئے اتنے آدمیون کا خون گوارا کرون گی۔

رنگ۔ آپ کے بچنے سے بہت سی جانون کی پرورش ہوگی۔

دیوی نے غصہ اور حقارت کے ساتھ کہا۔ "دوچھی"۔ یہ سنکر رنگ راج کا چہرہ فق ہوگیا۔ دل ہی دل مین کہتا تھا کہ "زمین پھٹ جاے اور مین اُس مین سما جاؤن"۔

دیوی نے تیور بدل کر غصے مین کانپتے ہوئے ہونٹون سے کہا۔

"سنو رنگ راج۔ پاٹھک جی سے جاکر کہدو۔ کہ اسیوقت برقنداز دن کو واپس لے جائین۔ اگر دم بھر کی دیر ہوگی تو مین اسی پانی مین پھاند کر اپنی جان دے دون گی۔ تم لوگ کوئی مجھکو روک نہ سکو گے"۔

رنگ راج کا چہرہ اُتر گیا۔ کہنے لگا۔ "مین ابھی جاکر پاٹھک جی سے یہ سب حال کہتا ہون وہ جو کچھ مناسب سمجھینگے کرین گے۔ مین دونون کا تابعدار ہون"۔

رنگ راج یہ کہہ کر چلا گیا۔ نشی نے چھت پر آکر یہ سب باتین سُنی تھین۔ اُس نے دیوی سے کہا۔ "تم اپنی جان کے لیے جو چاہو کرو مگر تم کو

یہ خیال نہ آیا کہ آج تمھارے ساتھ تمھارا شوامی ہے۔ اُس کی جان کی فکر تو لازم تھی؟"

دیوی۔بہن۔مجھے اس کا خیال تھا۔مگر مین کر کیا سکتی ہون۔ایشر پر بھروسا رکھنا چاہیئے۔جو ہونے والا ہے وہ ہوگا۔مگر جو کچھ ہو میرے لئے یہ کسی طور پر مناسب نہین کہ مین اپنے شوامی کی جان بچانے کے لئے اتنے آدمیون کا خون ہونے دون۔شوامی میرا ہے وہ میرے لئے سب کچھ ہے۔اُن کے لئے کچھ نہین۔

نشی نے دل ہی دل مین رانی کو صد آفرین کہی۔خیال کرنے لگی "ایسی عورت کے ساتھ مرنا بھی خوشی کی بات ہے"

نشی نے جا کر سب باتین برجیشر سے بیان کین۔برجیشر اُس وقت پرچھل کو اپنی بیوی نہ خیال کر سکا۔دل ہی دل مین کہنے لگا۔"وہ یہ بیچ بیچ دیوی ہے۔مین ہی نالایق ہون۔ہائے مین اس کو ڈکیتی کرنے پر سخت سست کہتا تھا"

ادھر پانچون کشتیان بجرے کے قریب پہونچ گئین۔پرچھل نے اُدھر نگاہ بھی نہ کی۔سنگی مورت کی طرح سکوت کے عالم مین چھت پر بیٹھی رہی۔پرچھل کی نگاہ اُس وقت کشتیون کی طرف نہ تھی۔اور نہ برق اندازون کی طرف۔وہ دور آسمان کو دیکھ رہی تھی۔کچھ پیشتر آسمان پر ایک چھوٹا سا بادل نظر آیا تھا۔پرچھل اسی کو دیکھ رہی تھی۔دیکھتے دیکھتے معلوم ہوا کہ بادل کسی قدر بڑا ہوا۔اُس وقت "دوجے ایشر" کی کہہ کر پرچھل چھت سے اُتر کر نیچے کمرے مین آگئی۔

پرچھل کو اندر آتے ہوئے دیکھ کر نشی نے پوچھا "اب کیا ارادہ ہے

نشی پرپھل نے جواب دیا۔ "مین اپنے شوامی کی جان بچاؤن گی"۔
نشی۔ اور تم۔
دیوی۔ میرا حال اور نہ پوچھو۔ مین جو کچھ کہون اس کو اچھی طرح سمجھ بوجھ لو۔ میری اور تمھاری قسمت مین جو کچھ بدا ہو مگر شوامی کو بچانا چاہیئے دیوا کو بچانا چاہیئے اور شوامی کے باپ کو بچانا چاہیئے۔
یہ کہہ کر دیوی نے ایک سنکھ اُٹھا کر بجایا۔ نشی نے کہا۔ "یہ ٹھیک ہے"۔
دیوی نے کہا۔ اب جو کچھ کرنا ہوگا وہ مین تم کو سمجھائے دیتی ہون کام کا پورا ہو جانا تمھارے اوپر منحصر ہے۔

پانچوان باب

ٹڈی دل کی طرح جنگل سے نکلکر دریا کے کنارے کی طرف برق انداز آرہے ہین۔
سر پر لال پگڑیان باندھے۔ لنگ کسے ہوے۔ پاؤن ننگے۔ اس خیال سے کہ پانی مین لڑائی ہوگی کسی نے جوتا نہ پہنا۔ سب کے ہاتھون مین ڈھال اور بلم۔ کسی کسی کے پاس بندوق بھی۔ مگر بندوقون کی تعداد بہت کم۔ سب کی پیٹھ پر لاٹھی بندھی ہوئی۔ بنگالیون کا اصل ہتھیار یہی لاٹھی تھی۔ اسی کو ترک کر دینے سے بنگالی بودے ہو گئے۔
برق اندازون نے دیکھا کہ کشتیان بجرے کے قریب آگئی ہین اور

اور بجرے کو گھیرا ہی چاہتی ہین - برق انداز دورانی جی کی جے" کہتے ہوئے دوڑ پڑے - آتے ہی وہ لوگ بجرے کے چارون طرف پہونچ گئے - اسی وقت سنکھ بجنے کی آواز ہوئی فوراً کئی ایک برق انداز بجرے پر چڑھ گئے وہ دراصل بجرے کے ملاح تھے - مگر ضرورت کے وقت لاٹھی اور بلم چلانے مین بھی کسی سے کم نہ تھے - اس وقت کسی نے لڑنے کی تیاری نہ کی بلکہ کوئی ڈانڈ لے کر - کوئی مستول کے پاس - کوئی بانس لیکر جس کا جس مقام پر کام تھا وہ وہان بیٹھ گیا - اور بھی بہت سے برق انداز بجرے پر چڑھ گئے تین چار سو برق انداز دریا کے کنارے ٹھہر گئے اور وہین سے کشتیون پر وار کرنا شروع کیا - کمپنی کے بہت سے سپاہی کشتیون سے اتر پڑے اور بندوق اور سنگین لیکر برق اندازون پر جھک پڑے - ہر طرف لڑائی ہونے لگی - مارا ماری - کاٹا کاٹی شروع ہوگئی - لاٹھیان اور بندوقین تڑ تڑ چلنے لگین - ایک ہنگامہ برپا تھا -

اگر دونون جانب کے لوگ ایک دوسرے سے فاصلے پر ہوتے تو سپاہیون کے مقابلے مین لاٹھی والے بہت دیر نہ ٹھہر سکتے - کیونکہ فاصلے سے لاٹھی کیا کام دیتی - مگر اس وقت جو سپاہی کشتیون پر تھے ان کو بڑی مشکل پڑگئی - جو سپاہی کنارے پر آگئے تھے انھون نے برق اندازون کو سنگینون کے منھ پر رکھ کر ہٹانا شروع کردیا - جو سپاہی پانی مین لڑ رہے تھے ان کو لاٹھی والون نے مار مار کر پسپا کردیا -

پرپھل کے نیچے جانے کے تھوڑی ہی دیر بعد یہ معرکہ چھڑ گیا تھا - اس نے دل ہی دل مین کہا - "معلوم ہوتا ہے کہ میرا پیغام پاٹھک جی کے پاس نہین پہونچا - یا شاید انھون نے میرے کہنے پر کچھ خیال نہ کیا - غالباً انھون نے یہ سمجھ لیا

ہوگا کہ مین اپنی جان نہ دیسکون گی - خیر وہ دیکھین کہ مین کیا کرتی ہون"۔
دیوی نے رانی ہوکر ایک کمال حاصل کرلیا تھا - یعنی جس موقعے پر جس شئے کی ذرا بھی ضرورت ہوتی تو وہ شئے اُن کے پاس ضرور نکل آتی - اس وصف کی کئی مثالین پیشتر بیان ہوچکی ہین - اس وقت دیوی کے ہاتھ کے قریب ایک سفید نشان پڑا ہوا تھا - اُس کو لیکر وہ چھت پر پہونچ گئی اور اپنے ہاتھ سے اس نشان کو اونچا اُٹھادیا۔
اس نشان کے دکھلاتے ہی لڑائی دفعتاً بند ہوگئی - جو جہان تھا وہ وہین پر ہتھیار روک کے چپ چاپ کھڑا ہوگیا - طوفان جنگ یکایک موقوف ہوگیا۔
دیوی نے دیکھا کہ اُس کے قریب برجیشر کھڑا ہے - دیوی کو اوپر آتے ہوئے دیکھکر برجیشر ساتھ ساتھ چلا آیا تھا - دیوی نے برجیشر سے کہا۔
"تم اس نشان کو اسی طرح تھامے ہوے کھڑے رہو - مین نیچے جاکر نشی اور دیوا سے کچھ مشورہ کرون گی - اگر رنگ راج یہان آجائے تو اُس سے کہہ دینا کہ وہ دروازے پر کھڑا ہوکر میرا حکم سُن جائے"۔
یہ کہہ کر دیوی نے برجیشر کو نشان دے دیا اور خود نیچے اُتر گئی - برجیشر اُسی طور پر نشان کو تھامے ہوے کھڑا رہا - اسی عرصے مین رنگ راج وہان آکر پہونچا - برجیشر کے ہاتھ مین سفید نشان دیکھکر اُس نے آنکھیں بدلکر کہا۔
"تم نے کس کے حکم سے سفید نشان دکھلایا"
برج - رانی جی کے حکم سے -
رنگ - تم کون ہو -
برج - کیا پہچانا نہین -
رنگ راج نے غور سے دیکھکر کہا - "پہچان لیا - تم برجیشر بابو ہو - یہان

کیون آئے۔ کیا باپ اور بیٹے دونون کی ایک ہی غرض ہے۔ کوئی ہے اُن کو باندھ لو۔"

رنگ راج کو خیال گذرا کہ ہر بلبھ کی طرح برجیشر کو بھی یہی فکر ہے کہ دیوی رانی کو گرفتار کرا دے اور اسی فکر مین وہ کسی طرح سے دھوکا دے کے بجرے پر پہونچ گیا۔ رنگ راج کا حکم سنتے ہی دو شخص برجیشر کو باندھنے کے لئے آگئے۔ برجیشر نے اُن لوگون کی کچھ پروا نہ کی۔ کہنے لگا۔

"مجھے باندھ لینا۔ کوئی ہرج نہین ہے۔ مگر یہ تو بتلا دو کہ سفید نشان کے دیکھتے ہی لڑائی کیون بند ہو گئی۔"

رنگ راج نے جواب دیا۔ "وہ بڑے بھولے بنے ہین۔ آپ کو اتنا بھی نہین معلوم کہ سفید نشان دیکھکر انگریز لوگ لڑائی موقوف کر دیتے ہین۔"

بر۔ مجھے اس کا حال معلوم نہ تھا۔ بہرحال تم جا کر رانی جی سے دریافت کر لو کہ انہون نے یہ نشان اُن کے حکم سے دکھلایا یا نہین۔ تمھارے لیے بھی وہ حکم دے گئی ہین کہ دروازے پر کھڑے ہو کر تم اُن کا حکم دریافت کر لو۔

رنگ راج کمرے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دیکھا کہ دروازہ بند ہے۔ باہر سے آواز دی۔ "رانی ماں"

اندر سے جواب ملا۔ "کون۔ رنگ راج"

رنگ۔ جی ہان مین ہون۔ ہمارے بجرے سے سفید نشان دکھلایا گیا اور لڑائی موقوف ہو گئی۔

جواب۔ سفید نشان کے لئے مین نے حکم دیا تھا۔ اس وقت تم بھی یہ سفید نشان لیکر لفٹنٹ کے پاس جاؤ۔ جا کر کہدو کہ لڑائی کی ضرورت نہین ہے۔ مین خود گرفتار ہو جاؤن گی۔

رنگ - جب تک ہماری جان میں جان ہے آپ کو کون گرفتار کر سکتا ہے -
دیوی - سنو - جاہلوں کی طرح حجت کرنے سے کوئی فائدہ نہیں تم لوگ
اپنی جانیں دے کر بھی مجھکو نہیں بچا سکتے - بندوق کے آگے لاٹھی
سونٹا کیا کر سکتا ہے -
رنگ - لاٹھی کیا نہیں کر سکتی ہے -
دیوی - خیر - وہ جو کچھ کر سکتی ہو - سنو - اب اگر خون کا ایک قطرہ بھی
لڑائی میں گرے گا تو اس سے پہلے میں اپنی جان دے دوں گی -
اگر میں اس وقت گرفتار ہو جاؤں گی تو میرے بھاگ نکلنے کا موقع
رہے گا - تم لوگ اس وقت اپنی اپنی جانیں بچا لو اور اس کے بعد
اپنی فکر کرنا کہ میں قید سے چھوٹ جاؤں - کمپنی کے سب نوکر روپیہ
کے غلام ہیں - روپیہ خرچ کرنے ہی سے میری رہائی کا انتظام
ہو جائے گا -
در اصل دیوی کے دل میں اس کا ذرا بھی خیال نہ تھا کہ وہ رشوت
دے کر قید سے رہائی حاصل کرے گی - مگر اس وقت رنگ راج
کو بہلا وا دینے کے لئے یہ کہہ دیا - وہ دل میں کیا سوچ رہی تھی اسکا
پتہ رنگ راج کو ملنا بالکل نا ممکن تھا - اس نے ارادہ کر لیا تھا کہ اگر ضرورت
ہوگی تو خود گرفتار ہو جائے گی - ساتھ ہی اس نے یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ انگریز
اپنی عقلمندی کی وجہ سے دھوکا کھا جائیں گے - اس کا یہ مصمم قصد تھا کہ
اپنے شوہر کو - سسر کو - اور سہیلیوں کو ضرور بچائے گی - جو باتیں جسطرح
پر وقوع میں آنے والی تھیں وہ سب اس کے سامنے آئینہ تھیں -
رنگ راج نے کہا - جس روپئے کے خرچ کرنے سے آپکو رہائی مل سکیگی

وہ بجرے ہی میں ہے۔ اگر آپ گرفتار ہو گئیں تو انگریز لوگ بجرا بھی چھین لیں گے۔

دیوی۔ اس کے واسطے انتظام کر لینا۔ لفٹنٹ سے کہہ دینا کہ میں گرفتار ہو جاؤں گی مگر بجرا نہ دوں گی۔ اور نہ بجرے کا مال و اسباب دونگی۔ اور نہ بجرے میں جو لوگ ہیں اُن کو گرفتار ہونے دوں گی۔ میں انھیں شرائط پر اپنے تئیں اُن کے حوالے کر سکتی ہوں۔

رنگ راج۔ اگر وہ نہ مانے اور بجرا لوٹنے کا ارادہ کرے۔

دیوی۔ تم کہہ دینا کہ بجرے میں کوئی ہاتھ نہ لگائے۔ اگر کسی نے ہاتھ لگایا تو پھر انگریزوں کی خیر نہیں۔ اگر وہ بجرا چھین لینے کی کوشش کریں گے تو مجھکو نہ پائیں گے۔ بلکہ اُسی وقت پھر لڑائی شروع ہو جائے گی اگر وہ اُن شرطوں کو منظور کر لیں گے تو میں خود اُن کی کشتی پر چلی جاؤں گی۔

رنگ راج سمجھ گیا کہ ان باتوں میں کوئی نہ کوئی ضرور بھید ہے۔ وہ پیغام لے جانے کے لئے راضی ہو گیا۔ دیوی نے پوچھا۔

"بھوانی پاٹھک کہاں ہیں؟"

رنگ راج۔ وہ دریا کے کنارے لڑائی میں مشغول تھے۔ اُنھوں نے میرا کہنا نہ مانا خیال ہے کہ وہ اب بھی وہیں ہوں گے۔

دیوی۔ پہلے اُن کے پاس جاؤ اُن سے کہہ دو کہ برق اندازوں کو لیکر دریا کے کنارے سے اپنے مقام کی طرف روانہ ہوں۔ یہ کہہ دینا کہ میرے بجرے پر جو لوگ موجود ہیں وہ کافی ہیں۔ یہ بھی سمجھا دینا کہ اب لڑنے کی ضرورت نہیں۔ میری حفاظت کا سامان خود ایشر

نے کر دیا ہے۔ اگر وہ اس بات کو نہ مانیں تو اُن سے کہہ سنا کر آسمان کی طرف نگاہ اُٹھا کر دیکھ لیں۔ وہ سب باتیں سمجھ جائیں گے۔

اُس وقت رنگ راج نے خود آسمان پر نظر ڈالی۔ دیکھا کہ کالے کالے بادل جھنڈ کے جھنڈ جمع ہو رہے ہیں۔

رنگ راج نے پوچھا۔ دو مان۔ ایک بات اور پوچھنی ہے۔ ہر بلبھ رائے نے آج کے لیے بجری بھیجی ہے۔ اُن کا لڑکا برجیشور اس بجرے پر موجود ہے اُس کی نیت ضرور بری ہوگی۔ اگر حکم ہو تو وہ گرفتار کر لیا جائے۔"

یہ سُنکر نشی اور دیوا کھلکھلا کر ہنس پڑیں۔ دیوی نے جواب دیا۔

"خبردار۔ گرفتار نہ کرنا۔ اُن سے کہہ دو کہ چپ چاپ چھت پر بیٹھے رہیں جب دیوا اُن کو بلائے تب وہ نیچے آئیں۔"

رانی کے حکم کے مطابق رنگ راج نے برجیشور کو چھت پر بٹھلا دیا اس کے بعد بھوانی پاٹھک کے پاس جا کر رانی کا پیغام بیان کیا اور آسمان کی گھٹا دکھلائی۔ پاٹھک جی نے بادلوں کا دل دیکھا۔ اس کو دیکھ کر اپنے برق اندازوں سے کہہ دیا کہ اُن کو دریا کے کنارے کنارے جانا ہوگا۔ اودھر نشی اور دیوا باہر آئیں اور بجرے کے ملاحوں کو چپکے چپکے نہ معلوم کیا ہدایت کر گئیں۔

چھٹا باب

بھوانی پاٹھک کو رخصت کر کے رنگ راج سفید نشان ہاتھ میں لئے

ہوئے لفٹنٹ صاحب کی کشتی پر پہونچا - سفید نشان دیکھ کر کسی نے کچھ نہ کہا لفٹنٹ صاحب نے پوچھا -

"تم لوگوں نے سفید نشان دکھلایا - کیا گرفتار ہو جانے پر راضی ہو"

رنگ - ہم لوگ کیوں گرفتار ہوں گے - جن کو پکڑنے کے لئے آپ آئے ہیں وہ اپنی گرفتاری پر رضا مند ہیں - میں یہی پیغام لیکر آیا ہوں

صاحب - دیوی رانی گرفتار ہو جائیں گی -

رنگ - جی ہاں -

صاحب - اور تم لوگ -

رنگ - ہم لوگ کون -

صاحب - تم لوگ جو آن کے دل میں ہو -

رنگ - ہم لوگ گرفتار نہ ہوں گے -

صاحب - میں سب کو پکڑنے آیا ہوں -

رنگ - ان ہزار برق اندازوں میں آپ کیسے پہچان سکیں گے کہ رانی کے دل کا کون آدمی ہے -

جس وقت رنگ راج یہ باتیں کر رہا تھا اسوقت تک بھوانی پاٹھک برق اندازوں کو لیکر روانہ ہوئے تھے - جانے کے لئے انتظام کر رہے تھے صاحب نے کہا - "یہ جتنے برق انداز ہیں سب ڈاکو ہیں کیونکہ وہ ڈاکوؤں کا ساتھ دے کر سرکار سے لڑتے ہیں"

رنگ - وہ اب چھوڑ دینگے - دیکھئے وہ سب لوگ جا رہے ہیں -

صاحب نے دیکھا کہ برق اندازوں کا گروہ جانے کے لئے تیار ہے صاحب نے بہت بگڑ کر کہا -

"کیا تم لوگ سفید نشان سے دھوکا دیکر بھاگنا چاہتے ہو؟"

رنگ - صاحب - آپ نے ہم لوگون کو پکڑ ہی کب لیا تھا جو اب ہم بھاگے جاتے ہین - اگر آپ پکڑ سکتے ہون تو پکڑ لیے ہین سفید نشان پھینکے دیتا ہون -

یہ کہکر رنگ راج نے سفید نشان پھینک دیا - مگر سپاہیون نے چونکہ صاحب کا حکم نہ پایا اس لیے کچھ خبر نہ ہوئے -

صاحب اپنے دل مین یہ سوچ رہے تھے "ان لوگون کا تعاقب بیکار ہوگا - وہ فوراً جنگل مین گھس کر غائب ہو جائین گے - ایک تو رات کا وقت - دوسرے بادل گھرتے چلے آتے ہین - جنگل مین اندھیرا گھپ ہوگا - ہمارے سپاہی راستہ بھی نہین جانتے - ان برق اندازون کا گرفتار کرنا بالکل ناممکن ہے" یہ سوچ سمجھ کر صاحب نے کہا"

"اچھا - ان لوگون کو جانے دو - تم لوگ گرفتار رہو جاؤ گے"

رنگ - کوئی بھی نہین - صرف دیوی رانی -

صاحب - تو کیا تم چند لوگ ہم سے لڑ سکو گے تمھارے برق اندازون کا گروہ تو وہ دیکھو چلا گیا -

رنگ راج نے دیکھا کہ بھوانی پاٹھک اپنے ہمراہیون کے ساتھ جا رہے ہین - رنگ راج نے جواب دیا -

"مین یہ کچھ نہین جانتا - میرے افسر نے جو پیغام بھیجا ہے وہ مین نے آپ سے کہہ دیا - آپ نہ بجرا پائین گے - نہ بجرے کا مال و اسباب نہ بجرے کے آدمی - آپ صرف دیوی رانی کو لے جا سکتے ہین -

صاحب - کیون -

رنگ - میں سبب نہیں جانتا -
صاحب - تم جانو یا نہ جانو - بجرا اب ہمارا ہے - ہم اُس پر دخل کرین گے -
رنگ - صاحب - میں کہے دیتا ہون کہ بجرے کو ہاتھ نہ لگانا - ورنہ آفت آجائے گی -
صاحب - خوب - تم دو چار آدمی ہمارے پانچ سو سپاہیون پر کیا آفت ڈال سکتے ہو -
یہ کہہ کر صاحب نے سفید نشان اُٹھاکر پھینک دیا - اور سپاہیون کو حکم دیا کہ بجرے کو گھیر لو -
سپاہیون نے پانچون کشتیان لیکر بجرے کو محصور کر لیا صاحب نے حکم دیا کہ - "بجرے پر جاکر برق اندازون کے ہتھیار چھین لو"
صاحب نے یہ حکم بلند آواز میں دیا - دیوی رانی نے بھی اُس بات کو سنا - دیوی نے بجرے کے اندر سے حکم دیا - "جس جس کے ہاتھ میں ہتھیار ہون - سب پانی میں پھینک دو"
یہ حکم سنتے ہی بجرے میں جس جس کے ہاتھ میں ہتھیار تھے سب نے اُن کو پانی میں پھینک دیا - رنگ راج نے بھی اپنے ہتھیار پانی میں پھینک دیے - یہ دیکھ کر صاحب کو اطمینان ہوا - کہنے لگے - "چلو - چلکر دیکھین کہ بجرے میں کیا ہے"
رنگ - آپ زبردستی بجرے پر جارہے ہیں - دیکھیے میرا قصور نہیں ہے -
صاحب - تمھارا قصور کیا ہے -

یہ کہہ کر صاحب نے ایک سپاہی ساتھ لیا اور مسلح بجرے پر پہونچے
یہ کام کچھ بھی ہمت کا نہ تھا کیونکہ اُس وقت بجرے پر کوئی آدمی مسلح نہ تھا
صاحب کی سمجھ میں یہ بات نہ آئی کہ دیوی کی عقل بھی ہزار ہتھیاروں کے
برابر ہے۔

رنگ راج کے ساتھ ساتھ صاحب کمرے کے دروازے پر آئے
دروازہ کھلا دونوں اندر داخل ہوئے۔ اندر جاکر جو کچھ دیکھا اسکو دیکھکر
دونوں کو حیرت ہوگئی۔

دیکھا کہ کمرہ اُسی طرح سجا ہوا ہے جیسا اُس روز تھا جس روز پر جیسفیر
اس میں پہلی مرتبہ داخل ہوا تھا۔ اسی طرح دیواروں پر تصویریں اُسی طرح
خوبصورت قالین بچھا ہوا۔ اسی طرح عطر دان۔ گلاب پاش۔ گل دان
رکھے ہوئے۔ اُسی طرح خوشبودار تمباکو بھرا ہوا۔ اسی طرح چاندی کی
تصویریں۔ چاندی کا جھاڑ اور سونے کی زنجیر میں لٹکتا ہوا طلائی چراغ
مگر آج بجائے ایک مسند کے دو مسندیں بچھی ہوئی ہیں۔ اور دونوں مسندوں
پر کہنی ٹیکے ہوئے دو عورتیں بیٹھی ہیں۔ دونوں قیمتی پوشاکیں پہنے
ہوئے اور بیش بہا جواہرات سے آراستہ۔ صاحب بہادر تو اُن کو
پہچانتے نہ تھے مگر رنگ راج نے اُن کو پہچان لیا کہ ایک نشی ہے اور
دوسری دیوا۔

صاحب کے بیٹھنے کے لئے ایک چاندی کی کرسی رکھی ہوئی تھی۔
صاحب اُس پر بیٹھ گئے۔ رنگ راج تلاش کرنے لگا کہ دیوی کہاں ہے
دیکھا کہ معمولی لباس پہنے بال کھولے دیوی سادی وضع کے ساتھ ایک
کونے میں کھڑی ہے۔

صاحب نے پوچھا۔ "دیوی رانی کون ہے۔ میں کس سے بات کروں؟"

نشی نے جواب دیا۔ "مجھ سے بات کیجیے۔ میں دیوی رانی ہوں"

دیوا نے ہنس کر کہا۔ "واہ۔ تو انگریز کو دیکھ کر مذاق کرتی ہے۔ یہ مذاق کا موقع نہیں ہے۔ لفٹنٹ صاحب۔ یہ میری بہن بڑی ہنسوڑ ہے۔ مگر یہ ہنسی مذاق کا موقع نہیں ہے۔ آپ مجھ سے بات کیجیے دیوی رانی میں ہوں"

نشی کہنے لگی۔ "دیا بھی کیا تو یہ چاہتی ہے کہ میری جگہ تجھ کو پھانسی دی جائے؟" صاحب کی طرف مڑ کر نشی نے کہا۔ "صاحب۔ یہ میری بہن ہے محبت کے مارے مجھے بچانا چاہتی ہے اسی لیے آپ کو دھوکا دیتی ہے۔ مگر مجھ سے تو یہ نہ ہو گا کہ جھوٹ بول کر اپنی جان بچاؤں اور اس کو مصیبت میں پھنساؤں۔ ننھی سی جان ہے۔ ہم لوگ بنگالی لڑکیاں ہیں ہمیں جان دینا کچھ مشکل نہیں۔ چلیے۔ آپ مجھے لے چلیے۔ دیوی رانی میں ہی ہوں"

دیوا بول اٹھی۔ "صاحب تمہیں اپنے عیسیٰ مسیح کی قسم ہے کہ بے قصور کو گرفتار نہ کرنا۔ میں دیوی رانی ہوں"

صاحب نے خفا ہو کر رنگ راج سے پوچھا۔ "یہ کیا تماشا ہے۔ تم ٹھیک ٹھیک بتاؤ کہ دیوی رانی کون ہے؟"

رنگ راج سمجھ گیا تھا کہ اس ہیر پھیر میں کچھ بھید ہے نشی کی طرف اشارہ کر کے اس نے کہا۔ "دیوی رانی یہی ہے"

اس وقت دیوی ایک طرف سے بول اٹھی۔ "اس وقت میرا کچھ بولنا

ملے موقع ہوگا۔ مگر یہ اندیشہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر جھوٹ بولنا ثابت ہو جائیگا تو ہم سب پر آفت آجائیگی۔ اس لئے کہنا ضروری ہے کہ اس شخص نے جو کچھ بیان کیا وہ سچ نہیں ہے۔ (منشی کی طرف اشارہ کرکے) یہ دیوی رانی نہیں ہے۔ جس شخص نے اس عورت کو دیوی رانی بتلایا ہے وہ دیوی رانی کو ماں مانتا ہے اور ماں کی طرح مانتا ہے۔ اسی لئے وہ رانی کو بچانے کے لیے اس عورت کو دیوی رانی بتلاتا ہے۔"

صاحب نے دیوی سے پوچھا۔ "تو پھر دیوی کون ہے"

دیوی نے جواب دیا۔ "دیوی میں ہوں"

دیوی کے اس کہنے پر منشی اور دیوا اور رنگ راج اور دیوی میں جھگڑا ہونے لگا۔ منشی نے کہا۔ "میں دیوی ہوں" دیوا بول اٹھی۔ "میں دیوی" رنگ راج نے منشی کی طرف اشارہ کرکے کہا۔ "یہی دیوی ہے" دیوی نے کہا "میں دیوی" صاحب بہادر بڑے مخمصے میں پڑ گئے۔

لفٹنٹ صاحب نے سوچا کہ اس جھگڑے کو مٹانا چاہیے۔ کہنے لگے "تم دونوں میں کوئی نہ کوئی دیوی رانی ہے۔ وہ عورت تو خادمہ ہے وہ دیوی نہیں ہے۔ تم چالاکی سے اس بات کو چھپاتی ہو کہ تم دونوں میں دیوی کون ہے۔ مگر مجھ سے تمھاری چالاکی نہ چھپے گی۔ میں اس وقت دونوں کو پکڑ لے جاؤں گا۔ پھر دریافت کرنے سے جو دیوی ثابت ہوگی وہی پھانسی پائیگی اگر اس کا بھی ثبوت نہ ملا تو دونوں کو پھانسی دیجائیگی۔"

اس وقت منشی اور دیوا دونوں نے کہا۔ "اس قدر فکر کی ضرورت ہی کیا ہے۔ کیا آپ کے ساتھ مخبر نہیں ہے۔ مخبر کو بلائیے وہ بتلا دیگا۔ کہ درحقیقت دیوی رانی کون ہے"

دیوی کا اصل منشا یہ تھا کہ اس ترکیب سے ہرملیجہ اس کے پیچھے پڑ آجائے۔ ہرملیجہ کی حفاظت کا انتظام جب تک نہ ہوگا اس وقت تک وہ اپنی جان بچانے کا انتظام نہ کریگی۔

صاحب نے دل میں سوچا کہ یہ راے ٹھیک معلوم ہوتی ہے جو سپاہی اس کے ساتھ آیا تھا اسکو حکم دیا کہ مخبر کو بلاؤ۔ سپاہی نے ایک کشتی کے جمعدار سے کہا کہ مخبر کو بلاؤ۔ اب چاروں طرف مخبر کی تلاش ہونے لگی۔

ساتواں باب

واقعی اس وقت ہرملیجہ راے میدان جنگ میں موجود تھے۔ مگر خوشی سے نہیں محض اتفاق سے۔ پہلے تو وہ دور دور رہے۔ جاناسن کا قول یاد تھا کہ دو سینگ والے جانوروں اور مسلح آدمیوں سے فاصلے پر رہنا چاہیے۔ اس قول کو یاد کر کے وہ سپاہیوں کی کشتی پر سوار نہ ہوئے۔ ایک چھوٹی ڈونگی پر سوار ہوکر انھوں نے صاحب کو چھپا دکھلا دیا اور پھر وہاں سے آدھ کوس کے فاصلے پر جا کر اپنی جان کی حفاظت کی۔ وہاں پہونچ کر دیکھا کہ آسمان پر کالی کالی گھٹا میں چھائی ہوئی ہیں۔ دل میں خیال کیا کہ اگر آندھی آگئی تو ڈونگی ڈوب جائیگی۔ اور روپئے کے لالچ میں جان مفت چلی جائے گی۔ اس وقت راے صاحب ڈونگی سے اتر کر دریا کے کنارے آگئے۔ مگر وہاں کنارے پر کوئی آدمی نظر نہ آیا۔ ہرملیجہ تنہائی میں بہت گھبرائے۔ سانپ کا خوف۔ شیر کا ڈر۔ چور ڈاکو کا کھٹکا۔ بھوت پریت کا اندیشہ۔ ہرملیجہ بہت پریشان ہوکر سوچنے لگے کہ ہاے کیوں

ایسی آفت میں آکر مبتلا ہوا۔ بیچارے کو اپنی مصیبت پر رونا آگیا۔

اسی اثنا میں دفعتاً لڑائی کا شور و غل موقوف ہوگیا۔ ہربلبھ نے خیال کیا کہ سپاہیوں کی ضرور فتح ہوگئی اور وہ عورت پکڑلی گئی۔ ورنہ لڑائی بند نہ ہوتی۔ اس خیال سے اُن کو تسکین ہوئی اور وہ میدان جنگ کی طرف جانے پر آمادہ ہوئے۔ مگر رات کا وقت۔ اندھیری چھائی ہوئی جنگل کا واسطہ۔ جائیں تو کیونکر جائیں۔ ڈونگی کے ملاح سے پوچھا۔ "ہاں بھیا ملاح۔ یہ تو بتاؤ کہ اُدھر کیونکر جائیں" ملاح نے کہا۔ "جانے کی کیا فکر ہے۔ ڈونگی پر سوار ہولو۔ ابھی پہونچائے دیتا ہوں۔ سپاہی لوگ پکڑ تو نہ لیں گے۔ اور اگر لڑائی پھر چھڑ گئی ———"

ہربلبھ۔ سپاہی لوگ ہم سے کچھ نہ کہیں گے۔ لڑائی اب نہ ہوگی۔ ڈاکو گرفتار ہوگئے مگر آندھی پانی کی آمد ہے۔ ڈونگی پر چڑھتے ڈر معلوم ہوتا ہے۔

ملاح۔ آندھی پانی میں ڈونگی ڈوب نہیں سکتی۔

ہربلبھ کو ملاح کی بات کا یقین نہ آیا۔ مگر مرتا کیا نہ کرتا مجبوراً ڈونگی پر سوار ہوئے ملاح کو ہدایت کی کہ بالکل کنارے کنارے ڈونگی کو لے چلے۔ ڈونگی تھوڑی دیر میں بجرے کے قریب پہونچ گئی۔ اسی وقت مخبر "مخبر" کی ہر طرف سے پکار ہورہی تھی۔ ہربلبھ بجرے پر چلے گئے اور اردلی کے سپاہی کے پاس جاکر کہا۔ "مخبر کو ڈھونڈھتے ہو۔ مخبر میں ہوں۔"

سپاہی نے کہا۔ "تم کو کپتان صاحب نے طلب کیا ہے"

ہربلبھ۔ وہ ہیں کہاں۔

سپاہی۔ کمرے کے اندر ہیں۔ تم بھی وہیں جاؤ۔

جب دیبی کو ہربلبھ کے آنے کی اُمید ہوئی تو اُس نے اپنے بھاگ بچنے

کی تجویز کی - یہ کہہ کر کہ کپتان صاحب کے لئے کچھ کھانے پینے کا انتظام کرے گی وہ اس کمرے سے دوسرے کمرے میں چلی گئی -

ادھر ہر ملیہ کمرے میں داخل ہوئے - اس کی زینت اور دیوا اور نشی کی صورت دیکھکر متحیر ہوئے - صاحب کو سلام کرنے والے تھے مگر گھبراہٹ میں نشی کو سلام کیا - نشی نے ہنس کر کہا - "بندگی خان صاحب - مزاج شریف" یہ سنکر دیوا نے کہا - "بندگی خان صاحب میرا سلام بھی قبول ہو - میں اس کی رانی ہوں" -

صاحب نے ہر ملیہ سے کہا - "یہ دونوں عورتیں فریب دینا چاہتی ہیں - ایک کہتی ہے کہ میں رانی ہوں اور دوسری کہتی ہے کہ میں رانی ہوں میں نے تمھیں اس لئے بلایا ہے کہ تم ٹھیک بتلا سکو گے کہ دیوی رانی کون ہے - بتاؤ دیوی کون ہے" -

ہر ملیہ بڑی مصیبت میں پڑ گئے - دیوی کو دیکھا تو کبھی تھا نہیں - کریں تو کیا کریں - کچھ سوچ سمجھ کر نشی کو بتلا دیا کہ یہی دیوی ہے - نشی کھلکھلا کر ہنس پڑی ہر ملیہ نے اس وقت گھبرا کر دیوا کو بتلایا کہ یہ دیوی ہے - دیوا بھی قہقہہ لگا کر ہنسی پریشان ہو کر ہر ملیہ نے پھر نشی کو بتلایا کہ وہی دیوی ہے - صاحب نے بگڑ کر کہا "تم بدذات سور - تم پہچانتا نہیں ہو" -

اس وقت دیوا کہنے لگی - صاحب آپ خفا نہ ہوں - وہ پہچانتے نہیں ہیں ان کا لڑکا پہچانتا ہے - ان کا لڑکا چھت پر بیٹھا ہے بلوا لیجیے - وہ آکر پہچان لیگا ہر ملیہ کو ہوا تو پھر ان میں بس نہیں - کہنے لگا - "وہ میرا لڑکا" -

دیوا - ہاں - نشی تو بھی ہوں -

پھر - کون برجیشر -

دیوا - ہاں - دیکھی -
برج - کہاں ہے -
دیوا - چھت پر -
برج - یہاں کیوں آیا ؟
دیوا - وہ تم کو ڈھونڈنے آئے -
صاحب نے حکم دیا کہ اُس کو بلاؤ - دیوا نے رنگ راج کو اشارہ کیا - رنگ راج نے چھت پر جاکر برجیشر سے کہا -
" چلو - دیوا بلاتی ہے "
برجیشر اوتر کر کمرے میں آیا - صاحب نے برجیشر سے پوچھا -
" تم دیوی رانی کو پہچانتے ہو "
برج - پہچانتا ہوں -
صاحب - دیوی یہاں ہے -
برج - نہیں -
صاحب - کیا ان دونوں میں ایک بھی دیوی رانی نہیں ہے -
برج - یہ اُن کی خادمائیں ہیں -
صاحب - تم دیوی کو اچھی طرح پہچانتے ہو -
برج - بہت اچھی طرح -
صاحب - اگر ان دونوں میں کوئی دیوی نہیں ہے تو دیوی اس بجرے پر کہیں نہ کہیں ضرور چھپی ہوگی - شاید وہی خادمہ دیوی ہو - میں بجرا تلاش کرتا ہوں تم چلکر نشان دہی کرو - چلو
برج - تم کو بجرا تلاش کرنا ہو تلاش کرو - میں کیوں نشان دہی کرنے لگا -

صاحب کے تیور بدل گئے ۔ ڈپٹ کر کہنے لگے "کیون بدذات ۔ تم تیار نہین ہے وہ نہین" ۔ کہہ کر جگیشر نے صاحب کے منھ پر ایک تھپڑ بڑی زور سے مارا ۔ "ہائے یہ کیا کیا ۔ یہ کیا کیا ۔ بڑا غضب ہو گیا" ۔ کہکر ہر بلبھ رو پڑا ۔

باہر سے جمعدار نے کہا ۔ "حضور ۔ طوفان اٹھا" ۔

سائین سائین کی آواز سے معلوم ہوا کہ بڑے زور و شور کے ساتھ آندھی آرہی ہے جس وقت جگیشر نے صاحب کے تھپڑ مارا تھا ٹھیک اسی وقت کمرے کے اندر سے سنکھ بجنے کی آواز آئی ۔

بجرے کا لنگر توڈالا نہ گیا تھا ۔ صرف دو رسیون کے ذریعے سے میخ مین بجرا بندھا تھا ۔ اس میخ کے پاس دو ملاح بیٹھے تھے ۔ جیسے ہی سنکھ بجا ان دونون ملاحون نے رسیان کھول دین اور خود اچک کر بجرے پر سوار ہو گئے ۔ کنارے پر جو سپاہی بجرے کو گھیرے ہوئے تھے انھون نے ان ملاحون کے مارنے کیلئے سنگینین اٹھائین ۔ مگر ان کے ہاتھون کی سنگینین ہاتھون ہی مین رہ گئین اور چشم زدن مین کچھ کا کچھ ہو گیا ۔ دیوی نے وہ ترکیب کی کہ ایک پل مین کمپنی کے پانچ سو سپاہیون پر فتح حاصل ہو گئی ۔

پیشتر ذکر ہو چکا ہے کہ بجرے کے چار پال لپٹے ہوئے تھے ۔ یہ ذکر بھی ہو چکا ہے کہ نشی اور دیوا نے باہر آکر ملاحون کو کچھ ہدایتین کی تھین ۔ انھین ہدایتون کے مطابق دو ملاح میخ کے پاس ۔ چار ملاح پال کی ڈوریون کے پاس ۔ اور اور ملاح حسب ضرورت اپنے اپنے موقع پر مستعد بیٹھے ہوئے تھے ۔

سنکھ کی آواز ہوتے ہی پال کھول دی گئی ۔ پالون کے کھلتے ہی بہت زور و شور کی آندھی بھی وہان پہونچی اور پلک مارتے مارتے پالون مین ہوا بھر گئی ۔ بجرا اڑا ۔ دو سپاہیون نے سنگینین اٹھائی تھین ۔ جب تک سنگینین اونچی

ہوئیں بجرے کا سُمندر پچاس ہاتھ کے فاصلہ پر پہونچ گیا۔ پھر اٹھا آندھی کا دھکا اس
زور سے لگا کہ بجرا ترچھا ہو گیا۔ قریب تھا کہ ڈوب جائے۔ لکھنے میں اتنی دیر لگی۔
مگر یہ باتیں ایک پل میں واقع ہوئیں۔

برجیشر کے تھپڑ کے جواب میں صاحب نے گھونسہ تانا تھا۔ ہاتھ اٹھاتے
اٹھاتے یہ سب باتیں واقع ہوئیں۔ صاحب کا گھونسہ تنا رہ گیا اور جھٹکے کے
ساتھ وقفہ میں بجرا ایسا ترچھا ہوا کہ صاحب بہادر مٹھی باندھے ہوئے دیوی
کے قدموں پہ دھم سے گر پڑے۔ برجیشر بھی صاحب کے اوپر گرا اور رنگ راج
برجیشر کے اوپر۔ یہ ملبہ پہلے تو کشتی کے اوپر گرا مگر وہاں سے لڑھکتا ہوا چلا گیا اور
رنگ راج کے جوتے میں اٹک گیا۔ وہ سمجھا کہ بجرا ڈوبا اور سب کی جانیں
گئیں۔ مگر بجرا ڈوبا نہیں۔ ترچھا ہو کر پھر سیدھا ہوا۔ آندھی کے زنانے میں بجلی
کی طرح چلا۔ جو لوگ گر پڑے تھے وہ پھر اٹھ کے کھڑے ہوئے۔

صاحب نے پھر گھونسہ تانا۔ مگر صاحب کی فوج جو پانی میں کھڑی تھی اسکے
اوپر ہو کر بجرا گذر گیا۔ بہتوں نے پانی میں غوطہ لگا کر اپنی جان بچائی بعضوں نے
بجرے کو بڑھتے ہوئے دیکھ کے بھاگ کر جان بچائی۔ بعضوں کے چوٹ لگی
مگر جان کسی کی بھی تلف نہ ہوئی۔ کشتیاں بجرے کی چپیٹ میں آکر ڈوب
گئیں۔ وہاں پہ پانی بہت زیادہ نہ تھا دھار بھی زوردار نہ تھی۔ بہرحال
سب کی جانیں بچ گئیں۔ مگر بجرا پھر کسی کو نظر نہ آیا۔ تیر کی طرح اس آندھی
میں بجرا غائب ہو گیا۔ سپاہیوں کا دل تتر بتر ہو گیا۔ دیوی نے فتح حاصل کی
لفٹنٹ صاحب اور برجیشر گرفتار ہو گئے۔ چشم زدن میں لڑائی فتح ہو گئی۔
اسی خیال میں دیوی نے آسمان کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔ "ایشور ہماری
حفاظت کا سامان کر رہا ہے"۔

آٹھواں باب

بجرا زور وشور سے پانی کاٹتا ہوا جا رہا تھا۔ آندھی کی آواز بھی خوفناک تھی۔ بجرا بہت ہی مضبوط بنا ہوا تھا۔ ملاح بھی اعلےٰ درجہ کے ہوشیار تھے۔ بجرے کے سوار جو لڑکھڑا کے گرے تھے اب سنبھل کر اُٹھ بیٹھے۔ ہر بلبھ مہا نشا سے جیبو ہاتھ میں لے کر درگا کے نام کا جپ کرنے لگے کہ بجرا اُڑ دینے نہ پائے۔ صاحب بہادر نے جس گھونسہ کو ملتوی کر دیا تھا اُس کو پھر تانا۔ برجیشر نے ہاتھ پکڑ لیا۔ ہر بلبھ نے اپنے لڑکے سے جھڑک کر کہا۔

"یہ کیا کرتا ہے۔ صاحب پر ہاتھ ڈالتا ہے"۔

برجیشر نے جواب دیا۔ "میں صاحب پر ہاتھ ڈالتا ہوں کہ صاحب مجھ پر ہاتھ چلانا چاہتے ہیں"۔

ہر بلبھ نے صاحب سے کہا۔ "حضور یہ لڑکا ہے۔ ابھی نیک تمیز نہیں آئی آپ اُس کی خطا کو معاف کر دیں"۔

صاحب نے جواب دیا۔ "یہ بڑا بدمعاش ہے۔ اگر ہاتھ جوڑ کر معافی مانگے تو میں معاف کر سکتا ہوں۔

ہر بلبھ۔ برج۔ ہاتھ جوڑ۔ ہاتھ جوڑ کر صاحب سے معافی مانگ۔

برج۔ صاحب۔ ہم لوگ ہندو ہیں۔ اپنے باپ کا حکم نہیں ٹال سکتے ہیں ہاتھ جوڑ کر آپ سے معافی مانگتا ہوں۔

صاحب خوش ہوئے کہ برجیشر نے اپنے باپ کا کہنا مان لیا اور

اُس کو معاف کر دیا۔ برجیشور کا ہاتھ پکڑ کر بلایا۔ برجیشور کی چودہ پشت کو یہ معلوم نہ تھا کہ "شیک ہینڈ" کس کو کہتے ہیں۔ وہ متعجب ہوا پھر دل میں سوچا کہ ایسا نہ ہو کہ صاحب سے پھر جھڑ جائے۔ برجیشور وہاں سے اُٹھکر کمرے کے باہر چلا گیا۔ ہوا کا زور تھا بارش نہ تھی۔

رنگ راج بھی کمرے سے باہر نکل آیا اور دروازے سے پیٹھ بھڑا کر بیٹھ گیا وہ دونوں طرف کی خبرداری تھی۔ اُس وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت بھی تھی کیونکہ بجرا بڑے زمانٹے میں جا رہا تھا۔ نہ معلوم کس وقت کیا آفت آجائی۔

دیوا اُٹھ کر دیوی کے پاس چلی گئی۔ مردون کے کمرے میں زیادہ دیر ٹھہرنے کی ضرورت نہ تھی۔ نشی وہیں ٹھہری رہی۔ کسی غرض سے اُس نے اپنے سب کام شری کرشن کے حوالے کر دئے تھے۔ اس لیے ہمت بھی حد سے زیادہ تھی۔

صاحب پھر چاندی والی کرسی پر بیٹھ گئے۔ بیٹھ کر سوچنے لگے۔ "معلوم نہیں کہ ان ڈاکوؤن کے ہاتھ سے کب نجات ملے گی۔ جس کو گرفتار کرنے آیا تھا اُس نے خود مجھی کو گرفتار کر لیا۔ عورتوں نے مجھ پر فتح حاصل کی۔ اب انگریز بھائیوں کو کیا منھ دکھاؤن گا۔ میرا پھر کر نہ جانا ہی اچھا ہے"

برجیشور سے سنبھل کر نشی کی مسند کے قریب بیٹھ گئے۔ دیکھکر نشی نے کہا۔ "آپ تھوڑا سا سو لیجیے"

بر۔ آج کہیں نیند آتی ہے۔

نشی۔ آج اگر نیند آئی تو پھر بس۔

ہیر - پھر بس گیا -
نشی - پھر تم کو سونے کے لئے دن کہان نصیب ہوگا -
ہیر - کیون -
نشی - آپ دیوی رانی کو گرفتار کرانے آئے تھے -
ہیر - تو - تو - تم - کیا جانتی ______
نشی - معلوم ہے کہ اگر رانی گرفتار ہو جاتین تو کیا ہوتا -
ہیر - نہ - نہ - تو - کیا - معلوم -
نشی - دیوی نے تمھارا کچھ بگاڑا نہ تھا - بلکہ وقت پر تمھاری بڑی مدد کی تھی - جس وقت تمھاری ذات اور تمھاری جان جا رہی تھی اُس وقت پچاس ہزار روپیہ دے کر تم کو بچایا اُس کے صلے مین تم نے یہ کوشش کی کہ دیوی کو پھانسی ہو جائے بتاؤ تو تمھارے لایق کون سی سزا ہے -
ہر بلبھ نے کچھ جواب نہ دیا -
نشی کہنے لگی - "وہ ہی وہی کہہ رہی تھی کہ اگر سونا ہو تو اسوقت سو لو - اب پھر رات کا منھ دیکھنے کو نہ ملے گا - بتاؤ تو بجرا کہان جا رہا ہے"
ہر بلبھ کے منھ سے بات نکلنے کی طاقت نہ تھی -
نشی پھر کہنے لگی - "ایک مسان ہے جس کو ڈاکوؤن کا مسان کہتے ہین - ہم لوگ جس کو جان سے مارتے ہین اُس کی جان وہین جا کر لیتے ہین - بجرا وہین جا رہا ہے - اُسی جگہ صاحب کو پھانسی دیجانے کی رانی جی نے حکم دے دیا ہے - تم کو معلوم ہے - کہ تمھارے بارے

کیا حکم ہوا۔"
ہربلبھ رونے لگا۔ وہ ہاتھ جوڑ کر بولا۔ میری جان بچاؤ۔ منشی نے کہا ایسا پاپی کون ہوگا جو تمھاری جان بچائے گا۔ تم کو سولی پر چڑھا دینے کا حکم ہو گیا ہے۔" ہربلبھ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا۔ طوفان کے شوروغل میں اس رونے کی آواز پرجیشیر یا دیوی کے کانوں تک نہ پہونچی۔ صاحب نے وہ آواز سنی۔ صاحب نے باتیں نہ سن پائی تھیں۔ مگر رونے کی آواز سنی۔ صاحب نے ڈانٹ کر کہا۔ "وہ کیوں روتا ہے۔ الو۔ ایک دن ضرور مرنا ہے۔"
ہربلبھ نے اس بات کا خیال نہ کیا۔ بیچارہ بوڑھا برہمن ہاتھ جوڑ کر منشی سے کہنے لگا۔ کوئی ایسی ترکیب بتاؤ کہ میری جان بچ جائے۔"
منشی۔ تم ایسے موذی کو بچا کر کون گنہگار ہو۔ ہماری رانی بہت رحمدل ہیں مگر تمھارے لئے اُن سے کون سفارش کرے۔
ہر۔ میں لاکھ روپیہ دونگا۔
منشی۔ تھڑی ہے تمھاری اوقات پر۔ کہتے ہوئے شرم بھی نہیں آتی پچاس ہزار کے لئے تو ایسا پاجی کام کیا اور پھر لاکھ روپیہ کی بات کرتے ہو۔
ہر۔ مجھ سے جو کہو گی میں وہی کرونگا۔
منشی۔ تم ایسے موذیوں سے کیا کام ہو سکتا ہے۔ اچھا۔ میں جو کہوں وہ کروگے۔
ہر۔ ذلیل سے ذلیل شے کچھ کام آسکتی ہے۔ اچھا بتاؤ مجھے کیا کرنا ہوگا۔ میں حاضر ہوں میری جان کسی طرح بچاؤ۔

نشی (کچھ دیر تک سوچنے کے بعد) تمھارے ذریعہ سے ممکن ہے
کہ ہمارا ایک کام نکل سکے۔ مگر تم اپنے لوگون سے وہ کام نہ لیتا
ہی اچھا۔

بیر۔ مین تمھارے ہاتھ جوڑتا ہون تمھارا ہاتھ تھام کر کہتا ہون ——

بیر بلبھ کے حواس ٹھکانے نہ تھے۔ اُس نے بڑھکر اسی مین نشی کا
چکنا چکنا سڈول ہاتھ اپنے ہاتھ مین تھام لیا۔ نشی نے پہلے اپنا ہاتھ
ہٹا لیا۔ پھر کہنے لگی۔ "ہوش مین آؤ۔ یہ ہاتھ سری کرشن کے حوالہ کر چکی
ہون ناتھ۔ خیر۔ اگر تم کو ایسی ہی پریشانی ہے تو مین تمھارے لئے کوشش
کرون گی۔ مگر اس کا یقین نہین ہوتا کہ تم جو کچھ وعدہ کروگے اُسکو پورا بھی
کروگے۔ تم فریبی۔ دغاباز۔ پاپی آدمی۔ مخبری کرتے پھرتے ہو۔ تمھاری
بات کا اعتبار ہی کیا۔"

بیر۔ تم جو کہو وہ قسم کھانے کے لئے مین تیار ہون۔

نشی۔ تمھاری قسم کیا۔ اچھا۔ تو کیا قسم کھاؤگے۔

بیر۔ تلسی اور گنگا جل دے دو۔ مین چھو کر قسم کھاؤن گا۔

نشی۔ پرمیشر کے سر پہ ہاتھ رکھ کے قسم کھا سکتے ہو۔

بیر بلبھ تلملا سا گیا۔ کہنے لگا "تم جو چاہو کرو۔ مگر مجھ سے یہ نہ ہوگا۔ مجھے
اس سے معاف کرو۔

نشی۔ خیر۔ تم کو قسم کھانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ تم ہمارے اختیار مین
ہو۔ سنو مین بڑے اعلےٰ درجے کے برہمن کی بیٹی ہون۔ ہمارے
خاندان والون کو اُسی درجے کا دولھا ملنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ میری
شادی تو ہوگئی (ناظرین کو معلوم ہے کہ یہ جھوٹ تھا) مگر میری چھوٹی بہن

بن بیاہی ہے۔
ہر۔ عمر کیا ہوگی۔
منشی۔ پچیس تیس برس کی۔
ہر۔ اچھے برہمنوں کی لڑکیاں اکثر اتنی عمر کی ہو جاتی ہیں۔
منشی۔ میری بہن کی عمر زیادہ ہو گئی۔ اگر اب شادی نہ ہوئی تو خواہ مخواہ نیچے درجہ والوں کے گھر بیاہنا پڑے گا۔ تمھارا خاندان میرے باپ کے خاندان سے برابر درجے کا ہے۔ اگر تم میری بہن سے شادی کر لو تو میں رانی جی سے کہکر تمھاری جان بچا لوں۔
ہر بلبھ کے سر سے پہاڑ اتر گیا۔ صرف ایک اور شادی ہی تو کرنی ہوگی اچھے برہمن کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔ بیوی کی عمر زیادہ سہی چنداں ہرج نہیں۔ جس جواب کی امید منشی کو تھی وہی جواب ہر بلبھ نے دیا۔ اس نے کہا۔
"یہ کون مشکل بات ہے۔ اعلےٰ خاندان کی عزت رکھنا اعلیٰ خاندان والوں ہی کا کام ہے۔ مگر ایک بات ہے۔ میں ہوا بوڑھا اب بیاہ کرنے کی عمر نہیں رہی۔ اگر میرے لڑکے سے شادی ہو جائے تو کیا ہرج ہے"
منشی۔ وہ راضی ہوں گے۔
ہر۔ میرے کہنے سے منظور کر لے گا۔
منشی۔ تو کل صبح ان کو اجازت دے کر آپ چلے جائیں۔ میں پالکی اور کہار منگا دوں گی۔ آپ پالکی پر گھر چلے جائیے گا۔ آپ بالشتر جا کر مکان پر نئی بہو کے آنے کی وقت کا انتظام کر رکھئے گا۔ ہم لوگ

شادی کے بعد دولھا دُلھن کو ایک ساتھ بھیج دینگے۔
ہر بلبھ کی جان میں جان آگئی۔ کہاں سولی پر چڑھائے جاتے تھے کہاں نئی بہو کی آمد کی دعوت کے لئے انتظام کی ٹھہری۔ اب ہر بلبھ سے انتظار نہیں ہوسکتا۔ کہنے لگا۔ "تو تم جاکر یہ سب حال رانی جی سے کہدو"۔

نشی وہاں سے اُٹھکر دوسرے کمرے میں چلی گئی۔
نشی کے جانے کے بعد صاحب نے ہر بلبھ سے پوچھا "یہ عورت تم سے کیا پوچھتی تھی"۔

ہر۔ کوئی ایسی بات نہ تھی۔
صاحب۔ تم روتے کیوں تھے۔
ہر۔ کہاں۔ میں تو نہیں روتا تھا۔
صاحب۔ بنگالی بڑا جھوٹا ہوتا ہے۔

اُدھر نشی جب دوسرے کمرے میں گئی تو دیوی نے پوچھا۔
"میرے سسر سے اتنی کیا باتیں کر رہی تھیں"۔

نشی۔ میں کوشش کر رہی تھی کہ دیکھوں میں تمھاری ساس بن سکتی ہوں یا نہیں۔
دیوی۔ تم اپنی جان۔ اپنا دل۔ اپنا جسم۔ اپنی جوانی سب شری کرشن کے حوالے کر چکی ہو۔ مگر تمھاری شرارت ابھی تک تمھارے ہی پاس موجود ہے۔
نشی۔ دیوتا کو اچھی اچھی چیزیں دیتے ہیں۔ خراب چیز نہیں دیتے۔
دیوی۔ تم جہنم میں جلکر مروگی۔

نواں باب

طوفان موقوف ہوگیا۔ بجرے کی رفتار کم ہوگئی۔ دیوی نے بجرے کی کھڑکی سے دیکھا کہ صبح کا آغاز ہے۔ کہنے لگی۔

"نشی آج کی صبح مبارک ہے"

نشی نے کہا۔ "میرے لئے بھی صبح مبارک ہے"

دیوا بولی۔ "تمھارا تو خاتمہ ہے۔ میرے لئے یہ صبح مبارک ہے۔

نشی۔ جس روز میرا خاتمہ ہوگا میں اسی صبح کو مبارک سمجھوں گی۔ آج دیوی رانی کے لئے مبارک صبح ہے کیونکہ آج سے دیوی رانی کا خاتمہ ہے۔

دیوا۔ ایں۔ پگلی۔ یہ کیا کہتی ہے۔

نشی۔ سچ کہتی ہوں۔ دیوی رانی مرگئیں۔ اور پھر چپل سسرال چلیں۔

دیوی۔ اس میں ابھی دیر ہے۔ اچھا بجرے کو رکوا دو۔

نشی نے حکم جاری کیا۔ ملاحوں نے کنارے لگا کر بجرا باندھ دیا۔

دیوی نے کہا۔ "رنگ راج سے دریافت کرو کہ ہم لوگ کس مقام پر ہیں۔ یہاں سے رنگ پور کتنی دور ہے۔ اور بھوت ناتھ کتنی دور"

رنگ راج سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ بجرا ایک رات میں چار دن کی راہ طے کر آیا۔ رنگ پور وہاں سے کئی منزل ہے اور خشکی کی راہ سے بھوت ناتھ ایک دن کی راہ ہے۔ دیوی رانی نے دریافت کیا کہ پالکی اور کہار دونوں ملینگے۔ رنگ راج نے کہا کہ کوشش کرنے سے

چل سکتے ہیں۔ اُس وقت دیوی نے نشی سے کہا کہ ہر ملیجہ کو پنجرے سے نیچے اوتار کر کہدو کہ اشنان دھیان سے فارغ ہو جائیں۔
نشی نے رنگ راج کو بلایا اور ہر ملیجہ کے سامنے کہنے لگی۔ صاحب کو پھانسی دی جائے گی۔ اس برہمن کو ابھی سولی پر چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ اس کے ساتھ پہرے والے کو بھیجدو اور یہ اشنان دھیان سے فراغت کر آئیں۔
ہر ملیجہ کہنے لگا۔ "کچھ میرے لیے حکم ہوا"۔
نشی نے آنکھ مار کر کہا۔ "میری عرض منظور ہو گئی ہے۔ تم فراغت پا کے آجاؤ"۔
نشی نے رنگ راج کے کان میں کہہ دیا۔ پہرے والوں سے یہ کہنا ہے کہ نہلانے دھلانے کے لئے خدمتگار ساتھ کر دو"۔ اسی طور پر رنگ راج نے انتظام کر دیا۔
اُس وقت دیوی نے نشی سے کہا۔ "اب کہدو کہ صاحب کو چھوڑ دیں صاحب سے کہدو کہ رنگ پور واپس جائیں۔ رنگ پور یہاں سے بہت فاصلے پر ہے سو اشرفیاں سفر خرچ کے لیے دلوا دو"۔
نشی نے سو اشرفیاں لے کر رنگ راج کو دیں اور رانی جی کا حکم بتلا دیا۔
اُس حکم کے علاوہ نشی نے اور بھی کچھ ہدایتیں رنگ راج کو کیں۔
رنگ راج دو برق اندازوں کو ساتھ لیکر آیا اور صاحب سے کہا "اٹھو"۔
صاحب۔ کہاں جانا ہو گا۔
رنگ۔ قیدی کو ان باتوں کے پوچھنے سے غرض۔

صاحب چپ چاپ رنگ راج کے پیچھے پیچھے چل دئے اور اُن کے ساتھ ساتھ دونون برق انداز۔ جس گھاٹ پر ہرلیجہ بہار رہا تھا اسی گھاٹ کی طرف سے وہ لوگ گذرے۔

ہرلیجہ نے پوچھا۔ "صاحب کو کہان لئے جاتے ہو"

رنگ۔ اسی جنگل مین۔

ہر۔ کیون۔

رنگ۔ جنگل مین لیجاکر اُن کو پھانسی دیجائیگی۔

ہرلیجہ کا بدن کانپ اٹھا۔

صاحب کو جنگل مین لے جاکر رنگ راج نے کہا۔

"ہم لوگ کسی کو پھانسی نہین دیتے۔ تم اپنے گھر جاؤ۔ ہمارا پیچھا چھوڑدو ہم نے تم کو رہا کیا"

پہلے تو صاحب کو بڑی حیرت ہوئی۔ پھر دل مین خیال کیا کہ "بنگالی کی اتنی ہمت کہان کہ صاحب کو پھانسی دے" اُس کے بعد رنگ راج نے کہا۔ "صاحب۔ رنگ پور یہان سے بہت دور ہے۔ جاؤگے کیسے۔

صاحب۔ دیکھون کیسے جاؤن۔

رنگ۔ کشتی کرایہ پر لے لو۔ یا گاؤن مین جاکر ایک گھوڑا خرید لو۔ یا پالکی کرلو۔ ہماری رانی نے تم کو سفر خرچ کے لئے ایک سو اشرفیان عنایت کی ہین۔

رنگ راج گن گن کر اشرفیان دینے لگا۔ صاحب نے صرف پانچ اشرفیان لے لین۔ باقی اشرفیون سے انکار کیا۔ کہنے لگا "یہ بہت کافی ہے یہ اشرفیان بھی مین قرض لیتا ہون"

رنگ - بہتر۔ اگر ہم آپ سے قرضہ وصول کرنے جائیں تو مع سود کے دیدینا اگر تمھارا کوئی سپاہی زخمی ہوا ہو تو اس کو کچھ دینا اور اگر کوئی سپاہی مرگیا ہو تو اسکے وارث کو بھیج دینا۔

صاحب - کیوں -

رنگ - رانی جی ان لوگوں کے ساتھ کچھ سلوک کرینگی -

صاحب کو اعتبار نہ آیا - اس نے ہاں نہیں کچھ جواب نہ دیا اور وہاں سے چل کھڑا ہوا۔

وہاں سے رنگ راج پالکی اور کہاروں کی تلاش میں گیا - نشی نے اس بارے میں کہدیا تھا۔

دسواں باب

جب میدان صاف پایا تو برجیشر اٹھکر آہستہ آہستہ دیوی کے پاس آبیٹھا دیوی نے کہا۔

"اچھا ہوا کہ تم آگئے - تمھارے بے پوچھے ہوئے آج کا کام نہیں ہوسکتا تم نے حکم دیا تھا کہ اپنی جان بچالو - اسی وجہ سے میں نے اپنی جان بچائی دیوی رانی تو مرگئی اب زندہ نہیں ہے - مگر پرپھل زندہ ہے - بتاؤ کہ پرپھل رہے یا دیوی رانی کے ساتھ جائے"

برجیشر نے بڑی محبت سے پرپھل کو پیار کیا اور کہنے لگا۔

"تم چلکر میرے گھر کو روشن کرو - اگر تم نہ جاؤگی تو میں بھی نہ جاؤنگا۔

پھول - اگر میں گھر گئی تو تمہارے والد کیا کہیں گے۔
پریچ - یہ میرا ذمہ ہے - تم انتظام کر کے ان کو پیشتر روانہ کر دو یہ لوگ ان کے بعد جائیں گے -
پھول - پالکی اور کہار لینے کے لئے ایک آدمی بھیجا ہے -
تھوڑی دیر میں پالکی اور کہار آ گئے - ہربلبھ بھی اشنان دھیان سے فارغ ہو کر بجرے پر آگیا - دیکھا کہ نشی ان کے کھانے کے لئے کھیر - بالائی - کاسنی - آم - کیلا وغیرہ ایک تھالی میں سجا رہی ہے - نشی نے بڑی خاطر سے اس کو کھانے کے لئے بٹھلایا - کہنے لگی -
"اب آپ میرے رشتہ دار ہو گئے - بغیر منہ جوٹھائے نہ جانے پائے گا -"
ہر - برجیشر کہاں ہے - کل رات سے اسے نہیں دیکھا -
نشی - وہ میرے سنوئی ہوں گے - آپ ان کی فکر نہ کریں - وہ یہیں موجود ہیں - آپ کچھ کھائیے میں ان کو بلائے دیتی ہوں آپ ان سے دو بات کہہ دیجئے -
ہربلبھ نے کھانا شروع کیا - نشی برجیشر کو بلا لائی - برجیشر کو گھر کے اندر سے نکلتا ہوا دیکھ کر ہربلبھ کو کسی قدر تعجب ہوا - مگر ہربلبھ نے خیال کیا کہ وہ میرا چاند سا لڑکا دیکھکر یہ ڈاکو عورتیں اس پر فریفتہ ہو گئیں ہیں -
برجیشر سے ہربلبھ نے کہا - "مجھے ذرا بھی خبر نہیں کہ تم کیونکر آ گئے تھے - خیر - کچھ مضائقہ نہیں - میں نے اس وقت ایک درخواست منظور کر لی ہے تم کو اسے بجا لانا ہو گا - یہ عورت بہت اچھے خاندان کی ہے

ان کی ایک بن بیاہی بہن ہے۔ کوئی اچھی نسبت قرار نہ پائی۔ اب خاندان میں دھبا لگتا ہے۔ اچھے خاندانوں کی آبرو رکھنا اچھے خاندان والوں ہی کا کام ہے اور میری یہ بھی خوشی ہے کہ تمھاری بات اور شادی ہو جائے۔ تمھاری ماں کی بھی یہی خواہش ہے۔ بڑی بہو کے مرنے کے بعد سے ہم لوگوں کی یہی مرضی تھی۔ میں خوشی سے اجازت دیتا ہوں کہ تم اُن کی بہن سے بیاہ کر لو۔"

پھیشر نے دبی زبان سے کہا۔ "جو ارشاد ہو۔"

منشی کو بہت ہنسی آئی مگر اُس نے ضبط کیا۔ ہرلیچھ کہنے لگے۔ "میرے لیے پالکی اور کہار آ گئے ہیں۔ میں جا کر دعوت کا انتظام کرتا ہوں۔ تم حسب قاعدہ بیاہ کر کے بہو کو لیکر گھر آ جانا۔

برج۔ جو ارشاد ہو۔

ہر۔ اور باتوں کے کہنے کی تم سے ضرورت نہیں۔ تم خود سمجھ دار ہو۔ تم خود ہی حسب و نسب ذات پات دیکھ کر شادی کرو گے (کسی قدر آہستہ آواز سے) اور شادی میں ہم لوگوں کو جو کچھ ملتا ہے۔ اس کا حال بھی تو معلوم ہو گا۔

برج۔ جو ارشاد ہو۔

ہرلیچھ کھا پی کر رخصت ہوا۔ برج اور منشی نے اُس کے قدم چھوئے۔ پالکی پر سوار ہو کر ہرلیچھ کی جان میں جان آئی۔ سوچنے لگا۔ وہ لڑکا ان کا گو عورتوں کے ہاتھ میں رہ گیا۔ کچھ اندیشہ کی بات نہیں وہ خود کوئی راستہ نکال لے گا۔ اچھی عورت کا ہر جگہ بول بالا ہے۔"

برلبھ روانہ ہو گیا - برجبشیر نے نشی سے پوچھا - "وہ یہ بات کیا تھی -
تمھاری چھوٹی بہن کون "-
نشی - سمجھاتے نہیں - اُس کا نام ہے پرپھل -
برج - خوب - اب سمجھا - مگر کرنا کو تم نے راضی کیونکر کر لیا -
نشی - عورتوں مین بہت گن ہوتے ہین - کیا کہون چھوٹی بہن کی
ساس بننا ٹھیک نہین - ورنہ مین اُن کو ایک اور بات پر بھی
راضی کر لیتی -
دیوا بگڑ کر کہنے لگی - "تو غارت ہو - شرم لحاظ کچھ باقی نہین - بھلا
مردون سے بھی کوئی ایسی باتین کرتا ہے "
نشی - یہان مرد ہے کون - کون برجبشیر - کل مردمی معلوم ہو گئی -
برج - کل کی بات گئی - مگر تم نے آج عورتون کی طرح بے عقلی کا کام
کیا یہ بات اچھی نہ ہوئی -
نشی - کیون -
برج - اپنے باپ سے دھوکا نہین چلتا - کیا تم سمجھتی ہو کہ باپ کی
آنکھ مین دھول جھونک کے اور جھوٹی باتین کہہ کے مین بیوی کو گھر
مین لے جا کر رکھون گا - اگر باپ کو دھوکا دیا تو دنیا مین اور ایسا
کون شخص ہے جس کے ساتھ مین فریب نہ کرونگا -
نشی سٹ پٹا گئی - دل ہی دل مین کہنے لگی کہ واقعی برجبشیر مرد
ہے - صرف اسی کو مرد نہین کہتے جو لاٹھی چلانے مین ہوشیار ہو - نشی
کہنے لگی "پھر اب کیا ہو"
برج - مین فکر کر لونگا - پرپھل کو گھر لے جاؤنگا اور سارا قصہ

اپنے باپ سے بیان کر دون گا - دھوکا دھڑی سے کام نہین چلتا -
نشی - اگر تم نے سب حال کہہ دیا تو کیا تمھارے باپ دیوی رانی کو گھر
مین گھسنے دین گے -
دیوی کہنے لگی ”دیوی رانی کون ہے - وہ تو مر گئی - اب کبھی اس
دنیا مین اُس کا نام زبان پر نہ لانا - پرپھل کا ذکر کرو“
نشی - کیا وہ پرپھل کو گھر مین رہنے دین گے -
برج - مین تو کہہ چکا کہ یہ میرا ذمہ ہے -
پرپھل کو اطمینان ہو گیا - وہ جانتی تھی کہ اگر برجیشر کے امکان مین
نہ ہوتا تو وہ کبھی اس بات کو اپنے ذمہ نہ لیتا -

گیارھوان باب

بھوت ناتھ جانے کا انتظام شروع ہوا - یہ طے پایا کہ رنگ راج
وہین سے رخصت کر دیا جاے - کیونکہ برجیشر کے دربان اُس کو
پہچانتے تھے - رنگ راج کو بلا کر سب باتین ظاہر کر دی گئین - کچھ نشی
نے کہا اور بہت سی باتین پرپھل نے کہین - رنگ راج کی آنکھون
سے آنسو جاری تھے - کہنے لگا ”ماں - ہم لوگون کو اس بات کی
ذرا بھی خبر نہ تھی کہ آپ ہم کو چھوڑ دین گی - سب نے ملکر رنگ راج
کی تشفی کی - پرپھل نے رنگ راج کو کچھ روپیہ دیا تا کہ کام سوداگری
کے لئے دیا - سمجھنے لگی -

"وہ دیہی گڈھ جاکر قیام کرے۔ وہان میرا مکان ہے۔ وہان دیوتاؤن
کی خدمت کرنا اور پرشاد دکھاکر دن کاٹنا۔ اب کبھی لاٹھی کام مین نہ لانا
تم جس کو دوسرے کی بھلائی خیال کرتے ہو وہ دراصل دوسرے کو
ایذا پہونچانا ہے۔ لاٹھی کے ذریعہ سے اور لوگون کے ساتھ بھلائی
نہین ہو سکتی۔ خراب آدمیون کو اگر راجہ سزا نہ دے سکے تو ایشر سزا
دے گا۔ ہم تم سزا دینے والے کون بھلے آدمیون کے ساتھ بھلائی
کرنے کا بار اپنے سر لینا۔ مگر خراب آدمیون کو سزا دینے کا بار ایشر پر
چھوڑنا۔ یہ سب باتین میری طرف سے پاٹھک جی سے بھی کہہ دینا۔
اور اُن سے میرے ہزارون پرنام کہنا"

تب راجہ روتا ہوا رخصت ہوا۔ دیوا اور نشی پرپھل کے
ساتھ ساتھ بھوت ناتھ کے گھاٹ پر چلین۔ یہ طے پایا کہ وہ اسی
بجرے پر دیہی گڈھ چلی جائین اور وہان رہکر دیوتاؤن کا پرشاد
کھائین اور ہر نام جپین۔ بجرے پر بہت سا سامان امارت کا تھا۔
وہ سب پرپھل نے دیوا اور نشی کو دے دیا۔ یہ کہا کہ "اس سب
کو بیچ کر تم سب ضرورت خرچ کرنا۔ جو کچھ باقی بچے وہ غریبون محتاجون
کو دینا۔ اس مال مین میرا کچھ نہین ہے۔ مین اس مین سے کچھ نہ لونگی"۔
یہ کہہ کر پرپھل نے اپنی بیش بہا پوشاکین اور اپنے زیور بھی نشی اور
دیوا کو دیدیے۔
نشی کہنے لگی۔ دولہن۔ کیا بغیر زیور کے سسرال جاؤ گی۔
پرپھل نے ریشمی کی طرف اشارہ کرکے کہا "یہ میرے لئے بہی
زیور سب سے اچھا ہے۔ بہن۔ ہم عورتون کو اور زیور کی کیا ضرورت"!

نشی نے کہا۔ "بہن - آج پہلے پہل تم باقاعدہ سسرال جا رہی ہو۔ میں تمھیں کچھ نذر دے کر آشیرباد کہوں گی۔ دیکھو مجھے منع نہ کرنا۔ یہی میری آخری تمنا ہے۔ میرا حوصلہ پورا ہو نے دینا۔"

یہ کہہ کر نشی بہت سے بیش قیمت زیور پرپھل کو پہنا نے لگی۔ ناظرین کو یاد ہو گا کہ جب نشی ایک راجہ کے یہاں تھی تو رانی نے بہت سے زیور اس کو دئے تھے۔ یہ وہی گہنا ہے۔ چونکہ دیوی نے نشی کو نیا گہنا دیا تھا اس لئے وہ اس پرانے گہنے کو استعمال نہ کرتی تھی۔ نشی نے وہی پرانا گہنا پرپھل کو پہنایا۔ اب اور کوئی کام باقی نہ رہا۔ تینوں بیٹھ کر رونے لگیں۔ نشی تو زیور پہناتے وقت ہی ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگی تھی۔ اس کے بعد دیوا بھی اونچے سروں میں رونے لگی۔

پرپھل کو بھی رونا آیا۔ اور رونا کیوں نہ آتا۔ تینوں میں دلی خلوص تھا۔ مگر اس روز پرپھل کا دل خوشی سے بھرا ہوا تھا اس لئے اس کے رونے میں زیادتی نہ تھی۔ نشی کو بھی خیال تھا کہ پرپھل آج بہت خوش ہے۔ پرپھل کی خوشی میں نشی بھی خوش تھی اس لئے نشی کا رونا بھی کم تھا۔ ان دونوں کی کمی دیوا نے پوری کر دی۔

بجرا اچھوت ناتھ کے گھاٹ پر پہونچا۔ پرپھل نے دیوا اور نشی کے قدم چھوئے اور ان سے رخصت ہوئی۔ وہ دونوں روتی ہوئی وہاں سے دیبی گڈھ روانہ ہو گئیں۔ دیبی گڈھ پہونچ کر انھوں نے برق اندازوں اور ملاحوں کا حساب کر دیا۔ بجرا جا نا پہچا نا ہوا تھا۔ اس کا بھی رکھنا مناسب نہ تھا۔ پرپھل نے کہہ دیا تھا۔ "اس کو نہ رکھنا"۔ نشی نے بجرے کو توڑ ڈالا

اور دو سال تک اس کی لکڑیان جلائین۔
انھین لکڑیون کو نذر دے کر ناظرین تشنی سے رخصت ہون۔

بارھوان باب

بھوت ناتھ کے گھاٹ پر بجرا ٹھہرتے ہی سارے گاؤن مین مشہور ہوگیا کہ برجبشر ایک اور شادی کر کے بیوی ساتھ لایا ہے۔ یہ بھی مشہور تھا کہ بیوی زیادہ عمر کی ہے۔ بوڑھے۔ بچے۔ کانے۔ کھدرے اندھے۔ لولے جو جہان تھے سب دلھن دیکھنے کے لئے چل دئے۔ جو کھانا پکا رہا تھا اُس نے ہانڈی چھوڑی اور چل دیا۔ جو مچھلیان کاٹ رہا تھا اُس نے ٹوکرے کے نیچے مچھلیان بند کین اور چل دیا۔ جو نہا رہا تھا وہ اسی طرح بھیگا کپڑا پہنے ہوئے چلا۔ جو کھا رہا تھا وہ آدھا پیٹ کھا کے چل دیا۔ جو کسی سے جھگڑا کر رہا تھا اُس نے اُسی وقت اپنے دشمن سے میل کر لیا۔ کوئی عورت بچے کو مار رہی تھی وہ بچہ مار سے بچ گیا اور مان کی گود مین دلھن دیکھنے چلا۔ کوئی عورت اپنے شوہر کے کھانے کے لئے دال چاول نکال چکی تھی۔ مچھلی کا شوربہ نکالنے کے لئے باقی تھا۔ اتنے مین نئی دلھن کے آنے کی خبر معلوم ہوئی۔ شوہر کو مچھلی کا شوربہ کھانے کو نہ ملا۔ بوڑھی کمزور عورتین اپنی پوتی سے کہہ رہی تھین۔ اگر ہمارا ہاتھ پکڑ کے نہ لے جاؤ گی تو ہم گھاٹ تک کیونکر پہونچین گے۔ اتنے مین دلھن کے آنے کی خبر جو پہونچی تو پوتی نے دادی کا ہاتھ چھوڑ دیا اور

خود دولھن کے مکان کی طرف دوڑ گئی ۔ مگر معلوم نہیں کہ دادی بھی کیونکر وہاں پہونچ گئی ۔ کسی لڑکی کو باہر جانے کے لئے ماں نے مارا تھا ۔ وہ لڑکی ماں کے سامنے قسم کھا رہی تھی کہ اب باہر نہ نکلے گی ۔ مگر نئی دولھن کی آمد سنکر وہ قسم پوری نہ ہونے پائی اور وہ لڑکی دلھن کے گھر کی طرف چل کھڑی ہوئی ۔ مائیں بچوں کو چھوڑ کر چل دیں بچے روتے ہوئے ماں کے پیچھے پیچھے چلے ۔ گھر میں جیٹھ سسر بیٹھے ہی رہے مگر بہو نے کسی کا خیال نہ کیا ۔ گھونگٹ نکال کے سامنے سے چل دی ۔ کسی کا کپڑا کھلا پڑتا ہے کسی کو باندھنے کی فرصت نہیں ۔ جوڑا کھلا جاتا ہے گو باندھنے کی مہلت نہیں ۔ سنبھالتے ہیں کہاں کا کپڑا کدھر جاتا ہے اسکا کچھ حساب نہیں ۔ سارے گاؤں میں ہل چل مچ گئی ۔ حیا کی دیوی وہاں سے شرما کر چل دی ۔

دولھا دولھن آکر دروازے پر پہونچے ۔ گنّی نے پرچھن کی ۔ بہو کے دیکھنے کے لئے ایک پر ایک ٹوٹا پڑتا ہے مگر بہو نے اپنا انداز نہ چھوڑا ۔ ڈیڑھ ہاتھ لمبا گھونگھٹ نکالا ۔ کسی نے صورت نہ دیکھ پائی ۔ ساس نے پرچھن کرتے وقت گھونگھٹ کھول کر بہو کا منھ دیکھ لیا ۔ منھ دیکھکر کسی قدر چونک سی پڑی ۔ مگر زبان سے کچھ نہ کہا ۔ ہاں اتنا کہا کہ " بہو بہت اچھی ہے " آنکھوں میں دو ایک آنسو بھی چھلک آئے ۔

پرچھن کے بعد بہو گھر میں بٹھلائی گئی ۔ ساس نے اور سب عورتوں سے جو جمع ہو گئی تھیں کہا ۔ دو بہو اور بیٹیا بڑی دور سے آرہے ہیں ۔ بھوک پیاس سے پریشان ہوں گے ۔ میں ان کو کھلا پلا دوں ۔ بہو اب تو

اپنے گھر کی ہے روز ہی دیکھو گی اس وقت اپنے اپنے گھر جا کر کھاؤ پیو"
گنی کی یہ باتین سن کر سب عورتین اسی وقت آپس مین اُس کی
برائیاں کرتی ہوئی اپنے اپنے گھر پلٹ گئین۔ قصور تو گنی کا تھا مگر زیادہ برائیان
بہو کی نسبت بیان کی گئین۔ کیونکہ کسی نے اُس کی صورت نہ دیکھ پائی۔
سب نے یہ کہہ کر نفرت ظاہر کی کہ بہو کی عمر بہت زیادہ ہے۔ یہ بھی ذکر
ہوا کہ اعلیٰ خاندانون مین اکثر زیادہ عمر کی بہو آتی ہے۔ پھر جس جس کے
خاندان مین زیادہ عمر کی بہو آئی تھی۔ اُن کا چرچا ہوا۔ گو بندنے تیس برس
کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ ہری چرن جی ستر برس کی کنواری گھر لائے تھے۔
سنو ببنر جی نے ایک بڑھیا سے مرتے وقت بیاہ کر لیا تھا۔ راستہ بھر
بھی ٹھٹھے ہوتے رہے۔ اسی طور کی باتین کر کے رفتہ رفتہ گانون کے لوگ
ٹھنڈے پڑے۔

جب بھیڑ بھاڑ موقوف ہو گئی گنی نے برجیشر کو بلایا۔ برج نے آکر کہا۔
"کیا ہے مان"

گنی۔ بیٹا۔ یہ بہو تو نے کہان پائی۔

برج۔ ماں۔ یہ بیاہا ہوا بیاہ بہن ہے۔

گنی۔ بیٹا۔ یہ کھویا ہوا مال کہان مل گیا (گنی کی آنکھوں مین آنسو آگئے)۔

برج۔ ایشر نے مہربانی کر کے کھویا ہوا مال پھر بخش دیا۔ ماں۔ تم
باوا سے کچھ نہ کہنا۔ موقع سے مین خود سب حال اُن سے عرض
کر دونگا۔

گنی۔ بیٹا۔ مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ مین کہہ سن لون گی۔ بہو

کی آمد کی دعوت ہو جائے پھر میں دیکھ لوں گی۔ بیٹیا۔ تم کچھ فکر نہ کرنا۔ اور نہ کسی سے کچھ کہنا۔

پریشیر نے منظور کیا۔ اس مشکل کام کا بار ماں نے اپنے سر لے لیا۔ برج ہلکا ہو گیا۔ اس نے کسی سے کچھ نہ کہا۔

دعوت ہنسی خوشی ختم ہو گئی۔ بہت دھوم دھام نہ ہوئی۔ خاص خاص دوست اور رشتہ دار بلائے گئے تھے۔

دعوت کے بعد گنی نے ہربلبھ سے اور باتوں کا ذکر کر کے کہا۔ یا کہ "یہ نئی بہو نہیں ہے۔ یہ وہی بڑی بہو ہے۔"

ہربلبھ یہ سنکر چونک سا پڑا۔ گویا سوتے ہوئے شیر کے کسی نے تیر مارا۔ کہنے لگا۔

"کیا۔ وہی بڑی بہو۔ یہ کہا کس نے؟"

گنی۔ میں نے خود پہچان لیا۔ اور برج نے بھی مجھ سے کہا۔

ہر۔ اور دس برس ہوئے وہ تو مر گئی تھی۔

گنی۔ کوئی آدمی مر کے واپس نہیں آتا۔

ہر۔ اتنے دنوں وہ تھی کہاں اور کس کے ساتھ؟

گنی۔ یہ حال میں نے پریشیر سے نہیں پوچھا۔ اور نہ پوچھوں گی۔ برج بے سمجھے بوجھے اس کو گھر میں نہ لاتا۔

ہر۔ اچھا۔ میں پوچھوں گا۔

گنی۔ میرا ہی مرا منہ دیکھو۔ تم ایک بات بھی نہ پوچھنا۔ تم نے ایک مرتبہ کہہ کر دیکھ لیا تھا کہ لڑکا ہاتھ سے جاتا تھا۔ میرا ہی ایک لڑکا۔ دس بیس تو ہیں نہیں۔ دیکھو۔ تم کچھ نہ کہنا۔ اگر تم نے کچھ بھی کہا

تو میں پھانسی لگا کر مرجاؤں گی۔
ہر تلبھ کے بنائے کچھ نہ بن پڑی ۔مجبوراً خاموش ہو رہا۔ ہاں اتنا کہا کہ ”اچھا ۔تو اور لوگوں سے یہی کہا جائے کہ نئی بہو آئی ہے“
گنی نے جواب دیا۔ ”ہاں ۔یہی کہا جائے گا“
اس کے بعد موقع سے گنی نے پرجیشر کو خوشخبری سنائی ۔ کہنے لگی ۔ ”میں نے اُن سے کہہ دیا ہے کہ وہ تجھ سے کچھ نہ پوچھیں اور نہ پرانی باتوں کا ذکر زبان پر لائیں ۔ اب اُن باتوں کے کہنے کی ضرورت نہیں“
پرجیشر نے خوش ہو کر یہ مژدہ پرپھل کو سنایا۔
ہم اقبال کرتے ہیں کہ اس مرتبہ گنی نے وہی کام کیا جو بڑے بوڑھے کو لازم تھا ۔جس خاندان کی بڑی بوڑھی لایق ہوتی ہے۔ اس میں کبھی کسی کو تکلیف نہیں ہوتی ۔جس کشتی کا ملاح پتوار کو سنبھال سکتا ہے اُس کشتی کو کچھ خوف نہیں ۔

تیرھواں باب

پرپھل کو ساگر سے ملنے کی تمنا ہوئی ۔ پرجیشر کا اشارہ پاکر گنی نے ساگر کے لانے کے لئے آدمی بھیجے گنی کی بھی خوشی تھی کہ تینوں بہوؤں کو ایک جگہ دیکھے ۔
جو لوگ ساگر کو بلانے گئے تھے اُن کی زبانی ساگر نے سنا کہ اُس کے شوہر نے ایک اور بیاہ کیا ہے۔ اور بڑی بوڑھی ہے۔ ساگر کے دل میں

بڑی نفرت پیدا ہوئی۔ "دقت ہے۔ بوڑھی عورت۔ پھر بیاہ۔ کیا ہم بیویاں نہ تھیں"۔

ساگر کو بہت رنج ہوا۔ "ہائے۔ ایشر نے مجھے غریب کی لڑکی کیوں نہ کیا۔ اگر میں وہاں رہنے پاتی تو وہ اور شادی نہ کرتے"۔

اسی رنج اور پریشانی میں ساگر سسرال آئی۔ آکر وہ پہلے ہی نین بہو کے پاس پہونچی۔ نین بہو کو ساگر ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ ساگر کو بھی اُس سے نفرت تھی۔ مگر آج دونوں ایک ہیں۔ دونوں ایک ہی مصیبت میں مبتلا۔ دونوں ایک ہی خنجر کی شہید۔ یہی سمجھ کے ساگر پہلے نین بہو کے پاس گئی۔

جب سے پربھل آئی تھی نین بہو کا وہ حال تھا جو اس سانپ کا ہوتا ہے جس کو کسی ہانڈی میں بند کر دیتے ہیں۔ ایک مرتبہ برجیشر سے ملاقات ہوئی مگر گالیوں کی وہ بوچھار پڑی کہ برجیشر بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر ملنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پربھل بھی میل کرنے کے لئے گئی مگر اُس کے ساتھ بھی وہی برتاؤ ہوا۔ شوہر اور سوت تو الگ رہے اڑوس پڑوس والے کی مجال نہ تھی کہ غضبناک نین بہو کے سامنے پھٹک سکیں۔ نین تارا کے کئی ایک بچے تھے۔ سب سے زیادہ مصیبت اُن پر تھی مار کھاتے کھاتے بیچارے بیدم ہو جاتے تھے۔

اسی دیوی کے مندر میں ساگر جاکر پہونچی۔ ساگر کو دیکھکر نین تارا کہنے لگی۔ "آؤ۔ آؤ۔ تم کیوں باقی رہ جاؤ۔ تم بھی حصّہ بٹا لو"۔

ساگر۔ کیا۔ اور بیاہ کیا ہے؟

نین۔ کیا معلوم۔ مجھے کیا خبر کہ بیاہ کیا ہے یا نکاح کیا ہے۔

ساگر - برہمن کی لڑکی کا کہیں نکاح ہوتا ہے -
نین - ہن دیکھنے تو گئی نہ تھی کہ برہمن ہے یا شودر یا مسلمان -
ساگر - ایسی بات زبان سے نہ نکالنا - اپنے خاندان کی آبرو کے خلاف کوئی بات نہ کہنی چاہیئے -
نین - جس گھر میں اتنی بڑی ہوائے اُس گھر کی آبرو ہی کیا -
ساگر - کتنی بڑی ہے ؟ لوگوں کی عمر کی ہوگی -
نین - تیری ماں کی عمر کی -
ساگر - بال سفید ہو گئے ؟
نین - اگر بال سفید نہیں ہیں تو ڈھاڑو رات دن گھونگھٹ نکالے کیوں پھرتی ہیں -
ساگر - دانت بھی گر گئے ہیں ؟
نین - جب بال سفید ہو گئے تو دانت کیا باقی رہ جائیں گے -
ساگر - تو شوامی سے عمر زیادہ ہے -
نین - اور اتنی دیر سے میں کہتی کیا ہوں - سنا نہیں -
ساگر - ایسا نہیں ہوتا -
نین - اچھے خاندان والوں میں سب کچھ ہوتا ہے -
ساگر - صورت کیسی ہے -
نین - جوہیں پھٹا پڑتا ہے - جیسے گوبند کی گل پھلی ماں -
ساگر - خیر ہم لوگوں کو اپنی زبان سے شوامی کو کچھ نہ کہنا چاہیئے -
نین - کہوں تو تب جب ملاقات ہو - اب نظر کہاں آتے ہیں - کہیں ملیں تو میں جھاڑو لئے تیار رہوں -

ساگر۔ میں جا کر اس سونے کی نئی نویلی بہو رت کے درشن تو کر آؤں۔
نین۔ ہاں ہاں جا۔ جا کر کلیجہ ٹھنڈا کر لے۔
ساگر نئی بہو کی تلاش میں چلی۔ تالاب پر نئی بہو کو پایا۔
پرپھل ایک جانب منھ پھیرے ہوئے برتن مل رہی تھی۔
ساگر نے پشت کی طرف سے جا کر پوچھا۔ "کیوں جی۔ تمھیں نئی بہو ہو؟"
"کیا ساگر آ گئی"۔ یہ کہہ کر نئی بہو نے اس کی طرف منھ پھیرا۔
ساگر نے دیکھتے ہی پہچان لیا۔ متحیر ہو کر کہنے لگی۔ "دیدی رانی"!
پرپھل نے جواب دیا۔ "چپ۔ دیدی مر گئی"!
ساگر۔ پرپھل
پرپھل۔ پرپھل بھی مر گئی۔
ساگر۔ تو تم ہو کون؟
پرپھل۔ میں نئی بہو ہوں۔
ساگر۔ یہ کیا اور کیونکر ہوا مجھ سے کہو تو۔
پرپھل۔ یہاں موقع نہیں میرے کمرے میں چلو وہاں سب حال کہوں گی۔
دونوں نے جا کے کمرے کے دروازے بند کر لئے اور باتیں ہونے لگیں۔ پرپھل نے سب حال ساگر سے کہہ سنایا۔ سن کے ساگر نے پوچھا۔
"کیا اب گھر گرستی میں تمھارا جی لگے گا۔ چاندی کے سنگھاسن پر بیٹھنے اور جواہرات کا تاج پہننے کے بعد برتن ملنے جھاڑو دینے

کا کام کیا اچھا معلوم ہوگا - ویدشاستر پڑھنے کے بعد برمھ ویدی کی کہانیان کیا بھلی معلوم ہون گی - جس کے علم پر دو ہزار لوگ دوڑتے تھے اسکو اب جس تس کی حکومت اچھی معلوم ہوگی -

پہپل - اگر اچھا نہ معلوم ہوتا تو مین آتی ہی کیون - عورتون کا درحصل یہی دھرم ہے - راج کرنا عورتون کا کام نہین - گھر گرستی کے کام سے بڑھ کر عورت کے لئے کوئی عبادت نہین گھر کے دھندون سے زیادہ کون ریاضت ہوسکتی ہے - دیکھو ملوگون کو روز کتنے جاہلون - بیوقوفون - خودغرضون سے سابقہ پڑتا ہے - جن لوگون کو گھر سے تعلق ہے اُن کو کسی طرح کی تکلیف نہ پہونچے بلکہ سب خوش رہین - اس کام مین کتنی مشکلین پیش آتی ہین - اُن مشکلون کو دور کرنے سے بڑھکر کون سنیاس ہوسکتا ہے مین اب اسی سنیاس کو کرون گی -

ساگر - اچھا تو مین کچھ دنون تمھارے ساتھ رہ کر تمھاری چیلی ہونگی -

جس وقت ساگر اور پرپھل مین یہ باتین ہورہی تھین اس وقت برجیشر برمھ دیدی کے پاس بیٹھا ہوا کھانا کھا رہا تھا - برمھ دیدی نے پوچھا -

دو کہو آجکل کیسا پکاتی ہون" ؟

برجیشر کو دہ د برس کی پرانی بات یاد آگئی

برج - بہت اچھا -

برمھ - دودھ کیسا ہوتا ہے - خراب تو نہین ہے -

برج - بہت اچھا ہے -

برمھد - ہان اور دس برس ہو گئے - مجھے ابھی تک گنگا نہ پہونچایا

برج - مین بھول گیا تھا -

برمھد - اب تو مجھے اپنے ہاتھون پر گنگا نہ لے جانا - تو چار ہو گیا ہے -

برج - نہ - نہ - چپ رہو - اب اُس بات کا ذکر زبان پر نہ لانا -

برمھد - اچھا تو مجھے گنگا لے جانا - مین اس بات کو نہ کہونگی - مگر دیکھو خبردار - کوئی میرا چرخہ نہ توڑنے پائے -

---

چودھوان باب

کئی مہینے رہ کے ساگر نے دیکھا کہ پرپھل نے جو کہا تھا وہی کر دکھایا - گھر مین سب کو خوش کر لیا - گنی کو اس قدر راضی کر لیا تھا کہ اُس نے گھر بار کا سارا انتظام پرپھل کے سپرد کر دیا اور خود ساگر کے لڑکے کو گود مین لئے پھرا کرتی تھی - رفتہ رفتہ برجیشور کو بھی پرپھل کے اوصاف معلوم ہوئے - یہان تک نوبت پہونچی کہ جو کام پرپھل نہ کرتی تھی وہ کام برجیشور کو پسند نہ آتا تھا - سانس سسر پرپھل سے بے پوچھے کوئی کام نہ کرتے اُن کو پرپھل کی عقلمندی اور لیاقت پر پورا اعتبار ہو گیا تھا -

برجیشور دیبی نے بھی رسوئین کا انتظام پرپھل ہی کے سر ڈال دیا تینون بہوئین کھانا پکاتی تھین مگر جس دن پرپھل دو ایک چیزین پکا دیتی اُس دن کوئی بھی بیٹھ کے کھانا نہ کھاتا - کھاتے وقت جب سے

پاس پرپھل نہ کھڑی ہو جاتی وہی سمجھتا کہ آدھے پیٹ کھانا کھایا۔ ایک بڑا بھاری معرکہ پرپھل نے جیتا۔ یعنی بین بہو کو رام کر لیا۔ اب وہ پرپھل سے جھگڑا نہ کرتی تھی۔ بلکہ پرپھل کے خوف سے اور کسی سے بھی نہ جھگڑتی یہاں تک کہ اب پرپھل سے بغیر مشورہ لئے کوئی کام نہ کرتی تھی۔ وجہ یہ تھی کہ بین تارا کے لڑکوں کی پرپھل اتنی خدمت کرتی تھی کہ خود بین تارا سے ممکن نہ تھی بین تارا نے اپنے لڑکے بالوں کو پرپھل کے سپرد کر دیا اور خود بے فکر ہو گئی۔ ساگر کو بھی اب اپنے باپ کے گھر میں جیسی بڑی چند دنوں کے لئے گئی مگر جلد پلٹ آئی۔ اس کو پرپھل ہی کے ساتھ رہنے میں خوشی ہوتی تھی۔

اگر اور کوئی عورت ایسے اوصاف سے موصوف ہوتی تو بہت تعجب ہوتا۔ مگر پرپھل میں ان اوصاف کا ہونا کوئی بڑی بات نہ تھی۔ کیونکہ اس نے بے لوث کام کرنے کا سبق سیکھ لیا تھا۔ اصلیت تو یہ ہے کہ پرپھل کا سنیاس واقعی اس وقت شروع ہوا جب وہ گھرگرستی کے کاموں میں مشغول ہوئی۔ اس کو کسی بات کی تمنا نہ تھی وہ صرف کام کرنا چاہتی تھی۔ جو شخص اپنی کسی خواہش کی وجہ سے کام کرتا ہے وہ خود غرض ہے۔ جو شخص بلا خواہش کام کرتا ہے وہ اور لوگوں کی خوشی کے لئے کرتا ہے۔ پرپھل اسی وجہ سے سچی سنیاسنی تھی۔ اسی وجہ سے جس چیز میں وہ ہاتھ لگاتی وہی سونا ہو جاتی۔

پرپھل بھوانی یا ٹھاک کی تیز کی ہوئی چھری تھی۔ اس نے دنیا کی مشکلوں کو بہ آسانی کاٹ ڈالا۔ مگر گھر میں کسی کو اس کی خبر نہ ہوتی کہ پرپھل ایسی لائق اور عالم ہے۔ اس کی علمیت کو جاننا تو درکنار

کسی کو یہ بھی نہ معلوم ہونے پایا کہ پرپھل حرف شناس بھی ہے۔ گھر گرستی کا علم برتنے کے لئے ہے نہ دکھاوے کے لئے۔ جہاں علمیت کے اظہار کی ضرورت نہیں وہاں اس کا اظہار کرنا جہالت کی دلیل ہے۔ اصل عالم وہی ہے جو اپنے علم کا اظہار نہ کرے۔

پرپھل اگر کسی سے جھگڑا کرتی تو پرجیشر سے۔ وہ کہتی تھی "میں ہی تنہا تمھاری بیوی نہیں ہوں۔ تم جس طرح میرے شوامی ہو اسی طرح ساگر کے اور اسی طرح بین کے ہو۔ میں اکیلی تم پر اپنا عمل دخل کیوں کروں عورتوں کا شوامی ان کا دیوتا ہوتا ہے۔ تو وہ لوگ تمھاری پرستش کیوں نہیں کرنے پاتیں"

مگر پرجیشر اس کا کہنا نہ مانتا تھا۔ پرجیشر کے دل میں پرپھل کے سوا کسی کی گنجائش نہ تھی۔ پرپھل کہا کرتی تھی۔ "جس طرح مجھ سے محبت کرتے ہو اگر اسی طرح ان دونوں سے محبت نہ کروگے تو میرے ساتھ بھی تمھاری محبت پوری نہیں۔ کیونکہ مجھ میں اور ان میں کوئی فرق نہیں"۔ مگر پرجیشر کی سمجھ میں یہ بات نہ آتی تھی۔

پرپھل کی عقل۔ ذہانت اور خوش فکری کا نتیجہ یہ ہوا کہ گھر کی جایداد کا انتظام بھی اس کے سپرد ہوا۔ علاقے کا انتظام باہر ہوتا تھا مگر جب کوئی اہم معاملہ درپیش ہوتا تو کرتا بابو گھر میں آکر کہتے "رانی بہو سے تو پوچھ لو۔ دیکھو وہ کیا کہتی ہیں"۔ چونکہ سب کام پرپھل کے مشورے سے ہونے لگے۔ اس گھر میں روز بروز دولت اور عزت کی ترقی ہوئی۔ جب وقت آگیا تو نہایت فارغ البالی اور خوشحالی سے کرتا نے بیٹی بہو سے اس دنیا سے آخرت کی راہ لی

جا پہا اور پر جیشر کو ترکے مین ملی - پرپھل کے حسن انتظام سے
بہت سا نقد روپیہ جمع ہو گیا - اُس وقت پرپھل نے کہا -
"وہ میرا پچاس ہزار روپیہ کا قرضہ بیباق کر دو"
برج - کیون تم روپیہ لیکر کیا کرو گی -
پرپھل - مین کچھ نہ کرون گی - مگر روپیہ میرا نہین ہے - سری کرشن کا ہے - غریب محتاجون کے کام کے لئے - انھین کو دیا جائے گا -
برج - کس طور پر -
پرپھل - پچاس ہزار روپیہ لگا کے ایک محتاج خانہ بنوا دو -
برجیشر نے ویسا ہی کیا - اس محتاج خانہ مین ایک مورت ان پورنا کی رکھی - اور اس کا نام "دیوی تواس" رکھا -
پرپھل کو ایشر نے لڑکے پوتے عنایت کئے اور جب زندگی ختم ہوئی تو وہ بہشت نصیب ہوئی - وہان سب لوگ یہی کہتے تھے "کہ ہم اب بے مان کے ہو گئے" -
رنگ راج - دیوا - اور نشی تینون دیبی گڈھ مین سری کرشن کی پوجا کرتے رہے اور بالآخر اس دنیا سے سدھارے - بھوانی پاٹھک کا خاتمہ اس طور پر ہوا -
انگریزون کی حکومت جم گئی - سیاست کا کام انھون نے اپنے ذمہ لیا - پاٹھک جی اس بارے میں خاموش ہوئے اور ڈکیتی بند کر دی - اُس وقت پاٹھک جی نے دل مین خیال کیا - "مجھے گناہون کی تلافی کرنے کی ضرورت ہے" - یہ سوچ کے بھوانی پاٹھک نے انگریزون کے پاس جا کر اپنے تئین خود گرفتار کرا دیا - بغضنے

ڈاکے ڈالے تھے سب کا اقبال کیا اور سزا پانے کی تمنا ظاہر کی۔ انگریزوں نے حکم دیا کہ "تم کو سیورو رپا سے شور کی سزا دی جائے گی"۔ پاٹھک نے نہایت خوشی سے کالے پانی کی سزا منظور کی۔

پرپھل یہاں آ جاؤ۔ ایک مرتبہ دنیا میں آ کے کھڑی ہو جاؤ۔ موجودہ جماعت کے سامنے کھڑی ہو کر ایک دفعہ یہ تو کہہ دو کہ "میں نئی نہیں ہوں۔ پرانی ہوں۔ میں یہاں کئی بار آ چکی۔ تم لوگ مجھے بھول گئے تھے اسی لئے میں پھر آئی ہوں"۔